مکتوباتِ نعمانی

یعنی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی کے مکتوبات

بنام

الحاج آخون عزیز الٰہی خاں حسن پوری

مُرتّبہ

مولانا مُحب الحق تلمیذ حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی

ناشر

ب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی ۶

داخلہ نمبر ________
تاریخ ________

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

مکتوباتِ نعمانی

یعنی

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی لکھنوی کے مکتوبات

بنام

الحاج نواب عزیز الٰہی خاں حسن پوری

مرتب

مولانا محب الحق تلمیذ نابغہ عصر حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ

ناشر

کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی ۶



نام کتاب	مکتوباتِ نعمانی
بنام	الحاج نواب عزیز الٰہی خاں حسن پور
مؤلف و مرتب	مولانا محب الحق مدھوبنی
ناشر	کتب خانہ انجمن ترقی اردو دہلی
طابع	جمال پریس دہلی
کتابت	معراج النبی خاں انجم امروہوی
قیمت	

ترتیب

صفحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنتساب

مصنفین اور مؤلفین کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنی تصنیفات اور تالیفات کو اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی طرف منسوب کرتے ہیں میں بھی اپنی اس کوشش کو استاذی نابغۂ عصر حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہی رحؒ کے نامِ نامی سے منسوب کرنے کا فخر حاصل کر رہا ہوں۔

گر قبول اُفتد زہے عز و شرف"

خاکپائے فریدیؒ

محبّ الحق پروہی

۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۳ھ

۱۷ اپریل ۱۹۹۳ء

افتتاحیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد

اس مجموعۂ مکتوبات کی اہمیت پر کچھ لکھنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی نے تبرکات کے شروع میں جو کہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے مکاتیب کا مجموعہ ہے "چند باتیں" کے عنوان سے ان دونوں بزرگوں کے مکتوبات کی اہمیت سے متعلق جو تحریر فرمایا ہے اسی کو کچھ ترمیم و اضافہ کے ساتھ اس میں شامل کرلیا جائے۔

"زمانۂ قدیم سے بزرگانِ دین اور علمائے اُمّت کے مکاتیب کے جمع و ترتیب کا معمول رہا ہے۔ ابتدا میں عام طور پر سلوک و تصوّف کے مکتوبات کی طرف توجہ رہی، پھر علمی مباحث پر مشتمل مکتوبات کا آغاز ہوگیا، بعد میں یہ سلسلہ وسیع ہوکر کافی متنوع ہوا۔ اب ہر قسم کے علمی، ادبی، سیاسی، صحافتی اور نجی خطوط شائع کرنے کا سلسلہ جاری ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ کی افادیت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کیونکہ تذکرہ و تاریخ نویسی کے جدید اصول میں بنیادی اہمیت مکتوبات کی ہے۔ ذاتی نوعیت کے خط لکھتے وقت ذہن و ضمیر کے تمام دریچے کھلے ہوتے ہیں، خط لکھنے والوں کو عموماً خط لکھتے وقت اس کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ خطوط شائع ہوکر منظرِ عام پر بھی آسکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اپنے خطوط میں بے تکلف بہت سی بندشوں سے آزاد اور زندگی کے صحیح خد و خال کے ساتھ نظر آتا ہے، اس کے نظریات و خیالات، طرزِ زندگی، اخلاق و عادات اور اردگرد کی معاشرت کا صحیح مطالعہ صرف ذاتی خطوط کے ذریعہ ہی ممکن ہے لیکن نجی خطوط چھاپنے کی یہی گرم بازاری رہی تو تعجب نہیں کہ مستقبل میں اس فطری آزادی کے ضمیر پر بھی پہرے نہ بیٹھ جائیں۔ اور ہر خط لکھنے والا اس کی عام اشاعت کے خوف سے اپنے قلم کو پا بہ زنجیر نہ کردے۔"

مگر بزرگانِ دین کے نجی خطوط اپنی افادیت اور اثر پذیری کے لحاظ سے عام خطوط سے بہت مختلف ہوتے ہیں ان کی حیثیت خط برائے خط تک ہی محدود نہیں ہوتی، اسلئے اُنھیں اشاعت سے محروم رکھنا بڑا ظلم ہوگا۔"

یہی حیثیت مکتوباتِ نعمانی کی بھی ہے۔ مکاتیب کے قدیم مجموعوں میں سے بعض مجموعے بجا طور پر ملتِ اسلامیہ کے مفاخرِ علمیہ میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔ خصوصاً شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیریؒ، شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ، خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، شیخ عبدالحق دہلویؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نیز اکابر دیوبند، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید احمد حسن محدث امروہیؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ، مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امروہیؒ کے مکاتیب کے بیش بہا اور سدا بہار مجموعے کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔

مکتوبات میں دو شخصیتیں ہر حیثیت سے قابلِ لحاظ ہوا کرتی ہیں۔ ایک کاتب دوسرے مکتوب الیہ۔ اس مجموعے کے کاتب حضرت مولانا محمد منظور نعمانی زید مجدہم ہیں اور مکتوب الیہ الحاج نواب عزیز الٰہی خاں صاحب حسن پوری ہیں۔ اس مجموعۂ مکاتیب میں سب سے پہلے کاتبِ مکتوب حضرت مولانا نعمانی کا ذکرِ خیر ہے، پھر نواب عزیز الٰہی خاں صاحب کا مختصر سا تذکرہ دیا گیا ہے اس کے بعد حضرت مولانا نعمانی کے گراں قدر مکتوبات ہیں کچھ مکتوبات کا خلاصہ قارئین کی دلچسپی اور عام افادیت کے پیشِ نظر ہدیۂ ناظرین کیا گیا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ان کرمفرماؤں کا شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے مجھے اس کام میں اپنے امکانی تعاون سے نوازا۔ مولانا حکیم عطاء الرحمٰن صاحب حسینی، انیس احمد صاحب فاروقی، ماسٹر عبدالرب صاحب، ماسٹر آفتاب احمد صاحب صدیقی، پروف ریڈنگ کا کام امین عالم صاحب صدیقی اور ماسٹر عامر مسعود صاحب نے انجام دیا۔ منشی معراج النبی خاں صاحب انجم نے اس کتاب کی کتابت کی، یہ صاحب رسالہ الفرقان کے پرانے کاتب ہیں۔ — تہ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجرِ عظیم عطا فرمائے، آمین! اور قارئین سے التماس ہے کہ اگر اس خاکسار سے کوئی بھول چوک ہوگئی ہو تو بندے کی کم علمی پر محمول فرماتے ہوئے معاف فرمائیں۔

(کفش بردار حضرت فریدیؒ محب الحق پروہی مدھوبنی بہار) مدرسہ نسیم العلوم مسجد انار والی
سرائے کہنہ امروہہ

مقدمہ

ممتاز عالمِ دین حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صوبۂ یو۔پی ضلع مرادآباد کے ایک قدیم اور مردم خیز قصبہ سنبھل کے محلہ دیپا سرائے میں ۱۸ شوال ۱۳۲۳ھ (مطابق ۱۹۰۵ء) کو پیدا ہوئے۔ سنبھل جس میں غالب اکثریت سُنّی حنفی مسلمانوں کی ہے اپنی ایک مستقل تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلم حکمرانوں کے عہد میں اس کی حیثیت صوبہ کی سی تھی، اور "سرکار سنبھل" کہا اور لکھا جاتا تھا۔

۹۳۷ھ میں جب بابر کے انتقال کے بعد ہمایوں ہندوستان کا بادشاہ ہوا تو اس نے اپنے بھائی مرزا عسکری کو اس صوبۂ سنبھل کی صوبہ داری سونپی۔ اس قصبے نے بہت سے علماء، مشائخ، محدثین، مفسرین، شعراء، ادباء، حکماء و اطباء پیدا کئے، اسی سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہند، بیرون ہند کی مشہور و معروف علمی شخصیت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی بھی ہیں۔

آپ کے والد ماجد صوفی احمد حسینؒ بڑے دیندار، متبع شریعت، ذاکر و شاغل، شب زندہ دار بزرگ تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیوی دولت اور وجاہت سے بھی نوازا تھا۔ اگرچہ آپ عالم نہیں تھے مگر اپنی اولاد کو عالم بنانے کی تمنا آپ کے دل میں موجزن تھی۔ اپنی اولاد کو آپ صرف دینی تعلیم دلانا چاہتے تھے، اسباب دولت و ثروت کی موجودگی میں دنیوی تعلیم دلانے میں کوئی چیز مانع نہیں تھی مگر آپ انگریزی تعلیم دلانے کے بالکل روادار نہیں ہوئے۔ آپ کے پانچ لڑکے تھے مگر کسی ایک کو بھی عصری تعلیم دلانے کے حق میں نہ تھے۔ آپ کی حیات میں ضلع مرادآباد کا انگریز کلکٹر سنبھل آیا اور آپ سے ملاقات کی، اُس نے آپ کی قدر دانی کی اور آپ کے لڑکوں کی تعلیم کے بارے میں دریافت کیا۔ اُسے یہ جان کر بڑی حیرت اور تعجب ہوا کہ دنیوی دولت کے باوجود آپ کسی ایک لڑکے کو بھی انگریزی نہیں پڑھا رہے ہیں۔ اُس وقت مولانا نعمانی ہی کی عمر اس قابل تھی کہ آپ کو انگریزی تعلیم دلائی جا سکتی تھی۔ کلکٹر نے باصرار کہا کہ اپنے چھوٹے لڑکے کو مقامی ہائی اسکول میں داخل کرا دیں۔ میں ہیڈ ماسٹر سے کہہ دوں گا کہ وہ پانچ سال میں انٹرنس کرا دے، پھر میں آپ کے بچے کو نائب تحصیلداری دے دوں گا۔ اس زمانے میں نائب تحصیلداری بڑی چیز تھی۔ اس کلکٹر نے آپ کے والد ماجد کو بہت اصرار کے ساتھ یہ مشورہ دیا۔ آپ کے گھر والوں اور اُن کے ملنے والوں کی بھی یہ رائے

ہوئی کہ اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور آپ کو اسکول میں داخل کرا دینا چاہئے، مگر اُنھوں نے کسی کی بھی نہیں مانی اور یہ فیصلہ کیا کہ میں ان کو ان شاء اللہ دینی تعلیم دلانے کی کوشش کروں گا جس سے مجھے قبر میں اور اس کے بعد اجر ملتا رہے۔

ابتدائی تعلیم ۔ جب آپ کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا اُس وقت سنبھل میں تین عربی مدارس تھے، پہلے آپ نے قرآن شریف ناظرہ پڑھا اُس کے بعد اُردو پھر فارسی و عربی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی، آپ کی عمر کے پندرھویں سال میں مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی رح سنبھل کے ایک عربی مدرسہ میں مدرس ہو کر آئے، اس درمیان آپ مختلف اساتذہ سے پڑھتے رہے، مگر کما حقہ، تعلیم نہیں ہوئی۔

جب آپ کے والدِ ماجد کو معلوم ہوا کہ فلاں مدرسہ میں پنجاب سے ایک اُستاد آئے ہیں تو ایک تعارفی خط کے ذریعہ آپ کو لیکر مولانا لدھیانوی رح کے پاس تشریف لے گئے اُنھوں نے معلومات کرنے کے بعد اندازہ لگایا کہ اس وقت تک جو کچھ ہوا ہے اس میں وقت ہی برباد ہوا ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے بات چیت کے دوران آپ کی ذہانت کا اندازہ لگا لیا۔ مولانا کی شفقت و مہربانی سے آپ کے اندر پڑھنے کا شوق بڑھا۔ آٹھ دس دن میں میزان و منشعب ختم کرا دی۔ اس کے بعد دو مہینے کے اندر پنج گنج، نحو میر اور شعبان تک علم الصیغہ اور ہدایۃ النحو تک پہونچا دیا۔ اس کے بعد مولانا مفتی محمد نعیم لدھیانوی رح سنبھل تشریف نہیں لائے۔ جس زمانے میں مولانا النعمانی زیرِ تعلیم تھے اُس وقت عربی مدرسوں میں منطق، فلسفہ، علم کلام اور معقولات کا بہت زور تھا اسلئے آپ نے منطق فلسفہ علم کلام اور معقولات کی تمام کتابیں پڑھیں۔ مولانا لدھیانوی رح کے سنبھل واپس نہ آنے کے باعث آپ کو مزید تعلیم کے لئے سنبھل سے باہر مئو ضلع اعظم گڑھ بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا، جہاں آپ کے قریبی رشتہ دار مولانا کریم بخش سنبھلی رح صدر مدرس تھے۔ چنانچہ مولانا نعمانی رسالہ الفرقان کی جلد نمبر ۴۷ کے شمارہ نمبر ۱ میں ارقام فرماتے ہیں۔

"۲۱، ۲۲، ۱۹۲۳ء میں اس عاجز کا قیام اپنے خاص اُستاذ اور مُربّی حضرت مولانا کریم بخش صاحب سنبھلی رح کے ساتھ (جن سے قرابت بھی تھی) ایک طالب علم کی حیثیت سے مئو ضلع اعظم گڑھ رہا، (حضرت مولانا مرحوم وہاں کے عربی مدرسہ "دارالعلوم" میں صدر مدرس تھے)"۔

مولانا کریم بخش صاحب سنبھلی رح تفسیر و حدیث کے علاوہ معقولات اور منطق و فلسفہ میں بھی

خاص مقام رکھتے تھے۔ میر زاہد، شرح سلّم، حواشی علی الحواشی، الزاہدیہ، قاضی مبارک، صدرا خیالی اور توضیح تلویح، آپ نے مولانا سنبھلی رح سے ہی پڑھی ہیں۔ مولانا کریم بخش صاحب رح ملبی تقریر نہ فرماتے تھے۔ اور اپنے اُستاذ حضرت شیخ الہند رح کے متبع تھے۔

دارالعلوم دیوبند۔ فنون وغیرہ پڑھنے کے بعد جب آپ کی تعلیم کے دو سال باقی رہ گئے تو آپ نے حدیث پڑھنے کے لئے دارالعلوم دیوبند جانے کا ارادہ والد ماجد پر ظاہر کیا، آپ کے والد ماجد بخوشی راضی ہو گئے اور دارالعلوم بھیجنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ آپ کے والد ماجد کے مِلنے والے دارالعلوم کے جانے پر ناراض ہو رہے تھے مگر اُن کے اوپر عیاں تھا کہ حدیث صرف دارالعلوم والے ہی ٹھیک پڑھاتے ہیں۔ چنانچہ اپنے ارادے کے مطابق آپ کو دارالعلوم بھیج دیا گیا اور شوال ۱۳۴۳ھ میں دارالعلوم میں داخل ہو گئے۔ یہ زمانہ طالب علمی جس سال آپ نے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اسی سال آپ کے والد ماجد ماہِ ربیع الاول میں دیوبند تشریف لے گئے۔ مولانا نعمانی اُن کی آمد کے متعلق "میری طالب علمی" جو آپ کی دارالعلوم کی ایک تقریر پر مشتمل ہے میں تحریر کرتے ہیں۔

"میں یہاں کے زمانۂ قیام کا اس وقت صرف ایک واقعہ آپ کو سنانا چاہتا ہوں جس کا تعلق میرے والد صاحب رح سے ہے۔ یہ مکان جس میں حضرت شیخ الاسلام مدنی رح کا قیام تھا اور اب حضرت کے گھر کے لوگوں کا قیام ہے۔ ہمارے زمانے میں اس کے اندر مطبع قاسمی اور کتب خانۂ قاسمی تھا۔ جن طالب علموں کو مدرسہ میں حجرہ نہیں مِل سکتا تھا اُن کو اس کے ایک خستہ کمرے میں رہنے کی اجازت دیدی جاتی تھی۔ میں انہی طالب علموں میں سے ایک تھا۔ دونوں سال میرا قیام اسی میں رہا۔ پہلے سال ربیع الاوّل کا مہینہ تھا، اور خوب یاد ہے چودھویں تاریخ تھی اور اتفاق سے جمعہ کا دن تھا، عشاء کی جماعت کا وقت قریب تھا، میں اُسی مطبع قاسمی میں بیٹھا وضو کر رہا تھا کہ اچانک والد ماجد مطبع قاسمی کا پتہ کرتے ہوئے تشریف لے آئے۔ پہلے سے کوئی اطلاع نہ تھی بلکہ وہم وگمان بھی نہ تھا، لیکن میرا ذہن منتقل ہوا کہ یہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہے، ان ہی تاریخوں میں پیرانِ کلیر کا عرس ہوتا ہے، یہ وہاں عرس میں تشریف لائے ہوں گے ان کی پیرانِ کلیر کے عرس میں حاضری کبھی ناغہ نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ دریافت

کرنے پر یہی بتایا کہ میں کلیر شریف عرس میں آیا ہوا تھا خیال ہوا کہ دیوبند قریب ہی ہے اسلئے وہاں سے فارغ ہو کر آ گیا ہوں۔

میں نے عرض کیا کہ عشاء کی جماعت کا وقت ہو چکا ہے، وہ باوضو تھے ہم لوگوں کے ساتھ فوراً ہی مسجد میں تشریف لے آئے۔ اس زمانے میں حوض وہاں تھا جہاں اس وقت مسجد کے فرش کا آخری حصہ ہے اور چونکہ مسجد میں تنگی ہوتی تھی اسلئے حوض کو لکڑی کے تختوں سے پاٹ دیا گیا تھا۔ اُس پر بھی کئی صفیں ہوتی تھیں، ہم لوگ ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوئے کہ نماز شروع ہو چکی تھی ہمیں آخری صفوں میں حوض پر جگہ ملی۔ چودھویں رات کی چاندنی کھلی ہوئی تھی اور جمعہ کا دن ہونے کی وجہ سے عام طور پر تمام طلبہ صاف سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے جب رکوع یا سجدہ کا وقت ہوتا تو ہم لوگوں کو جو حوض کے اوپر بلندی پر کھڑے تھے ایسا محسوس ہوتا جیسے آسمان سے اُترے ہوئے فرشتوں کی صفیں ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے بڑا ہی نورانی منظر تھا۔ میں والد صاحب کے بالکل برابر میں کھڑا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ والد صاحب پر اس منظر کا کچھ خاص اثر پڑ رہا ہے نماز سے فارغ ہو کر ہم لوگ اپنی قیام گاہ یعنی مطبخِ قاسمی میں آ گئے۔ والد صاحب کی باتوں سے میرے اس احساس کی تصدیق ہو گئی کہ وہ دارالعلوم کی نماز کے اس منظر سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔

آگے چل کر مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ۔

روزانہ فجر کی نماز کے بعد مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ کا اسی مسجد میں ترجمۂ قرآن کا درس ہوتا تھا اس میں بھی آپ کے والد ماجدؒ نے شرکت کی، اور مولانا کاندھلوی کو آپ نے پہلے سے بتا دیا تھا کہ میرے والد صاحب کے خیالات ایسے ہیں۔ اُس دن سورۂ یوسف کا وہ مقام زیر درس تھا جہاں یہ ذکر آتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے صاحبزادوں کو غلّہ لانے کے لئے مصر کو رخصت کیا اور چھوٹے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی بن یامین کو بھی اُن کے ساتھ جانے کی اجازت دیدی۔ مولانا کاندھلویؒ نے اپنے درس میں توکل کی حقیقت

اور اسباب کے تعلق پر خوب روشنی ڈالی اور تصوف و معرفت پر بھی خوب روشنی ڈالی اور مولانا روم کے اشعار بھی اُن کی حقیقتِ حال کے مطابق خوب پڑھے۔ آپ کے والد ماجدؒ یہاں بھی خوب متاثر ہوئے، پھر وہاں کے بزرگوں کے مزارات پر جانے کی خواہش کی۔ آپ ان کو مزاراتِ قاسمی پر لے گئے۔ پہلے حضرت شیخ الہند کے مزار پر مراقب ہوئے اس کے بعد حضرت نانوتویؒ کے مزار پر مراقب ہوئے۔ وہاں سے واپسی پر فرمایا کہ "ان حضرات کا مقام بہت بلند ہے" اس کے بعد وہاں کے اُستادوں سے ملنے کی خواہش کی تو آپ نے حضرت مولانا سید اصغر حسین محدثؒ، حضرت شاہ صاحبؒ اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ وغیرہ سے ملاقات کرائی۔ ان حضرات کی زیارت سے بھی بہت متاثر ہوئے اور اُن کے بارے میں فرمایا کہ یہ ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں اور صاحبِ نسبت ہیں اکابر دیوبند کے بارے میں جو بدگمانیاں اُن کو تھیں وہ اسی دن ختم ہو گئیں۔ یہاں یہ واقعہ صرف جملۂ معترضہ کے طور پر آ گیا ورنہ مولانا نعمانی مدظلہٗ کی دارالعلوم کی تعلیم کے بارے میں لکھنا تھا یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ہدایہ اولین، مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف وغیرہ پڑھ کر جس سال آپ نے دارالعلوم میں داخلہ لیا اُس سال ہدایہ آخرین، سبعہ معلقہ اور دوسری کتابیں پڑھیں۔ دوسرے سال صحیح بخاری شریف اور ترمذی شریف امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے اور مسلم شریف حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور سنن ابوداؤد حضرت مولانا سید اصغر حسین محدثؒ سے اور تفسیر بیضاوی و شمائلِ ترمذی حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ سے پڑھیں۔

دارالعلوم میں آپ نے جن اکابر اساتذہ سے اکتسابِ فیض کیا اُن میں امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ، حضرت مولانا سید اصغر حسین محدثؒ، حضرت مولانا سراج احمد رشیدیؒ، شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی امروہیؒ، حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ اور حضرت مولانا رسول خاں ہزارویؒ رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اساطینِ علم و فن شامل ہیں۔

دارالعلوم کا کھانا۔ آپ جس جماعت میں تھے اس جماعت کا کھانا دارالعلوم کی طرف سے ہوتا ہے مگر چونکہ آپ کے والد صاحبِ ثروت تھے اسلئے آپ کھانے کی قیمت ادا کرتے تھے جیسا کہ ماہنامہ الفرقان میں اپنے قیامِ دارالعلوم کے سلسلہ میں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

"سنہ ۴۴-۱۳۴۵ھ (سنہ ۲۶-۱۹۲۷ء) میں یہ عاجز بسلسلہ طالب علمی دیوبند میں رہا۔ میں

اُن چند طلباء میں تھا جو قیمت ادا کر کے دار العلوم کے مطبخ سے کھانا کھاتے تھے، ایسے طلباءً سے مہینے میں حساب کر کے کھانے کی اصل لاگت لے لی جاتی تھی۔ مولانا گل محمد خاں صاحب مرحوم مطبخ کے ذمہ دار اور منتظم تھے بڑے حسابی آدمی تھے۔ میرا قیام وہاں دو سال رہا کھانے کی قیمت قریباً ساڑھے تین روپیہ۔ کسی مہینے میں کچھ کم، کسی مہینہ میں کچھ پیسے زیادہ مجھ سے وصول کئے جاتے تھے" (جلد نمبر ۴۷ شمارہ نمبر ۱)

درس وافادہ - تعلیمی مراحل کی تکمیل کے بعد اپنے اساتذہ واکابر کی منشائے کے مطابق مسندِ درس کو رونق بخشی۔ امروہہ کی یہ خوش قسمتی تھی کہ آپ نے سب سے پہلے اپنی علمی ودینی سرگرمیوں کا محور ومرکز مدرسہ چلہ امروہہ کو بنایا اور تقریباً تین سال تک آپ نے یہاں کی مسندِ درسِ حدیث کو زینت بخشی۔ الفرقان جلد ۴۳ شمارہ نمبر ۴ میں یوں رقم طراز ہیں۔

" دار العلوم کی طالب علمی کا دَور ختم کرنے کے کچھ ہی دن بعد یہ عاجز امروہہ ضلع مرادآباد کے مدرسہ عالیہ اسلامیہ چلہ میں مدرس مقرر ہو گیا تھا، یہاں کے بعد مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی کے مدرسہ دار المبلغین میں بھی درس دیا۔"

مولانا مدظلہ، "مولانا مودودی اور میری رفاقت کی سرگذشت اور اب میرا موقف" میں تحریر کرتے ہیں۔

" غالباً ۱۹۳۲ء شروع ہو چکا تھا، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی نے ایک ادارہ لکھنؤ میں دار المبلغین کے نام سے قائم کیا جس کا مقصد یہ تھا، کہ دار العلوم جیسے بڑے دینی مدارس کے باصلاحیت فارغ التحصیل فضلاء کو وقت کے تقاضوں کے مطابق اسلام کی دعوت وتبلیغ اور بیرونی حملوں اور اندرونی فتنوں سے اس کی حفاظت ومدافعت اور اس کے لئے تحریر وتقریر اور مناظرہ ومباحثہ کی تربیت دی جائے۔ مولانا مرحوم نے اس ادارہ کی خدمت کے لئے اس عاجز کو بھی طلب فرمایا اور اسی سلسلہ میں اس دَور میں چند مہینے میرا قیام لکھنؤ میں رہا۔"

دار العلوم ندوہ میں بھی درس وتدریس کا سلسلہ رہا۔ اور وہاں آپ نے چار سال تک مسلم شریف اور ترمذی شریف کا درس دیا۔

بریلی سے الفرقان کا اجراء - ایک طرف آپ ایک کامیاب محدّث مفسّر مناظر و مدرس ہیں تو دوسری طرف ایک تجربہ کار صحافی بھی ہیں۔ آپ نے اپنی صحافت کو کسی اخبار کے ذریعہ نہیں بلکہ اپنے ذاتی رسالہ الفرقان کے ذریعہ اُجاگر کیا۔ لکھنؤ کے قیام کے زمانہ میں آپ نے الفرقان جاری کرنے کا فیصلہ کیا چنانچہ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق مارچ ۱۹۳۴ء میں بریلی سے رسالہ کا اجراء ہوا۔ جس بے سرو سامانی کی حالت میں یہ رسالہ جاری کیا اور جسطرح آجتک اس کو باقی رکھا یہ ایک معنی خیز علامت ہے۔ اس رسالہ کا مقصد نہ کبھی پہلے سیاسی تھا اور نہ اب ہے۔ بلکہ یہ ایک خالص دینی و مذہبی رسالہ ہے جس کا نصب العین دینِ حق کی حمایت، توحید و سنت کی دعوت، مشرکانہ رسوم و بدعات کے خلاف جدوجہد نیز اہلِ بدعت خصوصًا بریلوی رضاخانی حضرات کی طرف سے داعیانِ توحید و سنت پر ہونے والے حملوں کی مدافعت رہا ہے اور اب تک ہے۔

الفرقان کے "شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نمبر" میں افتتاحیہ اور کلمۂ شکر کے ذیل میں مولانا نعمانی نے تحریر فرمایا ہے۔

"اس وقت جبکہ یہ سطریں سپردِ قلم کی جا رہی ہیں ۱۴۰۳ھ کا پہلا مہینہ محرم الحرام ہے اب سے ٹھیک پچاس سال پہلے الفرقان بریلی سے جاری ہوا تھا اور ۱۳۵۳ھ کے اسی مہینے محرم الحرام میں اس کا پہلا شمارہ شائع ہوا تھا۔۔۔۔ اور اپنی بے سرو سامانی کی وہ حالت بھی پوری طرح یاد ہے جبکہ اس کے اجراء کا فیصلہ کیا گیا تھا اسلئے یہ عاجز کامل نصف صدی تک اس کے زندہ اور جاری رہنے کو اس خداوند قادر و کریم کی قدرت و رحمت کا معجزہ ہی سمجھتا ہے۔ بریلی میں کوئی اچھا پریس نہیں تھا اسلئے اس کی کتابت تو بریلی میں ہوتی تھی اور میں خود کاپیاں لیکر چھپوانے کے لئے دہلی جاتا تھا۔ جب اس کے پہلے شمارہ کی کاپیاں لے کر دہلی پہونچا اور بعض وجوہ سے جامعہ پریس میں چھپوانے کا فیصلہ کر کے پریس کے اس وقت کے مالک خانصاحب عبد اللطیف صاحب سے (جن سے پہلے سے بھی کچھ تعارف و تعلق تھا) اس سلسلہ میں بات کی اور کاپیاں اُن کو دینے لگا تو اُنھوں نے بڑے خلوص کے ساتھ فرمایا کہ مولانا میری ایک حیثیت یہ ہے کہ میں یہ پریس چلا رہا ہوں اس لحاظ سے مجھے چاہیئے کہ میں آپ کا کام فوراً ہاتھ میں لے لوں اور آپ کا رسالہ

چھاپ کر چھپائی آپ سے وصول کر لوں۔ لیکن آپ سے مخلصانہ تعلق بھی ہے اسلئے میں اپنے تجربہ کی بنا پر آپ کو مشورہ دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس ایک دو سال میں کئی ایک دینی و مذہبی رسالے نئے جاری ہوئے۔ میرے ہی پریس میں چھپتے تھے، کسی کے دو تین نمبر نکل سکے، کسی کے چار پانچ، کسی کے اس سے ایک دو زیادہ اور پھر بند ہو گئے، کیونکہ وہ لوگ اس سے زیادہ خسارہ برداشت نہیں کر سکتے تھے اسلئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اگر آپ کے پاس سرمایہ کا اتنا انتظام ہے کہ دو تین سال تک رسالہ خسارہ کے ساتھ جاری رکھ سکیں تب تو آپ اس کو شروع کریں، اور اگر اتنا انتظام نہیں ہے تو اس کا خیال چھوڑ دیں۔ اس شمارہ کی کتابت پر جو کچھ خرچ آپ کر چکے ہیں بس اُسی کا نقصان برداشت کر لیں۔ میں نے خانصاحب کے اس مخلصانہ مشورہ کا شکریہ ادا کیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس طرف سے اطمینان ہے۔ خاں صاحب نے کاپیاں لے لیں اور دوسرے یا تیسرے دن، میں چھپا چھپایا رسالہ لیکر بریلی واپس آگیا"۔ الحمد للہ اس وقت سے اب تک جبکہ الفرقان کی عمر ۶۰ سال ہو چکی ہے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دین اسلام کی خدمت میں مصروف ہے اور یہ صرف حضرت مولانا نعمانی مدظلہ کی مخلصانہ کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ جب کبھی باطل نے سر اُٹھایا الفرقان نے اُس کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ باقی رکھے اور اسی طرح دینِ اسلام کی خدمت کرتا رہے۔

دارالعُلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ کی رُکنیت:۔ دارالعلوم دیوبند کی رُکنیت کے بارے میں الفرقان میں تحریر فرماتے ہیں۔

"رجب ۱۳۶۳ھ (۱۹۴۴ء) میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ کا وصال ہوا۔ حضرتؒ کے مرضِ وفات میں اور وصال کے بعد بھی اس ناچیز کا قیام حضرتؒ کے مستقرِ دعوت و تبلیغ کے مرکز نظام الدینؒ دہلی میں کچھ عرصہ تک رہا۔ ان ہی ایام میں ایک دن حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ سے ملاقات ہوئی، اُنھوں نے مجھے اطلاع دی کہ دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ کا مجھے رُکن منتخب کر لیا گیا ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کیونکہ اپنے کو میں اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا اور میری کوئی حیثیت بھی نہیں تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے کیوں اور کیسے منتخب کر لیا گیا۔؟ حضرت مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ پہلے اصولی طور پر یہ طے ہو گیا تھا کہ ایسے ارکان منتخب کئے

جائیں جن پر سب کو اتفاق ہو۔ تمھارے نام پر بھی سب کا اتفاق ہو گیا۔

مجھے یہ تفصیل معلوم کر کے خاص سے خوشی ہوئی اور اس پر خدا کا شکر ادا کیا کہ میرے مختلف الخیال بزرگوں نے مجھ پر اعتماد فرمایا۔

(حضرت مفتی صاحبؒ مجلسِ شوریٰ کے اہم رُکن تھے۔ اور اس زمانہ میں بھی مجلس میں خاص کر سیاسی لحاظ سے مختلف الخیال حضرات تھے۔) الفرقان جلد ۴۹ شمارہ ۱۰-۱۱

دارالعلوم کی رُکنیت کو آپ نے اس وجہ سے قبول نہیں کیا کہ اس سے بہت زیادہ عزت و احترام کا مقام حاصل ہوگا، بلکہ بزرگوں کی امانت سمجھ کر اس منصب کو قبول کیا اور جب بھی دارالعلوم کے تقدس پر کوئی ناخوشگوار موقع آیا تو اس کے مسلک کی حفاظت کے لئے سینہ سپر ہو گئے، چاہے اس کا اثر کسی ذات پر ہی کیوں نہ پڑا مگر آپ نے دارالعلوم کے تقدس پر کوئی حرف نہ آنے دیا۔ اور کبھی صحیح بات کہنے سے گریز نہیں کیا۔ آپ نے پچاس سال کی اس مُدت میں اپنے کو کسی شخصیت یا گروپ سے منسلک نہیں کیا بلکہ دارالعلوم کے مفاد کو ہمیشہ مدِنظر رکھا۔ اپنے اس اصول اور رویّہ سے متعلق الفرقان میں رقم طراز ہیں۔

"میری رُکنیت کا یہ اُنتالیسواں سال ہے، اس پوری مُدت میں میں نے اپنے کو کسی شخصیت یا گروپ سے وابستہ نہیں کیا، جس بات کو صحیح اور دارالعلوم کے مفاد میں سمجھا خواہ وہ کسی کی طرف سے ہو اس کی تائید و حمایت کی اور جس کو صحیح نہیں سمجھا اس سے اختلاف کیا۔ صرف حضرت مولانا مدنیؒ کے ساتھ میرا یہ رویّہ رہا کہ جب اُن کی کسی تجویز یا رائے سے مجھ کو اختلاف ہوتا تو میں مجلس میں اُس پر گفتگو نہ کرتا، خاموش رہتا۔ بعد میں تنہائی میں ملاقات کر کے اپنی رائے عرض کرتا۔ یقین کے ساتھ یاد ہے کہ کم سے کم دو تین دفعہ ضرور ایسا ہوا کہ میری تنہائی کی گفتگو کے بعد حضرت نے اپنی رائے بدل دی اور مجلس کی اگلی نشست میں اس کا اظہار بھی فرما دیا۔"

(الفرقان لکھنؤ بابتہ اکتوبر ۱۹۸۱ء)

اجلاسِ صد سالہ کے بعد دارالعلوم میں جب ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا تو آپ نے عزم و استقلال، ہمت و جرأت اور دانش و تدبر سے دارالعلوم کی کشتی کو ڈگمگانے سے بچا لیا۔ آپ نے اس

موقع پر کسی شخصیت کی پرواہ کئے بغیر بزرگوں کی اس امانت کی حفاظت کے لئے بھرپور کوشش کی، اور دارالعلوم کے تقدس کو ہر طرح برقرار رکھا۔

تبلیغی جماعت اور مولانا محمد الیاس دہلویؒ سے تعلق:۔ حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ اور تبلیغی جماعت سے تعلق کے بارے میں ملفوظاتِ مولانا محمد الیاس اور رسالہ الفرقان میں مولانا نے جو ارقام فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۳۶۴ھ میں جبکہ میری عمر چالیس کے قریب پہونچ چکی تھی، ایک خاص واقعہ کے نتیجہ میں میرے دل میں حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی غیر معمولی عظمت پیدا ہو گئی اور میں اُن کو اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص مقبول بندوں میں سمجھنے لگا (اگرچہ اُن کے تبلیغی کام کی حقیقت سے میں اُس وقت بھی واقف نہیں تھا) انہی دنوں میں مجھے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سخت علیل ہیں۔ علالت تشویشناک اور حالت خطرناک ہے۔ میں نے صرف زیارت و عیادت کی نیت سے دہلی کا سفر کیا۔ رات کو دیر سے مولانا کے مستقر بستی حضرت نظام الدینؒ کی بنگلہ والی مسجد پہنچا اور ارادہ کیا کہ ان شاء اللہ صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہونگا تاکہ اس وقت کی میری حاضری موجبِ زحمت نہ ہو۔ لیکن مولانا کو کسی طرح میری اطلاع ہو گئی، اُسی وقت بلوا لیا۔ وہ اس وقت انتہائی ضعف و نقاہت کی حالت میں بستر علالت پر تھے۔ میں نے مصافحہ کرنا چاہا۔ مولانا نے بجائے مصافحہ کے میرے دونوں ہاتھ پکڑ لئے اور بغیر کسی تمہید کے اصرار فرمایا کہ وعدہ کرو اس دینی کام کے لئے وقت دو گے! میں نے اس وقت صرف مولانا کی تطییبِ خاطر کے خیال سے عرض کیا کہ جب آپ فرمائیں گے ان شاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد مولانا اپنے کام کے سلسلہ میں کچھ فرماتے رہے جس سے اندازہ ہوا کہ اُن کے نزدیک اس کام کی بڑی اہمیت ہے اور وہ اس سے بہت مختلف اور وسیع و عمیق ہے جو اب تک میں سمجھتا رہا تھا۔ صبح بعد نمازِ فجر پھر حاضر ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ اس وقت آپ چلے جائیں۔ مجھے امید ہے کہ اس مرض سے ان شاء اللہ مجھے صحت ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب میرا جماعت کے ساتھ کوئی سفر ہو گا تو میں اطلاع دوں گا۔ اُس وقت آ جانا۔

مولانا نعمانیؒ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

"میں بریلی واپس آ گیا جہاں اس وقت میرا قیام تھا۔ کچھ مدت کے بعد اطلاع آئی، کہ

جماعت لکھنؤ میں کام کرنے کے لئے دہلی سے جا رہی ہے خود حضرت مولانا بھی تشریف لے جائینگے مولانا نعمانی بھی اس موقع پر لکھنؤ تشریف لے گئے۔ دہلی کے تاجروں اور میواتیوں کی بہت بڑی جماعت تھی جو پہلے لکھنؤ پہنچی تھی، مولانا رح بھی تشریف لے گئے جماعت اور مولانا محمد الیاس صاحب رح کا قیام دارالعلوم ندوہ میں رہا تھا۔ مولانا نعمانی کا ایک ہفتہ مولانا کے ساتھ رہنا ہوا اس ایک ہفتہ میں آپ کو اور زیادہ حضرت مولانا کی شخصیت کا اندازہ ہوا۔ اور جماعت کے کام سے بھی بہت زیادہ لگاؤ ہو گیا۔

۱۹۴۷ء کے بعد جب مولانا النعمانی لکھنؤ منتقل ہوئے تو اس پُرآشوب دَور میں لکھنؤ اور اس کے قرب وجوار میں تبلیغی جماعت کے سلسلہ میں مولانا النعمانی اور مولانا سید ابوالحسن ندوی نے جو جد وجہد اور کوشش کی ہے، لکھنؤ میں جو دینی فضا ہے یہ سب ان دونوں کی مساعی کا ہی ثمرہ ہے۔ اور آج بھی آپ کے صاحبزادے مولانا خلیل الرحمٰن صاحب سجاد ہمہ تن اس کام میں مصروف عمل ہیں۔

مناظرہ:۔ مناظرہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کافی مہارت عطا فرمائی تھی چنانچہ علمائے دیوبند پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو غلط الزامات عائد کئے ہیں اُن کے دفاع کے لئے آپ نے تقریباً ۳۰، ۳۵ سال تک مناظرہ کیا اور اس سلسلہ میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کے اسفار کئے اور ہر ممکن طریقے سے علمائے دیوبند اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رح کے مسلک کو عوام وخواص کے سامنے کافی تفصیل سے بیان کیا، بلکہ مناظرہ کے سلسلہ میں حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح نے آپ کو اپنا وکیل بنایا اور فرمایا کہ اُن کی فتح ہماری فتح ہے، اُن کی شکست ہماری شکست ہے۔

خصوصاً علمائے دیوبند میں سے جن حضرات پر مولانا احمد رضا خاں صاحب نے تہمت لگائی اُن کی صفائی اور حمایت میں آپ نے فیصلہ کن مناظرہ لکھا اور مولانا اسمٰعیل شہید رح کے بارے میں شاہ اسمٰعیل شہید رح اور معاندین اہلِ بدعت کے الزامات لکھی۔ ان دونوں کتابوں کا جواب رضا خانیوں کی طرف سے میری معلومات میں اب تک نہیں ہو سکا۔

بیعت وسلوک۔ آپ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت ہوئے اور تکمیلِ سلوک کے

بعد حضرت موصوفؒ نے آپ کو اپنی خلافت سے بھی نوازا۔

تصنیف و تالیف:۔ آپ ایک کامیاب مضمون نگار اور مصنف ہیں، آپ کی تصانیف عام فہم ہوتی ہیں۔ طرزِ نگارش سادہ، سلیس، شگفتہ اور محققانہ، عوام اور خواص دونوں حلقوں میں آپ کی کتابیں مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ معارف الحدیث جس کی اب تک سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں، احادیث نبوی کا ایک جامع انتخاب اور شاہکار ہے اس میں احادیث کی تشریح میں اس دور کی نفسیات کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس کی آٹھویں جلد کی تیاری ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی دوسری تصانیف بھی معرکۃ الآرا ہیں۔ "اسلام کیا ہے؟" "دین و شریعت" "قرآن آپ سے کیا کہتا ہے، ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت، بوارق الغیب (دو جلد) فیصلہ کن مناظرہ، ملفوظات حضرت مولانا محمد الیاسؒ برکاتِ رمضان' اسلام اور کفر کے حدود اور رفادیانیت، تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب، تصوف کیا ہے' وغیرہ آپ کی بیحد اہم کتابیں ہیں۔ ان شاء اللہ ان کتابوں کا مطالعہ کرنے والا طاغوتی سازشوں اور باطل کے فریب میں نہیں آسکتا۔

جنابِ مولوی عزیز الٰہی خانصاحب

الحاج نواب آخون عزیز الٰہی خاں صاحب حسن پوری کی پیدائش ۱۹۲۴ء میں حسن پور ضلع مراد آباد کے نواب خاندان میں ہوئی۔ حسن خاں نے اس قصبہ کو آباد کیا جن کا مزار ملتان میں ہے۔ یہ خاندان عہدِ شاہجہاں میں بازید خیل داؤد زئی وزیرستان علاقۂ پشاور سے وارد ہند ہوا اور دہلی میں سکونت اختیار کی۔ اپنی شرافت وانسانیت اور خداداد لیاقت کیوجہ سے بہت جلد بادشاہ کی نگاہ میں معزز ہوا۔ شاہجہاں نے چندیانہ کی جاگیر تفویض کی۔ اور شاہ عالم نے محمد مستقیم خاں کو آخون کے خطاب سے نوازا۔ آخون محمد مستقیم خاں کی شادی حسن پور میں ہوئی اُن کے خُسر کے کوئی اولادِ نرینہ نہ تھی اسلئے آخون محمد مستقیم خاں کو حسن پور میں رہنا پڑا۔ اور چندیانہ کا نظام اپنے بھائی نسیم احمد خاں کے سپرد کیا۔ اس خاندان نے اصلاحی تعلق علماءِ دیوبند، خصوصاً حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ رکھا۔ انہی آخون محمد مستقیم خاں صاحب کی اولاد میں سے نیک دل، خوش اخلاق مرنجاں مرنج پیکرِ شرافت ومروت اور انسانیت کی جیتی جاگتی ذاتِ گرامی جناب عزیز الٰہی خاں صاحب کی ہے۔ انکساری، مروت اور رحم دلی قدرت نے آپ کی فطرت میں ودیعت فرمائی ہے۔ آپ ایک معزز خوش حال خاندان میں پیدا ہوئے آرام وآسائش میں پلے بڑھے مگر سادگی کو اپنا شعار بنا رکھا ہے آپکی ابتدائی تعلیم وتربیت با اصول والد ماجد آخون عبد القیوم خانصاحب مرحوم کی زیرِ نگرانی ہوئی۔

خانصاحب اپنی عادات واطوار کی وجہ سے خاندانی روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ آپ مراد آباد اور علی گڑھ میں بھی زیرِ تعلیم رہے اور مسلم یونیورسٹی سے بی، اے کیا۔ اسکول اور یونیورسٹی کے ماحول میں بھی آپ کا مزاج دینی رہا۔ علی گڑھ سے ہی رسالہ الفرقان کا مطالعہ شروع کردیا تھا جو اب تک جاری ہے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے صحافت کے میدان میں بھی کام کیا اور اس میدان میں ایک کامیاب صحافی رہے۔

مولانا مطلوب الرحمٰن صاحب عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، اور حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا اصلاحی تعلق رہا۔ حضرت مولانا نعمانی مدظلہ العالی سے

آپ کی پہلی ملاقات مراد آباد کے ریلوے اسٹیشن پر ہوئی جبکہ مولانا دیوبند اور آپ پنجاب کی طرف جارہے تھے۔ اس کے بعد یا اس سے پہلے سے مراسلت کا سلسلہ شروع ہوا اور یہ مراسلت اب تک جاری ہے۔ دونوں حضرات کے روابط کا اندازہ قارئین خود لگالیں گے۔ دارالعلوم ندوۃ لکھنؤ کے ذمہ داروں نے ندوہ کے مال کی ذمہ داری آپ کے سپرد کی اور یہ تعلق ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۲ء تک رہا۔

اس وقت جبکہ آپ کا تعلق جماعتِ اسلامی سے ہے اس کے باوجود علماءِ دیوبند کے گرویدہ ہی نہیں بلکہ عقیدت مند ہیں۔ علم اور حکمت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو عطیے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے ان میں سے ایک کسی کو دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے دونوں عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اکابرِ دیوبند اور اُن بزرگوں سے عقیدت و محبت کی وجہ سے دونوں عطا کئے ہیں۔ اور اکابرِ دیوبند کی تصانیف خصوصًا حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف کو حرزِ جاں بنائے رہتے ہیں۔ حکیم الامت کے تذکرے کے وقت آبدیدہ ہوجاتے ہیں۔ آپ کے ذاتی کتب خانہ میں حکیم الامت کی تصانیف کافی تعداد میں ہیں۔ تلاوت میں اُن کا والاہی ترجمۂ قرآن رہتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بھی آپ کو محبت ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجرِ مدینہؒ کے آپ عاشق ہیں۔ حضرت شیخ کی خدمت میں بارہا سہارن پور حاضر ہوتے رہے ہیں اور کئی کئی دن قیام رہا ہے جیسا کہ مکتوبات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ اُستاذی حضرت مولانا نسیم احمد فریدی امروہیؒ سے قلبی لگاؤ ہے۔

جناب نواب صاحب نے ان مکتوبات کے جمع و ترتیب کی عظیم خدمت کی ذمہ داری اس حقیر کے سپرد کی جس کا یہ مستحق نہیں تھا اس عاجز نے اُنکے حکم کو بسر و چشم قبول کیا اور کسی طرح بھی رُوگردانی نہیں کی ان مکتوبات کی ترتیب میں نواب صاحب موصوف نے بھرپور مدد کی اور ہر موقع پر رہنمائی کی فٹ نوٹ کے لئے کتابوں کی فراہمی اور شخصیات سے متعلق معلومات میں کافی تعاون دیا۔ اس مجموعۂ مکتوبات میں جس سنہ کے مکتوب نہیں ہیں اس سنہ میں آپ کا قیام لکھنؤ میں رہا۔

نواب صاحب موصوف سے میری پہلی ملاقات ۱۹۷۳ء میں حسن پور میں ہوئی۔ اس زمانہ میں جمعیۃ علماء صوبہ یو، پی کا اجلاس ہونا حسن پور میں طے ہوا تھا اس میں شرکت کے لئے استاذِ مکرم حضرت مولانا فریدیؒ کے ہمراہ اس حقیر کا بھی جانا ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہماری اس سعی کو قبول فرمائے

حضرت مولانا نعمانی مدظلہ العالی
مکتوبات کے آئینہ میں

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں

آپ نے اس خط میں اجنبیت اور احساسِ غربت[1] کا ذکر فرمایا ہے

دو باتیں ملحوظ رکھئے۔

اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہیں۔ جب یہ خیال ستائے اللہ تعالیٰ کی معیت اور فضل و رحمت کے ساتھ قرب و معیت کا استحضار اور مراقبہ کرلیا کیجئے اور اس یقین کو تازہ کرلیا کیجئے کہ اصل وطن ان شاء اللہ جنت ہے۔

اسی طرح اس مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں۔

" حدیث کے مفہوم کی تفہیم و توضیح کیلئے کچھ کہنا اکثر ضروری ہوتا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے ذہن کی بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کیا جائے، مناجاتِ مقبول جو کہ اصل مقصد ہے یعنی دعا و التجا اس کے لئے حصہ منظوم کا پڑھنا کافی ہے اور زبان اُردو ہونے کے باوجود وہ ادعیہ ماثورہ ہی کے حکم میں ہے۔

اس مکتوب میں یوں رقمطراز ہیں۔

" آپ کا اور حسن پور کا بلاشبہ بڑا حق ہے۔ لیکن میں حقوق اللہ اور

---

[1] غربت سے یہاں مراد پردیس ہے۔

حقوق العباد دونوں ہی کی ادائیگی میں نہایت ہی مقصّر ہوں "۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر کے سانحۂ وفات پر یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"حضرت کے سایہ سے محرومی پر جتنا بھی رنج وملال ہو وہ برحق ہے۔ ....

لیکن جس کام کیلئے ہم نے اور آپ نے حضرت سے تعلّق جوڑا تھا اور جس راستے پر چلنے کا عہد کیا تھا وہ باقی ہے اور ان شاء اللہ باقی رہیگا۔ اپنی سعادت اور حضرت کا حق یہی ہے کہ اس کام سے لگے رہیں اور اسی راستے پر چلتے رہیں "۔

اس مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بھائی عزیز الٰہی خاں صاحب! اللہ تعالیٰ صرف اپنے فضل سے کبھی کبھی دعا نصیب فرما دیتے ہیں۔ اس وقت میں ان سب محسنوں، مخلصوں اور محبوں کے لئے دعا کا اہتمام کرتا ہوں جن کے مجھ پر حقوق ہیں۔ اور آپ کی محبت کے بڑے حقوق ہیں۔ اب کوشش کروں گا کہ آپ کا نام لے کر دعا کرونگا۔ آپ سے بھی اپنے لئے اس کا طالب ہوں۔ یہی سب سے بڑا تحفہ ہے جو ہم ایک دوسرے کو دے سکتے ہیں اور خود اپنی بھی سعادت ہے "۔

اس مکتوب میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔

"سارا کھیل یقین کا ہے اگر میرے پاس بھی وہ یقین ہوتا جس کی بنیاد پر آدمی مشاہدات اور پورے عالمِ ظاہر کو بالکل بے حقیقت

سمجھتا ہے جس کی بنا پر حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے لشکر کو آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود کہہ دیا تھا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْن تو میری شان بھی بالکل وہی ہوتی جو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی ہے اُن کو بلاشبہ (جہاں تک ادراک ہے) اس یقین کا حصہ نصیب ہے اسلئے اُن کے سوچنے کا ڈھنگ ہی بالکل دوسرا ہے لیکن چونکہ وہ بھی اُمتی ہیں اور میں بھی اُمتی ہوں اسلئے میں اپنے موجودہ حال میں اُن کی تقلید کا مکلّف نہیں ہوں بلکہ میں جن کاموں اور جن ظاہری کوششوں سے مسلمانوں کی بہتری اور اسلام کی بقا کی کچھ امید کرتا ہوں اُن کو اپنے لئے بھی ضروری سمجھتا ہوں "

ایک مکتوب میں یوں ارشاد فرماتے ہیں (مسافر خانہ مراد آباد کے بارے میں)

ضوابط اور ذمہ داریوں کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے مسافروں کی راحت رسانی، اُن کے ساتھ خوش اخلاقی اور ہمدردی سے پیش آنا جو الحمدللہ آپ کا مزاج ہے آخرت کی بڑی کمائی کا وسیلہ بن سکتا ہے۔

اب سے ۴۰، ۴۵ سال پہلے اس مسافر خانہ کی عمارت خام تھی، کچی کوٹھریاں تھیں، برآمدہ پر کھپریل تھی لیکن مکمل دینداری کی فضا تھی جو اب ہمارے مدرسوں میں بھی نہیں رہی۔ عندالملاقات ان شاء اللہ مشاہدہ بیان کرونگا۔ دہ

محفوظ ہونے کے قابل ہے ۔"

ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں ۔

"آج مولانا نسیم احمد فریدی امروہی یہاں پہونچے ۔ کل ۱۲ بجے، کے قریب امروہہ سے مراد آباد اُترے تھے، آپ سے ملنا چاہتے تھے چپراسی نے بتایا کہ اُوپر کی منزل میں سو رہے ہیں اور میں اُٹھا سکتا نہیں، اسلئے ملاقات نہ کرسکے ۔ مولانا فریدی قریب ایک ہفتہ یہاں رہیں گے ۔ میں اور مولانا فریدی کل ان شاء اللہ رائے بریلی جائیں گے ۔ پرسوں وہیں سے الہ آباد اور ترسوں ان شاء اللہ واپسی ہوگی ۔ والسلام ۔

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی کی علالت پر رقم طراز ہیں ۔

جمعرات کو اچانک معلوم ہوا کہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب دامت برکاتہم سخت مریض ہوگئے ہیں ۔ ڈاکٹر فریدی کو تار سے بلایا گیا تھا اور وہ رات کے ۳ بجے کار سے الہ آباد گئے ہیں ۔ یہ خبر پاکر اسی دن شب میں الہ آباد چلا گیا ۔ دو دن رہ کر پرسوں اتوار کو آیا ہوں حضرت کو ناک سے خون آنے کی شکایت تھی کئی دن سلسلہ جاری رہا اگرچہ اطباء اور ڈاکٹروں کی رائے یہ تھی کہ بہت اچھا ہوا، اگر یہ نہ ہوتا تو فالج وغیرہ کا حملہ ہوجاتا ۔"

ایک مکتوب میں سفر ماریشس و نیروبی اور مکہ معظمہ کا حال لکھتے ہوئے مقامِ ابراہیم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ۔

ایک بڑا شرف اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ یہ حاصل کرا دیا کہ مقامِ ابراہیم جس حجرے میں بند رہتا تھا جس کی کوئی زیارت کسی طرح بھی نہ کر سکتا تھا۔ رابطہ کے دو سال پہلے کی ایک تجویز کے مطابق وہ حجرہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اور مقامِ ابراہیم کو اسی جگہ پر باقی رکھتے ہوئے ایک بلّوری ستون اس کے اوپر قائم کیا جا رہا ہے۔ اس وقت، تیزی سے وہ کام ہو رہا ہے۔ اس تعمیری کام کے مہتمم ہمارے ایک خاص عنایت فرما بڑے صالح مومن، صالح قزازؒ، صاحب ہیں اُنھوں نے کل خود بلایا تاکہ مقامِ ابراہیم کی ہم کھلے طور پر زیارت کر لیں۔ بلّوری ستون کے لگ جانے کے بعد یہ امکان پھر ختم ہو جائیگا۔ الحمد للہ، کل اسکو آنکھوں سے دیکھا اور ہاتھوں کو اس سے مشرف کیا فالحمد للہ ولہ الشکرہ۔ الحمد للہ آپ برابر یاد رہتے ہیں اور آپکے اخلاص کا حق ادا کرنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں"

ایک مکتوب میں محمد شفیع صاحب قریشی امیرِ جماعتِ تبلیغ پاکستان کے حادثۂ انتقال کی خبر دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

"محمد شفیع صاحب قریشی امیرِ جماعتِ پاکستان کے حادثۂ انتقال کی اطلاع بھی غالباً کل مل چکی ہوگی۔ غالباً ۸ ار دسمبر کو سرحد کے آزاد قبائل والے علاقے میں اجتماع تھا اہم تبلیغی احباب وہاں جمع تھے۔ قریشی صاحب مشورہ میں شریک تھے۔ دیر زیادہ ہوگئی تو اُنھوں نے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ پر تکان کا اثر ہے آپ لوگ مجھے اجازت دیدیں۔ وہ تنہا اُٹھ کر آرام کے لئے قیامگاہ پر آگئے، بستر پر لیٹتے ہوئے منہ میں کوئی دوا رکھی بس

ایک صاحب کمرہ میں بھتے اُن سے کہا عطر کی اتنی تیز خوشبو کہاں سے آئی؟ پھر کہا کہ یہ تو گلاب ہے، اور بس جاں بحق ہو گئے۔ بڑا رشک آتا ہے اللہ کے ایسے بندوں پر۔"

اسی طرح ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

" انکسار العاصیین خیرٌ من صولۃ المتقین (گنہ گاروں کی شکستہ دلی اصحابِ تقویٰ کے احساسِ کامیابی سے بہت بہتر ہے) اور آپ تو جس حال کی تباہی سمجھ رہے ہیں وہ تو بس یہی کیفیت ہوگی کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ اس احساسِ تقصیر کے ساتھ اگر رنج و غم اور استغفار ہو اور کچھ کرنے کا ارادہ ہو تو اکسیر ہے"

میں کیا بتاؤں کہ اپنے دن رات کیسے گذر رہے ہیں، لیکن شکستہ دلی کی کیفیت جو کبھی نصیب ہو جاتی ہے اس سے بڑی امید ہے۔ حدیث قدسی نقل کی جاتی ہے۔ "أنا عند المنکسرۃ قلوبہم" (میں ان بندوں کے پاس ہوں جن کے دل ٹوٹے ہوئے ہیں) تباہ حالی کا احساس ان شاء اللہ وہی شکستہ دلی ہے۔ گڑگڑا کر رونے والے بچے پر ماں کو ماں کو کیسا پیار آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکسار کے ساتھ استغفار و انابت نصیب فرمائے!!

ایک مکتوب میں حرمینِ پاک کے قیام کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں۔

"اس دفعہ ٹھیک ۴۰ دن حرمین پاک میں قیام رہا۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اس نے محض اپنے

کرم سے رابطہ کا رکن بنادیا اور حاضری کا یہ وسیلہ پیدا فرمادیا جن دوستوں سے قلبی تعلق ہے وہ ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایسا ہی تعلق عطا فرمایا ہے۔

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

لیجئے ملاقات کا پروگرام آپ ہی بنا یئے۔ ۱۹ر فروری سہ شنبہ سے دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہے۔ مجھے اپنی ایک ضرورت سے ۱۸ر فروری دوشنبہ کی شام کو سہارنپور پہونچنا ہے، یہ بھی چاہتا ہوں کہ لکھنؤ میں اتوار کے "درسِ قرآن" کا ناغہ نہ ہو مولانا فریدی کی بھی زیارت کرنا ہے۔ یہ سوچ رہا ہوں کہ اتوار کو درسِ قرآن سے فارغ ہو کر لکھنؤ دلی میل سے چلوں، دوشنبہ کی صبح امروہہ اُتروں، آپ بھی وہیں تشریف لے آئیں۔

شاہ فیصل کی شہادت سے متاثر ہو کر یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

شاہ فیصل مرحوم کے حادثہ نے بہت متاثر کیا۔ آپ کی طبیعت کا جو اندازہ ہے اس کی بناپر خیال ہے کہ آپ کو بھی سخت صدمہ پہنچا ہوگا۔ ربِّ کریم جو قادرِ مطلق ہے اُمت کو اُن کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آرزو بڑی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ نہیں۔ اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

ابو المآثر محدثِ شہیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی مدظلہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

مولانا اعظمی ہماری جماعت بلکہ ہندوستان میں آخری علمی شخصیت ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو عمر اور صحت عطا فرمائے۔"

اسی طرح ایک مکتوب میں ارقام فرماتے ہیں۔

"مَیں نے تھانوی بے تکلفی سے کام لیتے ہوئے سحری کے عنوان سے۔ جو حقیر سا ہدیہ پیش کیا تھا وہ آپکی مِلک ہو چکا آپ جسطرح چاہیں استعمال فرمائیں۔ مجھے ایسا ہدیہ مِلتا تو میں اس کو اپنے کھانے پینے میں استعمال کرنا بہتر سمجھتا۔ بزرگوں سے سُنا ہے کہ اس زمانہ میں سب سے طیّب آمدنی وہ ہے جو کسی مخلص کے ہدیہ کی صورت میں ہو۔"

ہندوستان کے مسلم کُش فسادات کے سلسلہ میں قم طراز ہیں۔

"فسادات کے نئے سلسلہ کی بڑی فکر ہے، مجھے مستقبل میں اس سے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ "یہ خدا کا عذاب ہے"۔ اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ جب نادر شاہ دُرّانی نے دِلّی کو تاراج کیا اور گلی کوچوں میں خون بہا تو حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ نے فرمایا تھا "شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت"۔ یہ ایک حدیثِ قدسی کا مضمون ہے قرآن پاک میں بھی "وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ" ہمارے معاشرہ میں رجوع الی اللہ پیدا نہ ہو یہ بہت بُری علامت ہے۔

میرٹھ اور دِلّی کے فسادات کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"میرٹھ دہلی وغیرہ میں جو کچھ ہوا اس سے تاثر برحق ہے لیکن قرآن پاک بات بھی برحق ہے وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔ ——— جب نادر شاہ نے دِلّی میں

قتلِ عام کیا تو لوگوں نے حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کی خدمت میں صورتِ حال عرض کی تو فرمایا تھا "شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت" قرآنِ پاک میں بنی اسرائیل کا حال بیان کیا گیا ہے وہ اپنے وقت کے مسلمان ہونے کے علاوہ نسلاً پیغمبروں کی اولاد تھے لیکن جب ان میں نافرمانی، خدا فراموشی اور آخرت فراموشی عام ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر وقت کے خبیث ترین کافروں، ظالموں کو مسلّط کر دیا۔ یہی سنت اللہ ہے۔"

جب امت میں نوّے فی صد سے زیادہ فرائض کے تارک اور محرمات میں مبتلا ہوں تو خطرہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے خدانکردہ اس سے بھی زیادہ ہو۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ اُمت کے عام فساد کے وقت صالحین کی دُعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے حادثہ سے متاثر ہو کر تحریر کرتے ہیں۔

" رات عشاء کی نماز کے بعد مرحوم و مغفور جنرل محمد ضیاء الحق کے حادثہ کی خبر سُن لی تھی۔ آج صبح اخبارات میں بھی کچھ تفصیل آئی ہے دل بہت متاثر ہے۔ عظیم ترین حادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنکے اور دیگر مسلم رفقاء کیساتھ رحمت و مغفرت کا معاملہ فرمائے اور پاکستان کی حفاظت فرمائے "

مکتوب نمبر ۱

۱۱ر اکتوبر سنہ ۱۹۵۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محب عزیز ! احسن اللہ تعالیٰ الینا والیکم ۔ سلام مسنون۔

اخلاص نامہ موصول ہوا، آپ کی صحت کی خبر سے بڑی مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل فرمائے۔ الحمدللہ میں لعافیت ہوں۔ جو علاج نافع ہو رہا ہو اُس کو استقلال سے جاری رکھیئے! یاد ہوگا ڈاکٹر عبدالعلی[1] صاحب نے یہی رائے ظاہر کی تھی۔

---

[1] مولانا حکیم ڈاکٹر عبدالعلی صاحب حسنی رائے بریلوی ر ح ہندوستان کے چند شہرۂ آفاق خاندانوں میں سے ایک عالی نسب خاندان سادات حسنی کا ہے جسکا پہلا وطن نصیر آباد، دوسرا تکیہ کلاں (دائرۂ شاہ علم اللہؒ) رائے بریلی ہے۔ اسی خانوادۂ علم وعمل کی نامور شخصیت ڈاکٹر عبدالعلی صاحب کی تھی۔ آپ کے والد مولانا حکیم عبدالحئی صاحبؒ مصنف نزہۃ الخواطر، دادا مولانا حکیم فخرالدین صاحب خیالیؒ، پردادا مولانا میر عبدالعلیؒ صاحب تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی ولادت ۲۲ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۱۱ھ یکم دسمبر سنہ ۹۳ء کو فتحپور ہسوہ میں ہوئی جو اُن کا ننہیالی وطن تھا۔ ہسوہ ہی میں بسم اللہ خوانی کے بعد مولانا عبدالحکیم صاحب کیرانویؒ سے قرآن پاک اور اُردو کی کتابیں پڑھیں، ہسوہ ہی میں ابتدائی فارسی پڑھی۔ بعدہٗ آپ کا زیادہ وقت اپنے دادا حکیم فخرالدین صاحب خیالیؒ کے پاس گذرا۔ اسکے بعد دارالعلوم ندوہ میں اساتذۂ وقت سے تعلیم حاصل کی۔ مشہور محدث شیخ حسین بن محسن یمانیؒ جب لکھنؤ تشریف لائے تو اُن سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔ آپ سنہ ۱۳۲۹ھ سنہ ۱۹۱۰ء میں دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ بخاری شریف اور ترمذی شریف شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ سے پڑھی۔ اور ابوداؤد شریف حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے۔ طب کی ابتدائی کتابیں اپنے والد سے پڑھیں۔ کنگ جارج میڈیکل کالج میں داخلہ لیا (باقی صفحہ آئندہ پر)

کہ ہومیو پیتھک سے اُمید ہو سکتی ہے۔ آپ کے معاملہ میں غور کیا۔ ان چیزوں میں مجھ جیسے کی رائے کوئی خاص وقعت تو نہیں رکھتی لیکن آپ کی محبت کا حق سمجھا اور جو کچھ سمجھ میں آیا ہے لکھتا ہوں۔

کاشت کا مسئلہ تو بالکل سمجھ میں نہیں آتا ہمارے یہاں بھی سنبھل میں سیر ہوتی رہی ہے اور ایک بھائی صاحب اب بھی کرتے ہیں لیکن آپ جیسے حضرات کے بس کی بات نہیں ہے یہ اُن ہی لوگوں کے لئے نفع مند ہے جو سب کچھ اپنے ہاتھ سے کریں نوکر اور مزدور ساتھ کام کرنے والوں ہی کے کام ٹھیک کرتے ہیں۔

اگر مسلم یونیورسٹی کی انتظامیہ میں کوئی جگہ مل جائے تو وہ سب سے زیادہ راجح ہے۔ تیسرے درجہ پر کسی فرم کی ملازمت ہے۔ بنام خدا دوسری صورت کیلئے کوشش شروع کیجئے اور اللہ سے مانگئے۔ آپ کو جوابی ٹکٹ کی ضرورت نہ تھی۔ مولوی عبدالمجید خانصاحب[۱] حسن پوری جو غالباً مراد آباد میں وکالت فرماتے ہیں اور مسلم کالج سے بھی کچھ تعلق ہے۔ کیا اُن سے کوئی خاص تعارف یا قریبی تعلق آپ کا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور وہاں سے ایم، بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی بعدہٗ دہلی جاکر حکیم اجمل خاں مرحوم کے مجربات سے فائدہ اُٹھایا اور ساتھ ہی ڈاکٹر مختار احمد انصاری مرحوم سے ایلو پیتھک میں استفادہ کیا۔ بیعت وارادت کا تعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے تھا۔ نیز دوسرے مشائخ عصر سے بھی بیحد عقیدت و محبت تھی جن میں قابل ذکر حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ، حضرت مولانا محمد یوسفؒ اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہیں۔ جب حضرت تھانوی ۱۹۳۸ء میں لکھنؤ تشریف لائے، تو ۴۰ روزہ دوران قیام میں کسی کے مکان پر نہیں گئے لیکن (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

۱۵ اکتوبر کو مجھے ایک مشورہ کے سلسلہ میں دیوبند جانا ہے۔ وہاں سے واپسی غالباً ۱۸ تک ہو سکے گی۔ حضرت (مولانا شاہ عبدالقادر صاحب) رائپوری مدظلہ کا وعدہ اس ہفتہ تشریف آوری کا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ عاجز واپسی میں ساتھ ہی آئے۔

والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲

بسم اللہ

۲۰ مئی ۱۹۵۳ء — دریان ہردوئی و لکھنؤ

محب عزیز وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضیٰ۔

سلام و رحمت

تقریباً دس بارہ دن سے سفر میں ہوں، آج لکھنؤ واپسی ہو رہی ہے چلتے وقت کچھ جمع شدہ خطوط جواب کے لئے ساتھ رکھ لئے تھے۔ لکھنؤ سے روانہ ہونے والے دن مسلسل جوابات لکھتا رہا پھر بھی کچھ رہ گئے لیکن اس کے بعد موقع نہ نکلا، آج واپسی ہو رہی ہے اور وہ بقایا خطوط نمٹا رہا ہوں۔ ایک ملفوف خط آپ کا بھی نکلا۔ لیکن یہ زیادہ دنوں کا ہے اور جواب کا نشان اس پر ہے نہیں اور جواب لکھنا مجھے یاد بھی نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ڈاکٹر صاحب کے مکان پر از خود تشریف لے گئے، آپ دار العلوم ندوہ کے تیس ۳۰ سال تک ناظم رہے ۱۳۴۴ھ میں حج و زیارت سے مشرف ہوئے، آپ مولانا علی میاں کے برادر بزرگ تھے ۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۰ھ، ۷ مئی ۱۹۶۱ء میں آپ کی وفات ہوئی (ماخوذ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ) ۵ آپ مراد آباد کے نامور وکیل تھے ۱۹۷۵ء میں انتقال ہوا

آپ اب منتظر بھی نہ رہے ہوں گے، معلوم نہیں یہ کیسے رہ گیا۔ اس تاخیر پر دلی افسوس ہے۔ آپ نے اس خط میں اجنبیت اور احساسِ غربت کا ذکر فرمایا ہے۔ دو باتیں ملحوظ رکھیے، اول یہ کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ہیں، جب یہ خیال ستائے اللہ تعالیٰ کی معیت اور فضل و رحمت کے ساتھ قرب و معیت کا استحضار اور مراقبہ کرلیا کیجئے اور اس یقین کو تازہ کرلیا کیجئے کہ اصل وطن ان شاء اللہ جنت ہے۔ لوگوں کی آپ نے جو حالت لکھی ہے دُنیا کے بیشتر مقامات کی کم و بیش یہی حالت ہے۔ جس ماحول میں جو طریقہ کار موثر اور مفید معلوم ہو اس پر جد و جہد کرنا اپنا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ دل کی فکر اور جسمانی جہد پر دینے والا ہے۔ "نقوش و تاثرات"، اور الفرقان کی خاص اشاعت معلوم نہیں کہ آپ کو بھیجے گئے یا نہیں۔ خدا کرے یاد رہے اور عتیق حفیظ کو یاد دلا دوں۔ رمضان میں میرا قیام ان شاء اللہ لکھنؤ ہی رہے گا۔ دُعا میں یاد رکھیں۔ دعا سے دل لگانا بڑی کیمیا ہے۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

لکھنؤ ۵ رمضان ۱۳۷۵ھ اپریل ۱۹۵۶ء

محبِ مکرم! زیدت حسنا تکم۔ سلام مسنون

رمضان المبارک سے کوئی ہفتہ عشرہ پہلے مجھے جناب کا نامۂ محبت ملا تھا۔ میں غالباً اس دن گونڈہ جا رہا تھا اسلئے فوراً جواب تو نہ لکھ سکا اور پھر وہ بس جیب میں قید ہو گیا پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ لاہور جا رہے ہیں۔ پھر عتیق میاں سے جاتا اور واپسی بھی معلوم ہو گئی۔ اب تک آپ کو جواب نہ دینا تقصیر کے سوا کچھ اور نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن

ان دنوں اس کا ایک خاص سبب یہ بھی ہوا کتب خانہ کا انتظام حفیظ میاں سے لینے کا مسئلہ جو عرصہ سے زیر غور تھا، اب میں نے اس میں مزید التواء و تاخیر جائز نہ سمجھی اور یہ کام کرلیا۔

ڈاک کا ایک پلندہ ایسا ملا ہے جسکی تعمیل اور جوابدہی گرانی ہے پھر رمضان المبارک! بالکل اس میں اُلجھا ہوا ہوں اور ذہن تو بالکل اس کا گویا اسیر ہو گیا ہے۔

آپ کی کتاب سوانح[لہ] دو سو سے کچھ کم میں نے اب اپنے حساب میں لی ہے۔ان شاء اللہ شوال میں آپ کی آمد پر کتب خانہ کی نئی تنظیم پر غور و مشورہ کریں گے۔خط ابھی حوالۂ ڈاک نہیں ہوا تھا کہ آپ کا تازہ کارڈ ہمدست ہوا۔ زادِ سفر کا سلسلہ بہت مبارک ہے۔ تلاوتِ قرآنِ پاک میرے خیال میں دونوں طرح الگ الگ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے سننے اور دیکھنے کا استحضار ان شاء اللہ بہت نافع ہوگا۔

رائیپور جانے کا اشتیاق ہے لیکن مشکل نظر آرہا ہے۔اگر موقع مل سکا تو ۱۰ رمضان کے بعد جاتا ہوگا اور ۲۰ ر سے پہلے واپس۔ دعا کرتا ہوں اور دعا کا نہایت محتاج ہوں والد ماجد مدظلہ اور اہل خانہ کو سلام و دعا۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۴

کچہری روڈ لکھنؤ ۲۶ اپریل ۱۹۵۶ء

مجبی مکرمی! السلام مسنون!

لہ مولانا محمد الیاس رح اور انکی دینی دعوت مولفہ مولانا سید ابو الحسن علی ندوی اپنے خرچ سے شائع کرائی تھی۔

گرامی نامہ کل موصول ہوا۔

پیشاب پاخانہ جو انسانی ضروریات مسجد میں پوری نہیں کی جا سکتیں ان کے لئے معتکف گھر جا سکتا ہے۔ لیکن بس اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر فوراً واپس آجائے۔ کھانا پینا مسجد میں ہو سکتا ہے اس کے لئے نہ جائے بلکہ مسجد ہی میں کھانا منگوانے کا انتظام کرے۔

حدیث کے مفہوم کی تفہیم و توضیح کیلئے کچھ کہنا تو اکثر ضروری ہوتا ہے ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنے ذہن کی بات کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ کیا جائے

مناجات مقبول کہ جو اصل مقصد ہے یعنی دعا و التجا اس کے لئے حصہ منظوم کا پڑھنا کافی ہے اور زبان اُردو ہونے کے باوجود وہ ادعیۂ ماثورہ ہی کے حکم میں ہے۔ جی چاہے تو الفاظ کی برکات کی تحصیل کی نیت سے اصل دعائیں عربی میں بھی پڑھ لی جائیں بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ مناسبت کے بعد جب عربی دُعائیں سمجھی جانے لگیں گی تو دل اِنْ شاء اللہ اُن سے ہی زیادہ اثر لے گا۔

آج کل فرصت سے بالکل محروم ہوں حسن پور کا حق تو پہلے سے ہے لیکن اب آپ کے تعلق سے وہ حق بہت موکد ہو گیا ہے لیکن اپنی نااہلی اور کم فرصتی کی وجہ سے اتنے کتنے حقوق ہیں جو ادا نہیں ہو سک رہے ہیں۔ خدا کرے کبھی توفیق ملے اور حسن پور حاضری ہو۔

محمد منظور نعمانی عفاہ اللہ عنہ

والسلام۔

مکتوب نمبر ۵

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۰ ؍شوال المکرم ۱۳۷۷ھ ۳۰ ؍اپریل ۱۹۵۸ء

محبِّ مکرم ! زیدت حسناتکم. سلام مسنون

مجھے پاکستان سے آپ کی واپسی کا علم اس اخلاص نامہ سے ہوا ہے، الحمدللہ پورے رمضان المبارک میں طبیعت جسمانی صحت کے لحاظ سے بہت اچھی رہی فلہ الحمد ولہ الشکر۔ مولانا علی میاں رائے بریلی سے آج ہی تشریف لائے ہیں، مراد آباد کے اجتماع میں ہم دونوں میں سے غالباً کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔

کوثر کی والدہ آپ کے گھر میں سلام کہتی ہیں۔ اس وقت عجلت میں ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۶

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ !

بہٹ ہاؤس سہارنپور ۱۷ر جنوری ۱۹۶۱ء سہ شنبہ

مجِبّی مکرمی! السلام مسنون

آپ کے خط سے عاصم[۱] صاحب کا لکھنؤ تشریف لیجانا معلوم ہوا اس کا بڑا ہی افسوس ہوا کہ اس موقع پر نہ میں لکھنؤ تھا نہ مولانا علی میاں، اگر میں وہاں ہوتا تو میرٹھ اور مغربی اضلاع کے کام کے بارے میں پوری تفصیل سے باتیں ہو سکتی تھیں۔ اگر وہ تشریف لے آئے ہوں تو انھیں میرا اسلام پہنچا دیجئے اور اگر وہ جمعرات کو کوئی مشاورتی یا کاروباری اجتماع کریں تو اطلاع ملنے پر میں اِن شاء اللہ حاضر ہو سکوں گا۔ یہاں کا اجتماع اِن شاء اللہ حسب قرارداد کل ہوگا۔ آج اس سلسلہ میں کئی ملاقاتیں ہوئیں۔ امید اچھے اجتماع کی ہے، اور کام کے بارے میں بھی اچھی امید ہے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے اس سے دُعا

---

[۱] آپ میرٹھ کے مشہور وکلا میں سے ہیں۔

اور اپنی امکانی کوشش ہمارا کام ہے، پھر اس کے فضل سے امیدِ خیر ہے۔ یہی سطریں بھائی عاصم صاحب بھی ملاحظہ فرمائیں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ۔

مکتوب نمبر ۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۴ر جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

برادرِ مکرم! سلام مسنون

خدا کرے عافیت ہو۔ آپ کا خط ابھی مولوی عتیق نے دیا۔ میں تو سمجھ رہا تھا کہ اب میرٹھ میں کچھ کام کر کے سہارنپور واپس جائیں گے۔ خیر آپ اپنی صوابدید سے جد و جہد کیجئے۔ خود میرے سامنے آپ کے لئے کوئی پروگرام نہیں ہے۔ ۲۹ر کو یہاں کونسل کی عاملہ کا جلسہ بلایا گیا ہے، آپ کام کے متعلق اپنا خیال لکھ کے بھیج دیجئے تاکہ عاملہ اُس پر غور کر کے پروگرام وغیرہ طے کر دے۔ اپنے بارے میں صفائی سے ضروری باتیں بھی لکھ دیجئے تاکہ بات باضابطہ طے ہو جائے۔

یہ ضرور لکھیئے کہ اس مختصر سے تجربہ کے بعد آپ کا کیا اندازہ ہے کہ فراہمی سرمایہ کا کام کیسے ہو سکے گا؟ اور کیا آپ کر سکیں گے، مولانا علی میاں صاحب آج ہی میل سے تشریف لائے ہیں۔

میں ۲۹ر کو عاملہ سے فارغ ہو کر ایک سفر پر روانہ ہو جاؤں گا جو ہفتہ عشرہ کا ہو گا۔ یہ بھی لکھئے کہ ۲۹ کے بعد ۳۰ کو میں آپ کو خط کہاں لکھوں؟ والدِ ماجد کو اور گھر میں سلام مسنون۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۸

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

کانپور اور جھانسی کے درمیان ۳۰ جنوری ۱۹۶۱ء دوشنبہ

عزیز مکرم و محب خالص احسن اللہ تعالیٰ الینا والیکم، سلام مسنون۔
میں اس وقت ایک مدرسہ کے جلسہ کی شرکت کے لئے مالیگاؤں جا رہا ہوں۔ ایک آدھ دن کے لئے غالباً بمبئی بھی جانا ہو گا۔ ۵۔۶ تک واپسی یقینی ہے۔

کل عاملہ کا جلسہ ہوا، قاضی عدیل[۵۲] صاحب اور مولوی محمود صاحب سے آپ کے متعلق پوری باتیں ہوگئیں اور یہ طے ہو گیا کہ کام لینا ہے

---

[۵۲] قاضی محمد عدیل صاحب عباسی مرحوم کا تعلق ضلع بستی کے ایک زمیندار گھرانہ سے تھا۔ مگر ابتدا ہی سے ان کا رجحان قوم پروری اور حب الوطنی کی تحریک کی جانب مائل تھا، اسلئے کالج کی تعلیم چھوڑ کر وہ عملی سیاست میں داخل ہو گئے۔ اُن کو اس میدان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ مولانا حفظ الرحمٰنؒ، پنڈت جواہر لال نہرو اور رفیع احمد قدوائی وغیرہ کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ قاضی صاحب مرحوم کی عملی زندگی کا آغاز صحافت سے ہوا۔ ان کو اسکا ذوق مولانا حسرت موہانی مرحوم کی صحبت میں پیدا ہوا، پھر وہ مشہور قوم پرور اخبار "مدینہ بجنور" اور "زمیندار" لاہور سے وابستہ ہوئے۔ "زمیندار" اس زمانہ کا سب سے مقبول روزنامہ تھا۔ قاضی صاحب کے قلم سے اس میں ایسے مضامین نکلے جن پر وہ برطانوی حکومت کے زیر عتاب آ گئے۔ علی گڑھ یونیورسٹی میں تکمیل تعلیم کیلئے دوبارہ داخل ہوئے اور وکالت کی ڈگری حاصل کی۔ کئی برس تک بستی میونسپل بورڈ کے چیرمین رہے۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۵۷ء تک لگاتار صوبائی اسمبلی کے ممبر رہے۔ دینی تعلیمی کونسل اترپردیش کی تشکیل و تاسیس آپ کا بڑا اہم کارنامہ ہے۔ ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء کو انتقال ہوا۔

آپ کا ملفوف خط میں نے اُن ہی کو دیدیا تھا۔ مولوی محمود صاحب[ل۵] آپ کو خط لکھیں گے رامپور سے کل ہی اطلاع ملی ہے کہ تعلیمی کانفرنس وہاں ۵ رکو نہ ہوگی، اب کوئی دوسری تاریخ مشورہ سے مقرر کی جاسکے گی، اسلئے آپ کا وہ جو خیال تھا کہ رامپور سے پہلے مرادآباد میں آپ کچھ کام کرلیں اور وہاں سے فارغ ہو کر ہم میں سے کوئی آپ کے ساتھ مرادآباد جائے۔ اب ملتوی کرنا پڑیگا۔

(قاضی) عدیل صاحب نے کہا ہے کہ اُن سے بات کرلیں جس کی صورت یہ ہے کہ ۴، ۵ رکو کانپور میں ترقی اُردو کانفرنس ہے۔ آپ ۴ رکو (قاضی) عدیل صاحب سے وہاں مل لیں، ۵ رکو وہ کانپور سے بستی واپس جائینگے۔ مولوی محمود صاحب آپ کو کانپور میں (قاضی) عدیل (عباسی) صاحب کی قیام گاہ کا پتہ بھی لکھ دیں گے۔ اب آپ ایسا ہی کریں۔ میں اِن شاء اللہ ۵ یا ۶ کو لکھنؤ آجاؤں گا۔ ۳ رکو مولوی محمود صاحب آپ کو لکھنؤ میں ملیں گے۔ اُنھوں نے لکھنؤ کے قیام کا فیصلہ کرلیا ہے۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۹

از رامپور ۳ر شعبان ۱۳۸۱ھ ۱۱ر جنوری سنہ ۱۹۶۲ء

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مُحبّی مکرمی! زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون

ل۵ مولانا محمود صاحب بستوی آپ کی شخصیت بڑی فعال تھی۔ دینی تعلیمی کونسل یو،پی کے بانیین میں سے تھے، اس کے تاحیات ناظم رہے۔ غالباً ۱۹۸۵ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

کل دو۲ بجے کے قریب میں یہاں پہنچا۔ الحمد للہ حضرت اقدس (مولانا شاہ عبد القادر رائپوری) بعافیت ہیں۔ میں بھی بخیریت ہوں۔ میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ آپ یہاں ملیں گے۔ لیکن کل آتے ہی بجائے آپ کے جوابی اخلاص نامہ ملا اور اس سے طبیعت کی ناسازی کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحتِ عاجلہ کاملہ نصیب فرمائے (آمین)

کلکتہ سے کچھ رقم آگئی اور قاضی صاحب نے بھی ضلع گونڈہ کا ایک دورہ دورہ کیا اور قریباً دو ہزار انھوں نے بھی فراہم کر لئے (قاضی) عدیل صاحب نے اصغر[لہ] صاحب کو لکھا تھا کہ وہ آپ کی پوری واجب رقم آپ کو روانہ کر دیں اصغر صاحب نے مجھ سے آپ کے مکان کا پتہ دریافت کر کے نوٹ کر لیا تھا، غالباً وہ روانہ کر چکے ہونگے۔

اخبار کی اسکیم الحمد للہ آگے بڑھ رہی ہے۔ "ندائے ملت" کے نام سے ڈکلریشن کی کارروائی بھی الحمد للہ مکمل ہو گئی یعنی سرکاری اجازت نامہ حاصل ہو گیا۔ ان شاء اللہ پہلا پرچہ آخر جنوری تک نکل جائیگا۔ سرمایہ کا مسئلہ تو اب اس طرح طے کیا ہے کہ اپنے حلقۂ احباب میں سے ڈھائی سو آدمی ایسے تلاش کرتے ہیں جو پہلے سال کا چندہ پندرہ روپیہ کے بجائے ایک سو روپیہ دیکر باقی خریدار بن جائیں اب تک الحمد للہ چالیس۴۰ کے قریب ہو گئے ہیں۔ کامیابی کی اچھی امید ہے۔ میں ان شاء اللہ پرسوں شنبہ کو یہاں سے روانہ ہو کر یکشنبہ کو لکھنؤ پہنچوں گا۔ اور ۱۸ یا ۱۹ جنوری پنجشنبہ یا جمعہ کو ایک دن کے لئے مراد آباد جاؤں گا۔ اگر آپ کا قیام حسن پور رہے اور طبیعت اچھی ہو تو اچھا ہے کہ آپ ۱۸ کو تشریف لے آئیں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

لہ۔ سید اصغر حسین صاحب ایڈوکیٹ لکھنؤ کے مشہور وکلاء میں سے تھے۔

مکتوب نمبر ۱۰

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

از سہارن پور۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۶۲ء

برادرِ مکرم! السلام مسنون

صرف یہ اطلاع دینی ہے کہ مراد آباد کا پروگرام ملتوی ہو گیا ہے۔ اب ان شاء اللہ آئندہ شنبہ ۲۰-۱-۶۲ تک لکھنؤ رہوں گا اس کے بعد بھوپال جانا ہے آگے کا پروگرام طے شدہ نہیں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۲۹ر جنوری ۱۹۶۲ء

مکرمی! السلام مسنون

کل کا خط ملا ہو گا۔ اب پروگرام میں یہ تبدیلی ہو گئی ہے کہ میں جمعرات کو سیالدہ ایکسپریس سے انشاء اللہ پہنچوں گا اور صرف شب میں وہاں رہ کر جمعہ کی صبح دہلی روانہ ہو جاؤں گا۔ اب آپ چاہیں تو مراد آباد تشریف لے آئیں، تفصیل سے بات چیت ہو جائے گی۔ اخبار کے سلسلہ میں کوئی کام تو ایسی صورت میں غالباً نہیں ہو سکے گا

والسلام۔ محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۱۲

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۲ر مارچ ۱۹۶۲ء

محبیؒ مکرمی ! زید مجدکم سلام مسنون

خلاف عادت ودستور عرصہ سے آپ کا کوئی خط نہیں ملا۔ ۱۱ر رمضان سے ۲۲ تک میں رائپور رہا۔ اس کے بعد سے لکھنؤ ہی ہوں۔ "ندائے ملت" کا پہلا پرچہ الحمدللہ آج شائع ہوگیا اور الحمدللہ جیسا اخبار نکالنا ہم نے ضروری سمجھ کر طے کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کا صحیح موقع تیار کرادیا۔ ان شاء اللہ آئندہ وہ روبہ ترقی ہی رہے گا۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہم اور آپ اس کے لئے جدوجہد کریں۔ اگر ہم مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد تک اس کو پہنچا سکے تو امید ہے کہ ہم جدید ہندوستان میں ملتِ اسلامیہ ہندیہ کا ایک نیا دور شروع کرسکیں گے۔ یا اس کی بنیاد رکھ سکیں گے۔ اگر یاد رہا تو ڈاک سے آج ہی ان شاء اللہ آپ کو روانہ کراؤں گا۔ اگر آپ اس کو وقت دینے کا فیصلہ کرسکیں تو بلا تاخیر تشریف لے آئیں آپ کے لئے اب ایک نیا میدان سوچا ہے جو بہت ہی روشن ہے اور ان شاء اللہ ہر حیثیت سے بہت نفع بخش ثابت ہوگا لیکن تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔ باقی باتیں زبانی ہوں گی۔ اگر آپ کو کوئی مانع ہو تو فوراً مطلع فرمادیں۔ تاکہ وہاں کے لئے دوسرا انتظام کیا جائے۔ یاد آیا ابھی دو چار دن ہی میں مولوی عتیق الرحمٰن سلمہٗ کو سنبھل جانا ہے، میں اُن سے کہوں گا کہ وہ آپ کو دن کی اطلاع دیدیں تاکہ آپ اُن سے وہاں مل سکیں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفٰی عنہ

مکتوب نمبر ۱۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۹ر مارچ ۱۹۶۳ء

محبی مکرمی زید مجدکم سلام مسنون۔

۸ رشوال کا ممبئی کا لکھا ہوا خط آج ۱۲ رشوال کو ملا۔ اُمید ہے کہ آپ گھر واپس آگئے ہوں گے اور وہاں میرا خط اور "ندائے ملّت" کے پرچے مل گئے ہوں گے۔ میرا پروگرام یہ ہے ان شاء اللہ ۲۱ راور ۲۲ رمارچ کی درمیانی شب میں یہاں سے امروہہ کے لئے روانہ ہوں گا۔ غالباً مولوی عتیق الرحمٰن بھی ساتھ ہونگے۔ اُن کے حقیقی ماموں حکیم عبدالصمد صاحب ۲۲ رمارچ کو امروہہ سے دہلی کے لئے روانہ ہونے والے ہیں اس طرح اُن سے مُلاقات ہو جائے گی۔ اسی دن امروہہ سے سہارنپور روانگی کا ارادہ ہے۔ حضرت اقدس (مولانا شاہ عبدالقادر) مدظلہٗ کی لاہور روانگی ۲۴ رمارچ کی شب میں طے ہو چکی ہے حضرت اقدس کی روانگی کے بعد سہارنپور سے ایک دن کے لئے دہلی جانے کا ارادہ ہے دہلی سے یا تو براہِ راست یا کچھ وقت کے لئے لکھنؤ اُتر کے کلکتہ جانے کا ارادہ ہے ۲۸ رکو میں کلکتہ پہنچنا چاہتا ہوں۔ اس سفر میں اگر آپ میرا ساتھ دینا چاہیں تو کلکتہ والا سفر آپ کا "ندائے ملت" کے حساب میں ہو گا۔ اگر دہلی میں کچھ کام کرنا چاہیں تو وہ سفر بھی "ندائے ملّت" کے حساب میں ہو سکتا ہے۔ بہرحال اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو سفر کا پروگرام بنا لیجئے۔ اگر سہارنپور جانے کا داعیہ دل میں نہ ہو تو پھر سیدھے لکھنؤ آجایئے اور یہاں سے کلکتہ میرے ساتھ ہو لیجئے۔ اگر یہ خط ۲۱ رتک آپ کو خط مل جائے تو ۲۲ ر کی صبح کو امروہہ آپ آسانی کے ساتھ تشریف لا سکیں گے۔ میں ۱۲ بجے تک ان شاء اللہ امروہے ضرور آؤں گا۔ دہلی والی ٹرین کا وقت ۱۲ بجے ہے۔ وہاں باتیں ہو سکیں گی۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۴

۴۸۶

ازلکھنؤ ۱۳؍جون ۱۹۶۲ء

محبّ عزیز مکرم ۔ احسن اللہ تعالیٰ الینا و الیکم سلام مسنون

عرصہ کے بعد آپ کا خط آج ملا ۔ واقعتاً خوشی ہوئی ۔ ہر آنے والا خط میرے لئے بار نہیں بنتا ۔ دوستوں کے ایسے خطوط جو مجھ پر جواب کا بوجھ نہ ڈالیں اور بہت طویل بھی نہ ہوں میرے لئے خوشی کا باعث ہوتے ہیں ۔

میں دل کی بات کہتا ہوں اب جبکہ آپ یہاں نہیں ہیں مجھے اس کا گہرا احساس ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ ذاتی طور پر کبھی وہ معاملہ نہیں کیا جو آپ کا حق اور میرا فرض تھا ۔ مخلصین کے بڑے حقوق ہیں ۔ مخلصانہ تعلق رکھنے والے اب ملتے کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ میری تقصیر معاف فرمائے اور آپ کو اپنے خاص انعامات سے نوازے ۔

آپ نے حجاج کی "تکلیف کے بارے میں جو سطریں لکھی ہیں پوری طرح پڑھی نہیں جا سکیں ، جب کبھی دہلی آنا ہوگا تو ان شاء اللہ ضرور ملنے کی کوشش کروں گا ، آپ کا فون نمبر بھی نوٹ کر لیا ہے ۔ غالباً جناب کو علم ہوگا ۱۶ ، ۱۷ ، ۱۸ ؍جون کو میرٹھ میں اجتماع ہے ، ان شاء اللہ اس میں شرکت ہوگی یہ خط حسن پور ہی کے پتہ پر روانہ کر رہا ہوں ۔ خدا کرے آپ وہیں ہوں ۔ اللہ تعالیٰ والد ماجد مدظلہ کا مبارک حج پوری طرح قبول فرمائے اُن کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیں ، اور دعا کی درخواست ۔ والسّلام علیکم و رحمۃ اللہ

محمد منظور نعمانی عفا اللہ

مکتوب نمبر ۱۵

۷۸۶

۱۶؍ اگست سنہ ۱۹۶۲ء

عزیز مکرم زید مجدکم سلام مسنون

اخلاص نامہ موصول ہوا۔ میرا دہلی کا یہ سفر الیسا ہی رہا، بس نظام الدین گیا اور وہاں سے مولانا حفظ الرحمٰن صاحب[1] کی عیادت کے لئے گیا اور پھر نظام الدین واپس آکر اسٹیشن چلا گیا۔ دفتر جمعیۃ تک بھی جانا نہیں ہوا۔ حضرت مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا قیام لاہور ہی ہے کبھی کبھی طبیعت بہت ضعیف ہو جاتی ہے اور کبھی افاقہ ہو جاتا ہے آج سے ۵-۶ دن پہلے حالت موجب تشویش ہو گئی تھی، اسی اطلاع پر مولانا علی میاں شنبہ کے روز روانہ بھی ہو گئے۔ لیکن بعد میں اطلاع ملی کہ الحمد للہ طبیعت سنبھل گئی ہے آج ہی کے موصولہ حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا) کے والا نامہ سے بھی یہی معلوم ہوا ہے۔

---

[1] مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صدیقی سیوہاروی ؒ۔ آپ سیوہارہ ضلع بجنور کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب قاضی نظام الدین ؒ کے واسطے سے خلیفۂ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے ابتدائی تعلیم مدرسۂ فیض عام سیوہارہ اور مدرسۂ قاسمیہ شاہی مرادآباد میں حاصل کی بعدہٗ دار العلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور سنہ ۱۳۴۲ھ میں علامہ حضرت مولانا انور شاہ کشمیری ؒ سے بخاری شریف پڑھی، دار العلوم میں معین مدرس بھی رہے اور محدث کشمیری ؒ کے ساتھ ڈابھیل میں بھی درس دیا، بعدہٗ جامعۂ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مدرس مقرر ہوئے اور درس کے ساتھ اہتمام کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد رہی۔ سنہ ۱۳۶۱ھ میں جمعیۃ العلماء ہند کے ناظم اعلیٰ بنائے گئے۔ درس و تدریس اور سیاست کے ساتھ ساتھ آپ ایک بلند پایہ (باقی صفحہ آئندہ)

آپ کا اور حسن پور کا بلا شبہ بڑا حق ہے لیکن میں تو حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ہی کی ادائیگی میں نہایت ہی مقصر ہوں۔ خود میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی موقع ہو تو ایک دفعہ حاضری دوں، اگر مقدر رہے تو ان شاء اللہ میری اور آپ کی یہ چاہت پوری ہوگی۔ اس وقت اس سے زیادہ کچھ نہیں عرض کر سکتا۔

آپ جانتے ہیں میں تصنع کا عادی نہیں ہوں، یہ واقعہ ہے کہ جب آپ یاد آتے ہیں تو یہ احساس تازہ ہو جاتا ہے کہ آپ کے جوہر شرافت اور عالی ظرفی کا بالکل حق ادا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی خصوصی الطاف و عنایات سے نوازے۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۶

باسمہ تعالیٰ

لکھنؤ ۲۴ر اگست ۱۹۶۲ء

برادر مکرم زید مجدکم، سلام مسنون

ملفوف گرامی نامہ مرقومہ ۱۶ر ربیع الاول موصول ہوا حضرت (مولانا شاہ عبدالقادرؒ) کے سایہ سے محرومی پر جتنا بھی رنج و ملال ہو برحق ہے۔ پاسپورٹ ہی کی مجبوری سے میں بھی نہ جا سکا۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی تھا۔ لیکن جس کام کے لئے ہم نے (اور) آپ نے حضرت سے تعلق جوڑا تھا اور جس راستہ پر چلنے کا عہد کیا تھا وہ باقی ہے۔ اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مصنف بھی تھے۔ قصص القرآن، بلاغ المبین اور اسلام کا اقتصادی نظام معرکۃ الآراء تصانیف ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے صائب الرائے رکن تھے۔ امروہہ سے تین مرتبہ ممبر پارلیمنٹ منتخب ہوئے۔ یکم ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۶۲ء کو آپ کا وصال ہوا۔ (ماخوذ از فیضان نسیم)

اِن شاء اللہ باقی رہے گا۔ اپنی سعادت اور حضرت کا حق یہی ہے کہ اس کام سے لگے رہیں اور اسی راستہ پر چلتے رہیں۔

حضرت کا وصال جمعرات کے دن گیارہ[۱۱] بجکر پچیس[۲۵] منٹ پر لاہور میں حاجی متین[۱] (صاحب) کی کوٹھی پر ہوا، پہلی نمازِ جنازہ وہیں ہوئی۔ لاہور والے لاہور میں تدفین چاہتے تھے اور بھائی عطاء الرحمٰن[۲] وغیرہ ہندوستانی خدّام رائپور لانا چاہتے تھے، لیکن مولانا عبدالجلیل[۳] صاحب وغیرہ اہلِ خاندان نے اصل وطن میں تدفین کا فیصلہ کیا۔ راستہ میں دوسری نمازِ جنازہ لائل پور میں، تیسری سرگودھا شہر میں اور چوتھی آبائی وطن موضع ڈھڈیاں میں، جمعہ اور جمعرات کی درمیانی شب کو قریب چار بجے تدفین ہوئی۔ مولانا علی میاں ابھی وہیں ہیں قریباً ایک ہفتہ میں واپسی کی توقع ہے۔ ڈاکٹر اشتیاق صاحب[۴] (قریشی) بھی تین چار دن پہلے پہنچ گئے تھے کل واپس آئے ہیں۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۷

باسمہٖ تعالیٰ

از جودھپور ۱۷ ستمبر ۶۲ء

محبی مکرمی! زیدت حسنا تکم سلام مسنون

میں پروگرام کے مطابق ۱۲ ستمبر بدھ کے دن لکھنؤ سے براہِ آگرہ روانہ ہوگیا تھا اور

---

[۱] آپ تقسیم سے پہلے میرٹھ کے مشہور تاجر اسلحہ تھے۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائپوریؒ کے مخصوص خدام میں سے تھے۔ [۲] راؤ عطاء الرحمٰن صاحب رائپور کے رہنے والے حضرت رائپوریؒ کے مخصوص متعلقین میں سے تھے [۳] حضرت رائپوریؒ کے برادرزادے ہیں۔
[۴] لکھنؤ کے مشہور ہومیوپیتھک کے ڈاکٹر اور "ندائے ملت" کے ایڈیٹر ہیں۔

اشرف منزل جودھپور میں آج پہنچا ہوں۔ آپ کا خط بدھ ہی کے دن مل گیا تھا۔ خدا کرے پاؤں کی تکلیف اب ختم ہو چکی ہو اور آپ بعافیت ہوں۔

حضرت حاجی (شاہ عبدالغفورؒ[1]) صاحب نے پروگرام اس طرح بنایا ہے کہ آج کل اور پرسوں جودھپور جمعرات کو یہاں سے ناگور اور جمعہ کو ناگور سے بیکانیر اور جمعہ ہی کی شام کو ۷ بجے بیکانیر میل سے دہلی کو روانگی۔ جو صبح ۷ بجے دہلی پہنچتا ہے اور اگر بہت زیادہ لیٹ نہ ہو جائے تو لکھنؤ کے لیئے کالکا میل ہم لوگوں کو مل سکتا ہے "ندائے ملت" کے بعض کاموں کے سلسلہ میں حفیظ[2] کو انہی تاریخوں میں دہلی آنا تھا۔ یقین ہے کہ اگر آنا ہوا ہوگا تو آپ سے ملاقات ہوئی ہوگی، اس کو میرا یہ پروگرام بتا دیا جائے تاکہ اگر وہ شنبہ تک دہلی رہے تو اسٹیشن پر مجھ سے مل لے۔ میں نے اس سے قیام کی جگہ معلوم نہیں کی تھی۔ اگر آپ کا وقت خالی ہوگا تو امید ہے کہ آپ بھی اسٹیشن تشریف لے آئینگے۔

ل حضرت حاجی عبدالغفور صاحب جودھپوریؒ ایک باخدا بزرگ تھے، آپ نہایت غریب تیلی گھرانے میں پیدا ہوئے جہاں نہ دنیا تھی نہ دین، انتہائی غربت کی وجہ سے بچپن ہی سے محنت و مزدوری شروع کی، گیارہ سال کی عمر میں یتیم بھی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے دل میں ایسا دینی داعیہ پیدا کیا کہ پیسے بچا بچا کر اچھی دینی اصلاحی کتابیں منگواتے اور چونکہ خود پڑھے لکھے نہیں تھے اسلئے دوسروں کی خوشامد کر کے اُن سے پڑھوا کر سنتے۔ پھر اپنے ہی طور پر محنت کر کے اتنی حروف شناسی بھی حاصل کر لی کہ وہ کتابیں خود پڑھنے لگے۔ اسی دور میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے دنیوی ترقی کے ساتھ دینی وروحانی ترقی بھی تیز رفتاری کے ساتھ ہوتی رہی، یہاں تک کہ حضرت حکیم الامتؒ کیطرف سے مجاز بالصحبت ہوئے۔ آپکا وصال ۲۳ ر اور ۲۴ ر جولائی ۱۹۷۰ء کی درمیانی شب میں ہوا۔ (ماخوذ الفرقان لکھنؤ وفیات نمبر)

ل۲ آپ مولانا نعمانی کے صاحبزادے ہیں۔

پروگرام یہی طے شدہ ہے لیکن اس کا خفیف سا امکان ہے کہ بیکانیر میں مزید قیام پر اصرار کیا جائے۔ میرا ارادہ حتی الوسع پروگرام بدلنے کا نہیں ہے۔ اگر بالفرض شنبہ کی صبح کو بیکانیر میل سے نہ اتروں تو اُس کا سبب یہی ہوگا کہ میں جمعہ کی شام کو روانہ نہیں ہوسکا، اور اس صورت میں شنبہ کی شام کو روانہ ہوسکوں گا۔ حضرت حاجی صاحب مدظلہٗ سے آپ کا سلام عرض کردیا تھا۔ حضرت نے جواب سلام فرمایا ہے اور دعا بھی فرمائی ہے

والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۸

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۶ راکتوبر ۱۹۶۲ء

محبّ عزیز و محترم جناب ماسٹر عزیز الٰہی خاں صاحب زید مجدکم، سلام مسنون

خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔ ۲۱، ۲۲، ۲۳ کو مالیگاؤں (ضلع ناسک) میں اجتماع ہے میرا پروگرام یہ ہے کہ جمعرات کو یہاں سے روانہ ہوکر جمعہ کی صبح اِن شاء اللہ سہارنپور پہنچوں گا اور شنبہ کی شام کو دہرہ دون بمبئی ایکسپریس کے ذریعہ سہارنپور سے روانہ ہوکر ۹ بجے شب میں اِن شاء اللہ دہلی پہنچوں گا اور یکشنبہ ۲۱ راکتوبر کی صبح پنجاب میل سے منماڈ جنکشن کے لئے روانہ ہوجاؤں گا۔ امید ہے کہ میرا یہ خط جناب کو کل چہارشنبہ کو مل جائے گا۔ اگر ہوسکے تو دہلی سے منماڈ کے لئے سلیپنگ میں ایک سیٹ ریزرو کرا لیجئے۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۹

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۷ راکتوبر ۱۹۶۲ء

محبیؔ عزیز مکرم! سلام مسنون

کل ایک کارڈ لکھا تھا جس میں زحمت دی تھی کہ ۲۱ راکتوبر اتوار کے دن کے لئے پنجاب میل میں منماڈ تک کے لئے سلیپنگ میں سیٹ ریزرو کرادیجئے۔ بعض خاص اسباب کے تحت آج رائے بدل گئی۔ اب مالیگاؤں کے اجتماع میں شرکت نہ کرسکوں گا۔ اسلئے تار دیا ہے اُمید ہے کہ وہ بروقت مِل جائیگا اور آپ کو زحمت اُٹھانی نہ پڑے گی۔ اگر بالفرض تار دیر سے مِلے اور آپ سیٹ ریزرو کرا چکے ہوں اور ٹکٹ کی واپسی میں کچھ پیسے قاعدہ کے مطابق کم ملیں تو براہِ کرم مجھے اس کی اطلاع ضرور دی جائے ہرگز تکلف نہ کیا جائے ورنہ اگر مجھے کسی ذریعہ سے معلوم ہوگیا تو آئندہ اس طرح کی زحمت دینا میرے لئے مشکل ہوجائے گا۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۲۰

باسمہٖ تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۵ راکتوبر ۱۹۶۲ء

محبِ مکرم عزیزِ محترم احسن اللہ تعالیٰ الینا والیکم وعلیکم السلام رحمۃ اللہ

میں نے مالیگاؤں کا سفر تو ملتوی کردیا تھا لیکن ۱۸ ر کو سہارنپور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا) کی خدمت میں چلا گیا تھا۔ مظاہر علوم میں بقولِ خود مہمانانِ رسول نے جو کچھ کیا اُس کی تفصیل جب مولانا علی میاں سے معلوم ہوئی تو خیال ہوا کہ یہ واقعہ حضرت شیخ کیلئے بڑی سے بڑی غمی سے کم تکلیف دہ نہ ہوگا۔ اسلئے گویا صرف تعزیت کے لئے سفر کیا۔ کل ہی واپس آیا ہوں۔ آپ کا خط یہاں آکر پڑھا، اللہ جزائے خیر دے۔ ٹکٹ بک کی واپسی اور ریزرویشن کے بارے میں جدید قانون لکھ کر آپ نے بہت ضروری بات بتائی۔ ورنہ اس بارے

میں غلطی کا بڑا امکان تھا۔ شاید دسمبر میں رائے پور کا پروگرام بنے۔ خیال یہ ہے کہ یہاں سے ہم دونوں چلیں۔ سہارن پور سے حضرت شیخ بھی تشریف لے چلیں۔ حضرت شیخ سے ذکر آیا تھا۔ اگر کوئی نظام بنا تو لبشرطِ یاد اطلاع دوں گا۔ آپ احتیاطاً آخر نومبر میں دریافت بھی فرمالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے تعلقات اور ہماری محبتوں کو خالص اپنے حساب میں لے کر ہم سب کے لئے وسیلۂ فیض و رحمت بنائے۔ والسّلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۲۱

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

۱۲ ر رمضان ۱۳۸۲ھ ۹ ر فروری ۱۹۶۲ء

محبِ عزیز مکرم! سلام مسنون

اخلاص نامہ مورخہ ۹ ر رمضان مبارک مِلا اس سے پہلا لفافہ بھی آپ کا مِل گیا تھا۔ حساب کی نوعیت غالباً وہی ہے جو آپ نے لکھی ہے یعنی جب سے یہ ایڈیشن چھپا ہے اس وقت سے پورا حساب باقی ہے پہلا بیباق ہے۔ مولوی عتیق الرحمٰن نے بتایا کہ اگر کوئی خاص ضرورت ہو تو آپ کو کئی مہینے انتظار کرنا پڑے گا یعنی جون جولائی تک، مولوی عتیق کیونکہ پورے سال بھر سے دوسری طرف متوجہ ہو گئے، رسالہ اور کتب خانہ کی خبر نہ لے سکے اسلئے توازن صحیح نہیں رہا۔ اب کچھ دنوں سے وقت کو تقسیم کیا ہے اور اُمید ہے کہ چند مہینے میں اِن شاء اللہ قابو پا لیا جائے گا۔

بھائی عزیز الٰہی خاں صاحب! اللہ تعالیٰ صرف اپنے فضل سے کبھی کبھی دعا نصیب فرما دیتے ہیں۔ اس وقت میں ان سب محسنوں، مخلصوں اور محبوّں کے لئے دعا کا اہتمام کرتا ہوں جن کے مجھ پر حقوق ہیں، اور آپ کی محبت کے بڑے حقوق ہیں۔ اب کوشش کروں گا کہ آپ کا نام لے کر دعا کروں۔

آپ سے بھی اپنے لئے اس کا طالب ہوں، یہی سب سے بڑا تحفہ ہے جو ہم ایک دوسرے کو دے سکتے ہیں، اور خود اپنی بھی سعادت ہے۔

نومبر میں جب دہلی جانا ہوا تھا تو ایک دو صحبتوں میں مسلم صاحب[1] سے بھی باتیں ہوئی تھیں اور صحبت بھی خاص نہ تھی لیکن انہی باتوں سے دل میں اُن کی خاص وقعت پیدا ہوئی جس کے اظہار کی بھی نوبت نہیں آئی آپ مناسب سمجھیں تو اُن سے تذکرہ کر دیں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۲

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۵ر جون ۱۹۶۳ء

محب عزیز مکرم! زیدت حسنا تکم سلام مسنون

خدا کرے آپ ہر طرح بعافیت ہوں۔ الحمد للہ یہ عاجز بعافیت ہے۔ میں پہنچ تو ۳۱ کو گیا تھا کئی دن تو احباب کے آنے جانے نے مشغول رکھا۔ اس کے بعد ہمہ تن الفرقان کی تیاری کی طرف متوجہ ہو جانا پڑا۔ مولوی عتیق الرحمٰن اگرچہ باقاعدہ مریض نہیں ہیں لیکن ضعفِ اعصاب کا یہ حال ہے کہ کام بالکل نہیں کر سکتے۔ اسلئے میں نے اُنھیں الفرقان سے بھی بے تعلق کر دیا ہے۔ آج الفرقان کے کام سے فراغت ہوئی ہے یعنی میں نے اپنا کام ختم کر دیا ہے۔ اِن شاء اللہ دو تین دن میں شائع ہو جائے گا۔

مجھے اور مولانا علی میاں کو بھی ۲۲، ۲۳ر جون کے بعد سہارنپور دیوبند جانا ہے

---

[1] مسلم صاحب دعوت اخبار کے ایڈیٹر تھے، انتقال ہو گیا۔

ممکن ہے ایک دن کے لئے دہلی کا بھی ارادہ کرلیں اگر ایسا ہوا تو ۲۸ یا ۲۹ جون کو دہلی پہنچنا ہوگا، اگر آپ ان دنوں وہاں ہوئے تو ان شاء اللہ آپ کو اطلاع ضرور دیں گے بلکہ کوشش کریں گے کہ ہوسکے تو دفتر بھی آئیں (دفتر روزنامہ دعوت) ابھی پروگرام آخری طور پر طے نہیں ہوسکا ہے، دعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۳

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

جھانسی کے قریب چلتی ٹرین سے۔ ۲ر نومبر ۱۹۶۳ء

عزیز مکرم! زیدت حسناتکم سلام مسنون

دیوبند سہارنپور کے دو روزہ سفر سے کل صبح واپس آیا ہوں۔ ڈاک میں گرامی نامہ دیکھا جس دردناک اور جگر شگاف مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور جس واقعہ کا ذکر کیا ہے قدرتی طور پر اس سے بہت ہی دُکھ ہوا۔

یہ تو ہمیں اور آپ کو معلوم ہے اس طبقہ میں خاصی تعداد ایسوں کی ہوگئی ہے جن کے دل و دماغ دین و مذہب سے بالکل منکر ہو چکے ہیں ...... سوچنے کی بات صرف یہ ہے کہ اس عنصر کو اُمّت اور ملّت سے کیسے کاٹا جائے۔ میری رائے تو اس حقیقت کو پوری قوت کے ساتھ ظاہر کرنے کی ہے کہ یہ لوگ اسلام سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ سفر سے واپسی پر ان شاء اللہ اس مسئلہ پر اہتمام سے غور کریں گے۔ اور کوئی فیصلہ خدا نے چاہا تو کرینگے

سفر مبارک کا ارادہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی۔ اگر پانچ سال والی رکاوٹ نہ ہوتی تو ان حضرات کی معیت کی طمع میں یہ ناچیز بھی جیسے تیسے ارادہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ

پوری پوری برکات عطا فرمائے۔ میں کوشش کروں گا کہ کتب خانہ کی طرف آپ کا جو کچھ ہے اس کا انتظام ہو جائے، اِن شاء اللہ ہو جائیگا۔ اس طرح مفت میں میری بھی شرکت ہو جائیگی میں ۸، ۱۰ دن نزلہ بخار میں گرفتار رہا تھا اب بحمد اللہ کوئی اثر اس کا نہیں۔ اس وقت مالیگاؤں جا رہا ہوں اِن شاء اللہ ۵ رنومبر کی شام تک واپسی ہو جائے گی۔ اہلیہ مکرمہ کو اور والد ماجد کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ نعمانی

مکتوب نمبر ۲۴

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۲ رنومبر سنہ ۱۹۶۳ء

محبّی! اسلام مسنون

اخلاص نامہ ملا، اللہ تعالیٰ اس نئے فیصلہ کو بھی باعثِ خیر بنائے ان کی بات بھی صحیح تھی۔ چچا صاحب کا حال معلوم کر کے قلق ہوا اور صحت کی اطلاع سے اور پھر دینی کتابوں سے شوق کی خبر سے مسرّت ہوئی۔ یہی وہ بلایا ہیں جو دراصل عظیم نعمتیں ہیں۔ اگر کسی بیماری کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور اپنی آخرت کے لئے فکرمند ہو جائے تو کیسی مبارک ہے یہ بیماری۔ میں نے کتب خانہ میں کہدیا ہے کہ کل ہی اس کی تعمیل کر دی جائے۔ خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔ والسّلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۲۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۲ ررمضان سنہ ۱۳۸۳ھ ۲۰ رجنوری سنہ ۱۹۶۴ء

محبّ عزیز مکرم! زیدت حسناتکم

غالباً آج کل آپ دہلی ہوں گے۔ اسلئے یہ خط دہلی لکھ رہا ہوں۔ آپ کا ایک گرامی نامہ مورخہ ۲۴ شعبان ایسے وقت پہنچا تھا جب میں غالباً بھوپال اجتماع میں گیا ہوا تھا۔ وہاں سے علیل واپس آیا اور ایک ہفتہ سے زیادہ اسی حال میں رہا۔ جب حالت بہتر ہوئی تو جو کام سر پر سوار ہو گئے انھوں نے دبا لیا اور زمانۂ علالت کے وہ تمام خطوط رکھے رہے جن کا جواب بہت مختصر نہیں دیا جا سکتا تھا۔ انہی میں گرامی نامہ بھی تھا، آج بھی صرف اس کی رسید دے رہا ہوں اور تاخیر کی معذرت اور برائے نام جواب۔

(۱) جنوری کا الفرقان ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔ سوچا تھا کہ شروع فروری میں دونوں مہینوں کا مشترک شائع ہو جائیگا مگر آج ہی فیصلہ کیا ہے کہ ایک ہی مہینہ کا شائع کیا جائے ورنہ اور دیر لگے گی۔ غالباً یکم یا ۲ فروری کو روانہ ہو سکے گا۔

(۲) ہندوستانی سیاست میں مسلمانوں کے موقف اور امکانات کے بارے میں آپ نے میری رائے دریافت کی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ذہن سخت پریشان ہے۔ اطمینان کے ساتھ کوئی بات کہنی مشکل ہے، اور اگر کوئی بات کہی بھی جا سکتی، تو خط و کتابت اس کی ممکن نہ ہو سکے گی۔

(۳) سارا کھیل یقین کا ہے، اگر میرے پاس بھی وہ یقین ہوتا جس کی بنیاد پر آدمی مشاہدات اور پورے عالم ظاہر کو بالکل بے حقیقت سمجھتا ہے جس کی بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے لشکر کو آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود کہہ دیا تھا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ[1] تو میری شان بھی بالکل وہی ہوتی جو حضرت مولانا محمد یوسف صاحب[2] کی ہے۔ اُن کو بلاشبہ،

[1] ترجمہ آیت۔ موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھ کو دریا سے نکلنے کا) ابھی رستہ بتا دیگا۔ [2] رئیس التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی المتوفی ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۶۵ء

(جہاں تک اپنا ادراک ہے) اس یقین کا حصّہ نصیب ہے، اسلئے اُن کے سوچنے کا ڈھنگ ہی بالکل دوسرا ہے، لیکن چونکہ وہ بھی اُمتی ہیں اور میں بھی اُمتی، اس لئے میں اپنے موجودہ حال میں اُن کی تقلید کا مکلّف نہیں ہوں۔ بلکہ میں جن کاموں اور جن ظاہری کوششوں سے مسلمانوں کی بہتری اور اسلام کے بقا کی کچھ امید کرتا ہوں اُن کو اپنے لئے ضروری سمجھتا ہوں۔

اس سلسلہ میں زیادہ تفصیل کی ضرورت ہے جو صرف زبانی ہی ہوسکتی ہے بشرطیکہ اس وقت طبیعت اس موضوع پر آمادہ بھی ہو۔

شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ میں مسائل کے سلسلہ کی خط وکتابت سے کتنا گھبراتا ہوں۔ آئندہ اس کام کو صرف مُلاقات کے لئے رکھئے اور اپنا ہی مجھے سمجھئے۔ دعا کا بہت محتاج وطالب ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ والسّلام۔

نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۶

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء

محبِّ عزیز مکرم! سلام مسنون

گرامی نامہ مرقومہ ۱۰ شوال غالباً وقت پر مل گیا تھا، الحمد للہ بعافیت ہوں۔ رمضان میں مولوی عتیق الرحمٰن سلمہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تھی کچھ تفصیل تازہ الفرقان سے معلوم ہوگی۔ بس اُن کی علالت کی وجہ سے مصروفیت بیحد بڑھ گئی ہے اور وہ کام اوپر آگئے ہیں جن سے مناسبت بالکل نہیں رہی فاللہ المستعان۔ مسلم صاحب کی بات

بہت وزنی ہے مجھے یہ بات معلوم نہ تھی اب سے سات آٹھ سال پہلے میں کلکتہ گیا تھا تو وہاں کے اچھے ذمہ دار حضرات نے میرے استفسار پر مسلم آبادی آٹھ لاکھ بتائی تھی، اب ۳۱ر جنوری کو جب جانا ہوا تو احمد سعید صاحب[1] ایڈیٹر ہند، وغیرہ کئی ایسے ہی ذمہ دار آدمیوں نے دس لاکھ[2] بتائی اور میری جرح اور مکرر استفسار کے جواب میں اُنھوں نے اطمینان دلایا کہ واقعہ یہی ہے۔ مجھے مردم شماری والی بات معلوم ہوتی تو اس کو بھی صاف کرنے کی کوشش کرتا۔ مسلّم صاحب کی خدمت میں سلام مسنون۔ ممکن ہے ۲۰ر مارچ تک کسی دن آنا ہو۔ والسلام علیکم رحمۃ اللہ۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۷

لکھنؤ ۲۸ر اپریل سنہ ۱۹۶۴ء

محب عزیز مکرم! زید مجدکم۔ سلام مسنون۔

اخلاص نامہ مورخہ ۹ر ذی الحجہ (از حسن پور) موصول ہو گیا تھا۔ دہلی سے واپسی الحمد للہ بعافیت پروگرام کے مطابق ہو گئی تھی۔ اسی دن سے از خود آپ کو خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن آجکل کاموں اور فکروں کا اتنا بوجھ ہے کہ اُس نے گویا شل کر رکھا ہے۔ میرے لئے آپ کو خط لکھنے کا محرک یہ تھا کہ اس دفعہ دہلی میں مولانا ابو اللیث صاحب سے جو باتیں ہوئیں اُن میں مجھے کچھ ایسا محسوس ہوا کہ غالباً اُن کو یہ احساس ہے کہ ۲۱ر مارچ کو ڈاکٹر صاحب کے ہاں جو بات طے ہوئی تھی ہم لوگوں نے (میں نے اور علی میاں نے)

---

[1] احمد سعید صاحب ایڈیٹر روزنامہ آزاد ہند کلکتہ۔

[2] سنہ ۱۹۹۰ء کی مردم شماری میں کلکتہ کی مسلم آبادی تقریباً ۳۰، ۴۰ لاکھ کے قریب ہے۔

اس کا سہرا اپنے ہی سر باندھنے کے لئے ونوبا بھاوے اور جے پرکاش سے ناگپور جا کر ملاقات کر ڈالی ——— اس کا بھی پورا امکان ہے کہ میری یہ بدگمانی ہو۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مجھے اس کا اچھا خاصہ شبہ ہے، آپ کو اپنے علم و اندازے کی بنا پر اگر اطمینان ہو کہ یہ شبہ بالکل بے بنیاد ہے تو پھر اس کا کسی سے ذکر نہ کریں۔ اور مجھے صرف اس کی اطلاع دیدیں تاکہ میں بھی اس شبہ سے دل کو صاف کر لوں اور اگر آپ کو اس بارے میں پورا اطمینان نہ ہو تو جو کچھ میں لکھ رہا ہوں وہ بے تکلف میری ہی طرف سے مولانا کو پہنچا دیں ——— ڈاکٹر صاحب کے ہاں کی گفتگو کے بعد جس میں فسادات سے متعلق تحقیقی حالات اور اعداد و شمار کے ساتھ ایک رپورٹ تیار کرنے اور اس کو لے کر ایک وفد کے ساتھ ونوبا بھاوے وغیرہ سے ملنے کی بات طے ہوئی تھی، جب ہم اگلے دن جے پرکاش سے ملے جس میں بھائی مسلم صاحب بھی ساتھ تھے تو وہاں اچانک یہ بات سامنے آئی کہ ونوبا جی فلاں دن ناگپور پہنچ رہے ہیں اور وہاں سرودے کارکنوں کا اجتماع ہو رہا ہے اور ان سے اس سلسلے میں بات کرنے کا یہ اچھا موقع ہے۔ خود جے پرکاش اور اُن کے رفقاء نے بھی یہی مشورہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب ۱۲ رہی کو پٹنہ روانہ ہو چکے تھے اُن کے ہاں کی مشاورت میں جو طے ہوا تھا اس میں کوئی تبدیلی ہم لوگ اپنی طرف سے نہیں کر سکتے تھے اسلئے ہم نے یہ مناسب سمجھا کہ وہ کام جب ہوگا ہو جائے گا ہمیں اس موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے ——— اگر ڈاکٹر صاحب پٹنہ نہ گئے ہوتے تو ہم اُن سے عرض کرتے کہ اس تفصیلی رپورٹ کی تیاری کے بغیر ہی اس موقع پر اُن سے مل کر بات کر لی جائے، لیکن ڈاکٹر صاحب سے اب بات کرنے کا راستہ نہیں تھا اسلئے ہم نے اپنی ہی ذمہ داری پر یہ مستقل سفر طے کیا اور ہم مطمئن ہیں

کہ ہم نے صحیح کیا۔ ہم نے یہ بھی سوچا تھا کہ جمعیتہ العلماء اور جماعتِ اسلامی کے ذمہ دار حضرات سے بھی ساتھ چلنے کیلئے اِستدعا کریں، لیکن ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر کسی ایک جماعت نے ہماری استدعا قبول فرمائی اور دوسری طرف سے کوئی معذرت ہوگئی (جس کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ غالب گمان تھا) تو پھر ہم کو ایک ہی جماعت کی ذمہ داری کے ساتھ یہ سفر کرنا پڑیگا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جن سے ہم کو بات کرنا ہے وہ ہم کو بھی اس جماعت کے وابستگان یا ہمدردوں میں سے سمجھیں گے اور ہم اس کو مقصد کے لئے بھی مناسب نہیں سمجھتے تھے اس لئے ہم نے یہ طے کیا کہ اگر ہمیں یہ سفر کرنا ہے تو خود ہی سفر کریں اور اس حیثیت سے کریں کہ ہمارا تعلق کسی پارٹی سے نہیں ہے۔ چنانچہ ہر گفتگو میں ہم نے اس کو پوری طرح اجاگر کیا اور بعد میں ہمیں محسوس ہوا کہ مخاطبوں پر ہماری اس حیثیت کا بھی بہت اچھا اثر پڑا۔

الغرض ہمارا یہ سفر وہ سفر نہیں تھا جس کا فیصلہ ۱۲ کی مشاورت میں کیا تھا۔ البتہ ونوبا بھاوے سے ملنے کے بعد اپنی رائے یہ ہوگئی کہ جہاں تک ان کی شخصیت کا تعلق ہے سروودے کارکنوں نے انھیں اطلاعات پہنچائی ہیں اور کم از کم اُن کے حلقہ کے لئے کسی تفصیلی رپورٹ کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ لیکن اُن سے قطع نظر کرکے یہ کام بجائے خود ضروری ہے اور اب تو صورت یہ ہے کہ جے پرکاش اور اُن کے رفقاء اُن سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں جس کی ہم نے اُن سے اپیل کی تھی یا جو ہم اُن سے توقع کرسکتے تھے۔ مولوی محمد ثانی صاحب عبیدؔ کے سلسلہ میں رائے بریلی گئے ہوئے تھے۔ ابھی واپسی نہیں ہوئی ہے واپسی پر اِن شاء اللہ پیام پہنچادوں گا۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۲۸

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۹ر اکتوبر سنہ ۱۹۶۴ء

محب عزیز و مکرم! ماسٹر صاحب۔ سلام مسنون

اب سے کئی ہفتہ پہلے کسی سے سنا تھا کہ آپ مراد آباد کے مسافر خانہ کے منتظم اعلیٰ ہو کر مراد آباد آگئے ہیں۔ لیکن نہ تو ذریعہ کچھ زیادہ قابل وثوق تھا اور نہ بات کچھ سمجھ میں آئی۔ دفتر "دعوت" سے یہ معلوم ہوا تھا کہ خرابیِ صحت کی وجہ سے آپ نے طویل رخصت لے لی ہے اور اب اُن لوگوں کو آپ کی اُمید کم ہے۔ لیکن کل بھائی بادشاہ علی صاحب[۱] نے کچھ تفصیل سے بتایا۔ اللہ تعالیٰ ہر حیثیت سے یہ قیام مبارک کرے۔

ضوابط اور ذمہ داریوں کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے مسافروں کی راحت رسانی اُن کے ساتھ خوش اخلاقی اور ہمدردی سے پیش آنا جو الحمدللہ آپ کا مزاج ہے آخرت کی بڑی کمائی کا وسیلہ بن سکتا ہے۔ اب سے ۴۰، ۴۵ سال پہلے اس مسافر خانہ کی عمارت خام تھی، کچّی کوٹھریاں تھیں، برآمدہ پر کھپریل تھی لیکن مکمل دینداری کی فضا تھی جو اب ہمارے مدرسوں میں بھی نہیں رہی۔ عندالملاقات ان شاء اللہ اپنا مشاہدہ بیان کروں گا جو محفوظ ہونے کے قابل ہے۔۔ ان شاء اللہ سنبھل کی آمد و رفت میں ملاقات ہوا کرے گی۔

حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی سوانح جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا آفسیٹ کے ذریعہ چھپوانے کا ارادہ تھا اور خیال تھا کہ سب سے پہلے ۱۹۴۶ء میں دہلی میں خاص اہتمام

۱؎ لکھنؤ تبلیغی جماعت کے امیر مولانا خلیل الرحمٰن صاحب سجاد ندوی مدیر الفرقان کے خسر تھے ۱۷ر محرم الحرام ۱۴۰۷ھ، ۲۳ر ستمبر ۱۹۸۶ء کو انتقال ہوا۔

سے جو چھپی تھی اُس کے دو چار نسخے اگر کہیں مل جائیں گے تو اُس کے لئے کافی ہوں گے وہ نسخے تلاش کرنے سے ایک جگہ مل بھی گئے لیکن ماہرین کی رائے ہے کہ اس سے آفسیٹ کی طباعت اچھی نہ ہوگی بلکہ اس کے لئے الگ کتابت کرائی جائے اور لکھنؤ میں چونکہ آفسیٹ ہے نہیں اسلئے یہاں اس کے کاتب بھی نہیں۔ اسلئے مجبوراً کتابت شروع کرائی ہے اور چونکہ عرصہ سے وہ ہمارے یہاں ختم ہے اور اُس کو جلدی چھاپنا کتبخانہ کی مصلحت ہے اس لئے دو چار دن ہوئے یہ تجویز ذہن میں آئی کہ آپ کی پلیٹوں میں سے جو زیادہ خراب ہوگئی ہیں پہلے اُن کی کتابت کرائی جائے اور جو اس قابل ہیں کہ سنگ سازی کرا کے ایک دو دفعہ چھاپی جا سکیں آپ کی اجازت سے اُن کی سنگسازی کرا کے فوری طور پر اُن کو چھاپ لیا جائے۔ اُمید ہے کہ اس کی آپ اجازت دیدینگے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے اور یہی غالباً آپ کے حق میں بھی بہتر ہوگا کہ آپ کی ساری پلیٹوں کی قیمت بہ نرخ بازار کتب خانہ آپ کو ادا کردے اور ان میں جو پلیٹیں ابھی کسی درجہ میں قابلِ استعمال ہیں کتب خانہ الفرقان اگر اُن کو استعمال کرے جیسا کہ اس وقت میری تجویز ہے تو اس کی بھی قیمت لگانے میں لحاظ رکھا جائے۔ خدا کرے آپ کی صحت اچھی ہو۔ حاجی بادشاہ علی صاحب سے حج کے ارادہ اور کوشش کا بھی حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ بامراد کرے۔ والسلام۔

نعمانی

مکتوب نمبر ۲۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۲۹ مئی ۱۹۶۵ء

محب عزیز مکرم! زیدت معالیکم سلام مسنون

خدا کرے مزاج ہر طرح بعافیت ہو۔ اخلاص نامہ مورخہ ۲۶ محرم پرسوں ملا۔ ہم

لوگ ۱۳ر مئی کو جدّہ سے روانہ ہوئے۔ ۱۴ر کو بیروت قیام کیا اور ۱۵، ۱۶ر بمبئی قیام کیا اور ۱۷ر کی صبح بمبئی سے دہلی آ گئے۔ دن میں دہلی رہ کر رات کو اس ٹرین سے سہارن پور گئے۔ ۴ بجے سہ پہر تک سہارن پور رہ کر پھر دہرہ ایکسپریس سے دہلی واپس ہوئے اور وہ رات نظام الدین گزاری۔ صبح نظام الدین ہی سے پالم آئے اور وہاں سے روانہ ہو کر ۹ بجے کے قریب لکھنؤ اُتر گئے۔ پورے سفر میں الحمدللہ صحت وعافیت نصیب رہی۔ یہاں آ کر چار پانچ دن نزلہ بخار کی نذر ہوئے، پھر کچھ ضروری کاموں میں مشغولیت رہی۔ ڈاک آج ہی ہاتھوں میں لی ہے۔ آپ کی فرمائش کی توفیق الحمدللہ خوب ملتی رہی لیکن فقیر تو بس مانگ ہی سکتا ہے آگے سب کچھ مالک کے اختیار اور اس کا حکیمانہ فیصلہ ہے۔ واپسی اگر ٹرین سے ہوتی تو مراد آباد زیارت کا امکان تھا۔ اب ۲۱ر جون کو دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ ہے۔ اِن شاء اللہ اس سفر میں مراد آباد میں ملاقات ہوگی۔ مولانا (علی میاں) بھی ہوں گے۔ وقت سے پھر اطلاع دوں گا۔ والدین ماجدین اور اہلیۂ مکرمہ کو سلام مسنون۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ!

لکھنؤ۔ ۱۲ر جون ۱۹۶۵ء

محبّی عزیزِ مکرم! سلام مسنون

اخلاص نامہ مِل چکا ہے حالات تو کچھ ایسے ہی ہیں جو آپ نے لکھے ہیں لیکن اس کے باوجود امکانی جدوجہد ضروری ہے۔ ملّت کی عمر افراد کی عمر سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے حالات

لی تبدیلی کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اِن نامعلوم امکانات کا تقاضا بھی یہی ہے کہ زندگی کے لئے جد وجہد جاری رہے۔

۱۹؍جون کو مجلسِ مشاورت کی میٹنگ ہے، ہم دونوں ان شاء اللہ ۱۸، ۱۹ جمعہ و شنبہ کی درمیانی شب میں لکھنؤ دلّی میل سے روانہ ہوں گے۔ سیٹیں سلیپنگ میں ریزرو ہو چکی ہیں۔ اگر آپ اس دن مراد آباد ہوں تو ضرور ملاقات فرمائیں۔ اگر حسن پور قیام ہو تو زحمت نہ کی جائے۔ والدین ماجدین اور اہلیہ محترمہ کو سلام مسنون والسلام علیکم رحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۱

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۲۱؍ستمبر ۱۹۶۵ء

محبّی عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم سلام مسنون

سوائے ان حالات اور اثرات کے جن کا آپ نے ذکر کیا ہے الحمد للہ عافیت نصیب ہے آپ نے جو لکھا ہے بالکل صحیح لکھا ہے شعور و تربیت کا اتنا فقدان ہے کہ اللہ کی پناہ اس وقت تو اس کمی کے پورا کرنے کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ مگر خیریت لیکن دوسرے پہلو سے قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مظاہرہ نہیں ہو رہا ہے۔

اجتماع کے بارے میں (مرکز) نظام الدین ہی سے مشورہ کیا جائے۔ بعض ذرائع اور قرائن سے معلوم یہ ہوا ہے کہ وہاں سب کام جاری رکھنے کا فیصلہ ہے۔ ایسی صورت میں میری رائے یہ ہوگی کہ مقامی ذمّہ داروں سے بات کر کے اُن کو اچھی طرح باخبر کر دیا جائے اور شرکت کے لئے بھی اُن سے کہا جائے۔ اگر تذبذب ہو تو حضرت شیخ مدظلہ؛

کی طرف آپ رجوع فرمائیں۔ آپ کو اس سلسلہ میں اپنی رائے اصولی طور پر حضرت شیخ ہی کو لکھنی ہے۔ دعا کرتا ہوں اور دعا کا طالب ہوں۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۲

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۴ اکتوبر ۷۵ء

محبِ عزیز مکرم! السلام مسنون

خدا کرے سہارن پور سے دیا ہوا میرا ارجنٹ تار آپ کو بروقت مل گیا ہو اور ذہنی کوفت نہ ہوئی ہو۔

میں اسی طے شدہ پروگرام کے مطابق شنبہ و یکشنبہ کی درمیانی شب میں دہلی سے سہارن پور گیا۔ راستہ میں ٹھنڈ لگ گئی صبح کو سخت نزلہ تھا حضرت شیخ کو پروگرام بتا دیا کہ دس بجے کی ٹرین سے حسن پور کے لئے میرٹھ جانا ہے۔ ۹ بجے حضرت سے رخصتی مصافحہ بھی کرلیا، اسٹیشن روانہ ہو رہا تھا کہ احساس ہوا کہ مجھے بخار ہے اور اچھا خاصا ہے حکیم صاحب کو دکھلایا اور مجبوراً پروگرام بدلا۔ اور آپ کو ارجنٹ تار دلوایا۔

اسی شام کو لکھنؤ کے لئے روانہ ہو کر دوشنبہ کی صبح یہاں پہنچا۔ آج طبیعت اس لائق ہے کہ یہ سطریں لکھ رہا ہوں۔ دو ہی دن میں ضعفِ شدید ہو گیا تھا۔ امید ہے کہ اجتماع باعثِ برکات ہوا ہوگا۔ والسّلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۳

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ ۱۰ رمضان ۱۳۸۴ھ، ۱۹ دسمبر ۱۹۶۵ء

محبیّ عزیز مکرم! زیدت الطافکم سلام مسنون

دوستوں کے لئے خصوصاً اور اللہ کے عام بندوں کے لئے عموماً دعا میں چونکہ بڑا نفع ہے اسلئے حتی الوسع میں اس کا اہتمام کرتا ہوں اور الحمد للہ آج کل یہ اہتمام اور زیادہ نصیب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید کی توفیق دے۔

اِن شاء اللہ ایسا نہیں ہوگا کہ وقت میں گنجائش ہو اور مراد آباد میں آپ سے نہ ملوں میں گذشتہ سفر میں آپ کے کمرے پر گیا تھا اُس وقت کمرہ مقفل تھا۔

آج مولوی عتیق الرحمٰن سے سوانح کے حساب کے بارے میں گفتگو ہوئی اُنھوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں بہت منتشر ہے اور گذشتہ دنوں کتب خانہ بلکہ رسالہ کا بھی انتظامی امور سے بوجہ علالت طویل مدّت تک جو وہ بے تعلق رہے تو بعض حسابات جو حافظہ میں تھے اب وہ یاد نہیں آرہے۔ اس لئے آپ زحمت فرما کر بتائیں کہ سوانح کے سلسلہ میں کتب خانہ کی طرف آپ کا کیا بقایا ہے۔ پلیٹوں کا حساب میں خود لگالوں گا۔

مجھے یاد آتا ہے کہ حج کے لئے آپ نے بھی درخواست دی تھی۔ اس کے بارے میں کیا ہوا۔ اگر اس سال آپ کے لئے بہتر ہے تو اس سال اللہ تعالیٰ مقدر فرمائے۔ ورنہ جب اس کے علم محیط میں بہتر ہو۔ آپ مجھے بہت ہی محتاج سمجھ کر میرے واسطے خیرِ دارین کی دُعا کریں۔

آج مولانا نسیم احمد صاحب فریدی (امروہی) یہاں پہنچے۔ کل ۱۲ بجے کے قریب امروہہ سے

مراد آباد اُترے تھے آپ سے ملنا چاہتے تھے، چپراسی نے بتایا کہ اُوپر کی منزل میں سو رہے ہیں اور میں اُٹھا نہیں سکتا، اسلئے ملاقات نہ کر سکے۔ مولانا فریدی قریباً ایک ہفتہ یہاں رہیں گے۔ میں اور مولانا فریدی کل اِن شاء اللہ رائے بریلی جائیں گے، پرسوں وہیں سے الہ آباد اور نرسوں اِن شاء اللہ واپسی ہوگی۔ وَالسّلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۴

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۸ رفروری ۱۹۶۶ء

محبِّ عزیز مکرم! زیدت الطافکم سلام مسنون

الحمد للہ عافیت نصیب ہے۔ اعصاب کی کمزوری کی وجہ سے سردی کا تاثر زیادہ رہتا ہے اور نزلہ وغیرہ کی شکایت جلدی جلدی ہوتی رہتی ہے۔ یہ چیزیں تو انسان کی زندگی کے ساتھ چلتی ہی رہتی ہیں۔ مولانا علی میاں ابھی سیتاپور رہی ہیں۔ رمضان مبارک میں جو آپریشن ہوا اتفاق پورا کامیاب نہیں رہا۔ جس کی وجہ سے پرسوں بلکہ نرسوں ۵ رفروری کو دوبارہ ویسا ہی آپریشن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ صحتِ کاملہ اور عافیتِ دائمہ نصیب فرمائے۔

الحمد للہ والد صاحب بعافیت تشریف لے آئے۔ میرا سلام اُن کی خدمت میں نیز والدہ ماجدہ اور اہلیہ محترمہ کو پہنچا دیں۔ کوثر اور اس کی والدہ بھی اُن کو سلام کہتی ہیں۔ دُعا کرتا ہوں اور دعا کا سخت محتاج ہوں۔ ایک دن کے لئے سنبھل آج ہی کل میں جانا ہے اگر آج شب میں روانگی نہ ہو سکی تو پھر دو تین دن بعد ان شاء اللہ جانا ہوگا۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۵

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۸ مارچ ۱۹۶۶ء

محبیؓ عزیز مکرم! زید مجدکم سلام مسنون

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو۔ میں آپ سے رخصت ہو کر شنبہ کو دس ۱۰ بجے کے قریب دہلی پہنچ گیا تھا۔ دو شنبہ کو ۱۱ بجے والی پسنجر سے مرادآباد واپسی ہوئی اور مغرب سے پہلے سنبھل پہنچ گیا۔ بدھ کو میل سے لکھنؤ آگیا۔ سارا سفر الحمد للہ بعافیت پورا ہوا۔ وہ سردی والی تکلیف بھی خدا کے فضل سے پھر اس درجہ میں نہیں رہی ـــ جمعرات کو اچانک معلوم ہوا، کہ حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب دامت برکاتہم سخت مریض ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹر فریدیؒ[1] کو تار سے بلایا گیا تھا اور وہ رات کے تین ۳ بجے کار سے الہ آباد گئے ہیں۔ یہ خبر پا کر اسی دن شب میں میں بھی الہ آباد چلا گیا۔ دو دن رہ کر پرسوں اتوار کو آیا ہوں۔ حضرت کو ناک سے خون آنے کی شکایت تھی۔ کئی دن سلسلہ جاری رہا۔ اگرچہ اطبا اور ڈاکٹروں کی رائے یہ تھی کہ بہت اچھا ہوا، اگر یہ نہ ہوتا تو فالج وغیرہ کا حملہ ہو جاتا، لیکن خون اتنا آیا کہ وہ خود خطرہ بن گیا۔ سنیچر کے دن اور رات میں بالکل نہیں آیا۔ اتوار کو پھر کچھ آگیا تھا۔ امید ہے کہ اب بالکل بند ہو چکا ہوگا۔ دہلی جس کام کے سلسلہ میں جانا ہوا تھا اس کے بارے میں متعلقہ احباب سے ملاقات اور بات تو ہو گئی تھی اور وعدہ بھی کر لیا تھا لیکن بعد کے عمل سے احساس یہ ہوا کہ ان میں خود تو کوئی فکرمندی ہے نہیں، کوئی تقاضا کر کے کرانے والا ہو تو گاڑی چلے ـــ ممکن ہے کہ کسی مرحلہ پر میں آپ کو دو چار دن کے لئے وہاں جانے کی

---

[1] ڈاکٹر عبدالجلیل صاحب فریدی لکھنؤ کے مشہور معالج بانیٔ مسلم مجلس تھے ۱۹ مئی ۱۹۷۴ء کو وصال ہو گیا۔

زحمت دوں، ویسے تو یہ سہولت ہے کہ اب لکھنؤ دہلی کے درمیان براہ راست فون ہو جاتا ہے۔

میں نے یہاں آکے کوثر کی والدہ وغیرہ کو بتایا کہ میرے رحمن پور جانے سے آپ کے تمام اہلِ خانہ کو کس قدر خوشی ہوئی اور اُن کو بھی مدعو کیا گیا ہے۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ اب تو میں نے راستہ دیکھ ہی لیا ہے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۶

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

اپریل ۱۹۶۶ء

محبِ عزیز و مکرم! مولوی عزیز الٰہی صاحب! احسن اللہ تعالیٰ الیکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

میں صبح دہلی میل سے مراد آباد اسٹیشن پر اُترا۔ سامان مسافر خانہ میں رکھا فجر کے کچھ بعد تک وہیں مسجد میں رہا اس کے بعد منشی فرید الدین سے معلومات حاصل کر کے اس ہوٹل میں پہنچا جہاں کانفرنس کے مہمان ہمارے رفقاء مقیم تھے۔ وہاں میں نے ایک صاحب کے ذمہ کیا کہ وہ آپ تک یہ اطلاع پہنچا دیں کہ میں حاضر ہو گیا ہوں اس کے بعد شوکت باغ بھی گیا جب آپ کو نہ دیکھا اور کوئی بات کسی سے آپ کے بارے میں معلوم بھی نہ ہوئی تو چچا صاحب زید مجدہم کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ وہاں حسنِ اتفاق سے چچا صاحب سے ہی مُلاقات ہو گئی۔ دریافت کرنے پر حادثہ فاجعہ[۱] کا علم ہوا۔ اِنّا للہِ

---

[۱] آپ کے بہنوئی اپنے دو بچوں کے ساتھ کراچی سے حیدر آباد سندھ جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے تھے۔ اُن کے دو بھائی اور آپ کی ہمشیرہ شدید طور پر مجروح ہوئیں۔

وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ــــــــــــ ایسے مواقع پر تعزیت میرے لئے مشکل ہوتی ہے لیکن مسنون بھی ہے اور ضروری بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن بندوں کے لئے دنیا سے اُٹھانے کی یہی شکل تجویز فرما رکھی تھی اور یہ حقیقت قطعاً ناقابلِ شک ہے کہ اس طرح اُن کو شہادت کا مقام دے کر خاص رحمت کے قابل بنانا طے فرما رکھا تھا اللہ تعالیٰ سب متعلقین اور اعزا کو خاصکر آپ کے والدین ماجدین کو اس وقت اس حقیقت پر یقین اور اس کا استحضار آسان فرمادے۔ إِنَّ فِي اللّٰهِ عزاءٌ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَدَرَكاً مِنْ كُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰهِ فَثِقُوْا وَإِيَّاهُ فَارْجُوا فَإِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ۔[1]

میں آج ہی پٹھان کوٹ ایکسپریس سے سہارن پور جا رہا ہوں وہاں سے دیوبند جانا ہوگا اور وہیں سے ۱۱ر اپریل کو صبح ۵-۶ دن کے سفر پر روانہ ہو جانے کا ارادہ ہے۔ لکھنؤ واپسی اِن شاء اللہ ۱۹ر ۲۰ر اپریل تک ہو سکے گی، اللہ تعالیٰ اس وقت آپ سب حضرات کو صبر و ثبات نصیب فرمائے اور پورا پورا اجر عطا فرمائے۔ اس وقت کا بہتر وظیفہ دعاءِ مغفرت اور استدعاءِ صبر ہی ہے۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۳۷

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۷ر ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ۔ ۲۱ر اپریل ۱۹۶۶ء

---

[1] ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں ہی ہر مصیبت سے تسلی ہے اور ہر فوت شدہ کا پانا ہے بس اللہ ہی پر بھروسہ اور اس سے ہی اُمید رکھو پس بلاشبہ مصیبت زدہ تو وہ ہے جو ثواب سے محروم ہوا۔

محب عزیز و مکرم احسن اللہ تعالیٰ الیکم و الیکم۔ سلام مسنون،

مجھے سہارنپور، دیوبند کے بعد دہلی اور پھر وہاں سے سورت اور پھر بمبئی جانا تھا لیکن آگے کا پروگرام ملتوی ہو گیا اور میں ۱۳ ہی کو لکھنؤ واپس آگیا، چونکہ ان دنوں میں میرے یہاں لکھنؤ موجود رہنے کی خاص ضرورت تھی اسلئے میں سیدھا یہاں ہی آگیا۔ اگر وہ خاص ضرورت سامنے نہ ہوتی تو میں حسن پور ہو کر آتا۔ قریباً ایک ہفتہ سے حفیظ وغیرہ کے باہر جانے کی امید امروز فردا کے طور پر چل رہی ہے۔ کچھ اہم کاموں کا یہ تقاضا ہے کہ وہ لوگ آئیں تو آئندہ کا نظام طے کرنے کے لئے میں یہاں موجود ہوں۔ خدا کرے وہ جلدی آجائیں تو پھر میرا ارادہ صرف تعزیت کی نیت سے حسن پور آنے کا ہے۔

مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ آپ کی بہن حسنیٰ اسلمہا سے کوثر کی والدہ وغیرہ واقف ہیں اور صرف واقف ہی نہیں بلکہ قلبی تعلق ہے۔ کیونکہ میں صرف آپ ہی کو جانتا تھا۔ جب میں نے گھر حادثہ کا ذکر کیا تو کچھ دیر کے لئے گھر میں گویا حادثے کی فضا ہو گئی۔ یہاں کی مصروفیات میں مولانا (علی میاں) سے ذکر کرنا بھی بھول گیا تھا۔ جب یہاں آیا تو وہ تھے بھی نہیں۔ لیکن کئی دن ہوئے رائے بریلی سے آچکے ہیں، اُن سے بھی کل ہی ذکر آیا وہ بھی بہت متاثر ہوئے۔ اس وقت صرف یہی عرض کرنا ہے کہ ان شاء اللہ اسی ہفتہ عشرہ میں، حسن پور حاضر ہوں گا۔ والدین ماجدین اور سب اہل خانہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ دعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج و طالب ہوں۔

والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۰

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۶ھ ۱۴ مئی ۱۹۶۶ء

محب عزیز و مکرم! زیدت معالیکم سلام و رحمت

میرے عریضہ کے جواب میں آپ کا محبت نامہ پہنچا قریباً ایک ہفتہ ہوچکا ہے میں آپ کو رسید تک نہ دے سکا۔ ہفتہ عشرہ سے ہیں سخت انفلنزا میں مبتلا کردیا گیا تھا، بلکہ ڈاکٹر حمید[۱] صاحب کو تو ٹائیفائڈ کا شبہ ہوگیا تھا اور اُنھوں نے علاج مرکب کیا۔ بخار تو تین چار دن ہی رہا لیکن ضعف ایسا ہوگیا جیسے مہینوں کی بیماری کے بعد ہوتا ہے آج اپنے کو اس لائق سمجھا کہ مختصر مختصر خطوط لکھ دیئے۔ بڑا قلق اس کا ہے کہ اس معذوری کی وجہ سے بہن کو وہ خط نہیں لکھا جاسکا۔ وہ خط حاضر دماغی کے ساتھ اور توجہ سے لکھنا چاہتا تھا آج تو ڈاک خانہ کی چھٹی ہے، اب اِن شاء اللہ کل ہی وہ خطوط حوالۂ ڈاک ہونگے جو آج لکھے ہیں۔ اِن شاء اللہ کل صبح حُسنیٰ کو خط لکھوں گا لیکن اس تاخیر کا بیحد قلق ہے اِن شاء اللہ اس ہفتہ اس قابل ہوجاؤں گا کہ حسن پور آسکوں۔ ممکن ہوا تو پہلے سے اطلاع دیدوں گا۔ دہلی بھی جانا چاہتا ہوں۔ کل گزشتہ دیوبند میں ایک مشاورتی مجلس تھی۔ مجھے تار سے بتلایا گیا تھا لیکن اپنے اس حال کی وجہ سے نہ جاسکا۔ اگر سفر کرسکتا تو اس سلسلہ میں حسن پور حاضر ہوجاتا۔

حفیظ سلمہٗ وغیرہ ۲۶ اپریل کو قبل مغرب آگئے تھے، حکومت نے اُن سے

---

[۱] ڈاکٹر عبدالحمید صاحب لکھنؤ کے مشہور و معروف معالج اور ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحبؒ کے اُستاد۔ آپ لکھنؤ میڈیکل کالج کے پروفیسر تھے ۱۲

مقدمہ اُٹھالیا، تفصیل ندائے مِلّت سے معلوم ہوگئی ہوگی۔ والدین ماجدین اور اہلیۂ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون ۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۳ مئی سنہ ۱۹۶۶ء

محب عزیز و مکرم! سلام ورحمت

اخلاص نامہ ابھی ملا۔ جی ہاں! میں یہاں سے سیدھا لکھنؤ آگیا تھا۔ حضرت شیخ (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا) مدظلہ کا والا نامہ بھی آج ہی ملا ہے۔

میں نے اپنے اس خط کی نقل کوثر سے اس ارادہ سے کرالی تھی کہ اسکو الفرقان میں دیدیا جائے گا۔ لیکن میں حسن پور میں آپ سے اس کو واپس لینا بھول گیا، خیال تھا کہ خط لکھ کر منگوا لوں گا لیکن ابھی تک یہ بھی نہ ہوسکا۔

دعوت میں شائع ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ بہتر ہے اس مہینہ کے الفرقان میں شاہ عبدالرحیم صاحبؒ سے متعلق قسط ضرور پڑھئے دعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج ہوں ۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۰

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ ۔ ۲ جون سنہ ۱۹۶۶ء

محبّی عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم، سلام و رحمت

اخلاص نامہ نے مسرور کیا۔ جی ہاں ۱۹، ۲۰، ۲۱؍جون کو دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ ہے۔ مجھے دہلی بھی جانا ہے، میں نے پروگرام یہ بنایا ہے کہ اِن شاء اللہ ۱۴؍جون منگل کا دن گزار کے شب میں یہاں سے سیدھا دہلی روانہ ہو جاؤں گا، بدھ نظام الدین میں گزاروں گا اور جمعرات کی صبح انشاء اللہ دہرہ دون ایکسپریس سے یا جمعرات کا دن بھی گذار کے رات کو جنتا سے سہارن پور کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ جمعہ کے دن سہارنپور قیام رہے گا۔ ہفتہ کو کسی وقت دیو بند جانا ہو گا۔

حفیظ کا ارادہ بھی سہارنپور جانے کا ہے ان کا پروگرام یہ ہے کہ وہ یہاں سے منگل کا دن گزار کے رات کو سنبھل کے لئے روانہ ہوں گے۔ بدھ جمعرات وہاں رہیں گے اور جمعرات کی شام کو مراد آباد آکر سیالدہ ایکسپریس سے سہارن پور جائیں گے۔ اور اس طرح شب میں اِن شاء اللہ سہارن پور پہنچ جائیں گے وہ جمعہ اور شنبہ کو سہارنپور رہیں گے اور وہاں سے سیدھے لکھنؤ واپس ہونگے۔

ہاں یہ بات ذکر سے رہ گئی کہ کل ہی حسنیٰ سلمہا کا خط مجھے ملا ہے۔ انشاء اللہ کل جواب لکھ سکوں گا۔ خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس حادثہ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُن کے تعلق میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ والدین ماجدین اور سب گھر والوں کو سلام مسنون۔

والحمد للہ علیٰ ذالک۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۴۱

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۶۶ء

محبِ عزیز و مکرم! سلام و رحمت

مجھے معلوم نہیں کہ کس اخبار میں میری مجروحیت کی خبر شائع ہوئی ہے۔ الحمد للہ میں محفوظ رہا اور بالکل محفوظ۔ حالانکہ میں خود نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں ایسا ہوا جبکہ اینٹوں کی بارش اوپر ہو رہی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو سب کچھ قدرت ہے فلہ الحمد والمنۃ۔ آج کے ندائے ملت میں کچھ لکھا ہے، نظر سے گذرے گا، آپ دہلی میں ہیں اسکو دعوت میں بھی شائع کرا دیجئے۔

میں نے مسلم صاحب کو آپ کے بارے میں ایک خط لکھا تھا انھوں نے مجھے تو جواب دیا نہیں شاید اس سلسلہ میں کچھ کیا ہو۔ میں چاہتا تھا کہ وہ قائد کو لکھ دیتے ــــ میں نے جو ندائے ملت کے بارے میں زحمت دینے کی بات کی تھی وہ آگے نہیں چلی ــــ یہ خط عصر اور مغرب کے درمیان لکھ رہا ہوں اگر صبح یاد رہ سکا تو تعویذ لکھ کے لفافہ میں بھیجدوں گا۔ یہاں کے افکار و مشاغل میں صرف وہی کام ہو جاتے ہیں جو مجھے مجبور کر کے اپنے میں مشغول کر لیتے ہیں۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۲

باسمہ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ ۱۶ ر شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۳۰ ر نومبر ۱۹۶۶ء

محبِ عزیز و مکرم! سلام مسنون

میسور کے دورے سے واپسی کے بعد ڈاک میں آپ کا اخلاص نامہ پڑھ سکا جو کچھ دیوبند میں ہوا اس کا تعلق دراصل مجلس (مشاورت) سے تو بالکل ہی نہیں جمعیۃ سے بھی زیادہ نہیں بلکہ ۹۰ فیصد سے بھی زیادہ دار العلوم کی سیاست سے ہے فالی اللہ المشتکی و ہو المستعان۔ دونوں بہنوں اور بچوں وغیرہ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اہتمام

دوام کی توفیق عطا فرمائے۔

اوائلِ دسمبر میں شاید دہلی آنا ہو ڈاکٹر صاحب کی طرف سے تاریخ کے بارے میں اطلاع کا انتظار ہے۔ دعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج و طالب ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۳

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

جودھپور ۔ ۳۰ مارچ ۱۹۶۷ء

محب عزیز و مکرم! زید مجدکم سلام مسنون

۲، ۳ اپریل کی مجلس عاملہ کی نشست میں شرکت کا میرا ارادہ نہیں تھا، صرف طبیعت ہی کا نہیں بلکہ میرے اندازے میں عقل کا فیصلہ بھی یہی تھا۔ کل روانہ ہوتے وقت مولانا علی میاں نے بھی فرمایا لیکن میں نے اس پر بھی آمادگی ظاہر نہیں کی اور کوئی فائدہ شرکت کا سمجھ میں نہیں آیا۔ یوں ڈاکٹر صاحب، مولانا ابو اللیث صاحب[۵] مفتی صاحب[۶] بھی پہلے فرما چکے تھے۔ سوائے مولانا علی میاں کے کسی پر میں نے شاید ظاہر نہیں کیا تھا کہ میرا

---

[۵] مولانا ابو اللیث صاحب اصلاحی ندوی چاند پٹی ضلع اعظم گڑھ کے رہنے والے تھے ۱۵ فروری ۱۹۱۳ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد توجہ حسین صاحب علاقہ کی معروف شخصیت تھے، آپ نے مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اور ندوہ میں تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ تک "اخبار مدینہ بجنور" سے وابستہ رہے۔ آپ کا اکولہ (مہاراشٹر) اور مدرسۃ الاصلاح سرائے میر میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ رہا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا حمید الدین صاحب فراحیؒ مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ اور (باقی صفحہ آئندہ پر)

ارادہ نہیں ہے اور شرکت کا اطمینان بھی کسی کو نہیں دلایا تھا۔ لیکن آپ نے بالکل آخری وقت میں جس خاص انداز سے کہا اُس کے غیر معمولی پن نے آپ کے اخلاص کے ساتھ مل کے مجھے بہت متاثر کیا۔ میں راستہ میں بھی سوچتا رہا — عقل یا طبیعت کا فیصلہ نہیں بدلا ہے لیکن آپ کے اخلاص سے متاثر ہو کر میں نے یہ طے کیا ہے کہ اِن شاء اللہ پرسوں یکم اپریل کو جودھپور میل سے روانہ ہو کر ۲ را پریل کی صبح ۶ ½ بجے دہلی پہنچوں گا۔ اُمید ہے کہ آپ کو یہ خط اِن شاء اللہ پرسوں یکم اپریل کو مل جائیگا۔ مولانا علی میاں یکم کی شام کو یا دو۲ کی صبح کو رائے پور سے دہلی پہنچیں گے آپ اُن کو بھی اطلاع دیدیں۔ میں اسٹیشن سے سیدھا مولانا کے پاس فراشخانہ ہی میں آجاؤں گا آپ اسٹیشن تشریف لاسکیں تو لے آئیں — یہاں کا میرا پروگرام ایک ہفتہ کا تھا، اتنی جلدی واپسی میرے لئے بھی اور یہاں کے احباب کے لئے بھی قلق کا باعث ہو گی۔ والسلام محمد منظور نعمانی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) مولانا سید سلیمان ندویؒ تھے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں مثلاً پس چہ باید کرد، بھارت کی تعمیر نو اور ہم تشکیل جماعتِ اسلامی ہند، کیوں اور کیسے وغیرہ وغیرہ اسکے علاوہ آپ کے متعدد خطبات اور مقالے مختلف جریدوں میں شائع ہوئے۔ آپ جماعتِ اسلامی ہند کے صدر ۱۹۴۸ء تا اکتوبر ۱۹۷۲ء اور اکتوبر ۱۹۸۱ء مارچ ۱۹۹۰ء تک رہے۔ جماعتِ اسلامی کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر اپنے آبائی گاؤں میں منتقل ہو گئے تقریباً ۴۰ سال تک جماعتِ اسلامی کی خدمت انجام دی۔ مولانا اصلاحی فقیر منش اور سادگی کا نمونہ تھے وہ صحیح معنوں میں عالمِ باعمل اور دُنیا کی جاہ وحشمت اور شان وشوکت سے دور تھے۔ حضرت مولانا تھانویؒ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے تقریباً ۷۰ سال کی عمر پا کر ۵ دسمبر ۱۹۹۰ء کو اپنے آبائی گاؤں چاندپٹی میں (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

مکتوب نمبر ۴۴

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۲۵؍جولائی ۱۹۶۷ء

محب عزیز و مکرم! زیدت الطافکم سلام ورحمت

آپ کے آموں کی رسید بھی اتنی دیر سے دے رہا ہوں ۔ سرگذشت بھی تھوڑی سی دلچسپ ہے ۔ ۱۵؍جولائی سنیچر کا دن تھا، ظہر کی نماز کے بعد چک منڈی حاجی بلڈنگ والے منشی ظل الرحمٰن صاحب آئے اور اُنھوں نے آپ کا کارڈ دکھایا جس میں بلٹیوں کی روانگی کی اطلاع تھی۔ میں نے بتایا کہ بھائی آج تو ڈاک سے رجسٹری آئی نہیں، رجسٹری والا پوسٹمین آچکا اور کل اتوار ہے۔ بھائی نقی صاحب کے یہاں کاندھلہ سے آم ریل ہی کے ذریعہ آئے تھے۔ اتفاق سے پانچویں چھٹے دن پہنچے، آدھے کے قریب تو یوں ہی خراب ہو گئے جو بظاہر خراب نہیں ہوئے تھے، اُن میں بھی اندرونی طور پر وہی خرابی آگئی ــــ یہ واقعہ دو ہی چار دن پہلے کا میرے علم میں تھا اسلئے میں نے منشی صاحب کو مشورہ دیا کہ آپ اس خط کے حوالے سے آم حاصل کرنے کی کوشش کر لیجئے اور اگر کامیاب ہو جائیں تو مجھے بھی راستہ بتا دیجئے ۔ ـــــــــ ۱۶؍جولائی اتوار کے دن ظہر کے وقت اُنھوں نے میرے پاس ایک فارم بھیجا کہ میں اس کی خانہ پُری کر کے اسٹیشن بھیجدوں، آم آچکے ہیں وہاں سے مل جائیں گے۔ چنانچہ حافظ سمیع اللہ صاحب کو میں نے بھیجا وہ بیچارے کسی طرح حاصل

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) رحلت کر گئے اور ۶؍دسمبر کو دفن ہوئے رجوالہ قومی آواز ۶؍دسمبر ۱۹۹۰ء

۵۲ مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی مرحوم بانی ندوۃ المصنفین دہلی۔

کرلائے۔ مغرب سے کچھ ہی پہلے وہ بکس گھر میں پہنچا۔ اتوار کے درس (قرآن) کے سلسلہ میں خواتین کی آمد مغرب کے قریب شروع ہو جاتی ہے میں نے جلدی جلدی اس کو کھولا۔ خدا کے فضل سے ہر آم اچھی حالت میں تھا اُسی وقت ایک حصّہ پانی میں بھگو کے بچوں کو دیدیا۔ عتیق حفیظ کے بچے بھی سب یہیں تھے۔ سب نے مع میرے آپ کی دعوت کھائی ــــــ مستورات کے آجانے کی وجہ سے مجھے گھر سے باہر رہنا ہوتا ہے۔...... اور درس کے بعد فوراً دہلی روانہ ہونا تھا، آپ کے آم کھانے کی وجہ سے اُس دِن کھانا بالکل نہیں کھایا۔ ۱۷ ر کو دہلی رہا ۱۸ ر کو سہارنپور ۱۹ ر کو واپسی ہوئی۔ راستہ ہی میں سخت نزلہ ہو گیا، گھر پہونچا تو کوثر اور اُن کی والدہ نے کئی ایک لنگڑے میرے لئے محفوظ رکھے تھے اُنھوں نے بتایا کہ سب نے کل اور پرسوں کھائے۔ بہرحال میرے آنے کے بعد بھی وہ کھائے گئے۔ ہدیہ بذاتِ خود عزیز تھا اور آپ کی نسبت سے عزیز تر جزاکم اللہ تعالیٰ و بارک لکم۔ مولانا علی میاں کے یہاں والے آم اُسی دن رائے بریلی بھجوا دیئے گئے۔ مولوی محمد میاں جانے والے تھے ــــ

ہاں! آپ کا رجسٹرڈ لفافہ ۱۹ ر کو میری واپسی کے بعد اس وقت مِلا جبکہ دوپہر کے کھانے کے بعد آپ کے آموں کی آخری قسط کھائی جا رہی تھی ــــ اُسی دن شام سے مجھے بخار ہو گیا۔ کل سے طبیعت الحمد للہ ٹھیک ہے۔ ڈاک کا کام آج ہاتھ میں لے سکا ہوں، اسلئے رسید اتنی دیر سے جا رہی ہے۔ دُعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج ہوں کوثر کی والدہ وغیرہ سب جون کے پورے مہینے سنبھل رہیں۔ اُنھیں یہ غلط فہمی تھی کہ آپ کی والدہ ماجدہ پاکستان سے واپس نہیں آئیں۔ آپ کے آموں کے سلسلہ میں جب تذکرہ آیا اور اُنھیں مجھ سے معلوم ہوا کہ آپ کی والدہ ماجدہ اور سب گھر والے حسن پور ہی

تو اُنھیں بہت زیادہ افسوس ہوا کہ اگر یہ غلط فہمی نہ ہوتی تو وہ اس موقع پر ضرور حسن پور جاتیں۔ والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۳ اگست ۱۹۶۷ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الینا والیکم۔ سلام مسنون

کل ہی ایک ملفوف خط لکھا ہے جس کے ذریعہ ایک زحمت دینی چاہی ہے غالباً مِلا ہوگا۔ آج آپ کا کارڈ مِلا آپ نے پورے اخلاص و محبت کے ساتھ ایک مشورہ دیا ہے میرا معاملہ یہ ہے کہ میں اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں سوچ سمجھ کے ایک فیصلہ کر چکا ہوں جب تک رائے میں تبدیلی نہ ہو اُس پر قائم رہنا چاہتا ہوں، غلطی اور بے راہ روی سے حفاظت کی اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں، آپ بھی دُعا فرمائیں۔ والسّلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۶

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ یکم ستمبر ۱۹۶۷ء

مُحبِّ عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون

آپ کے خطوط مِلتے رہے میرے جوابات مِلے ہونگے۔ بھائی عیاض صاحب نے اب تک کوئی اور کسی قسم کی اطلاع اس کے بارے میں نہیں دی تعجب ہے۔ میں اسی

وقت اُن کو خط لکھ رہا ہوں اُمید ہے کہ اُن کے جواب سے صورتِ حال معلوم ہو جائے گی۔ اب تو محمد یونس سلیم[۵] صاحب بھی تشریف لے آئے ہونگے۔ خط تو آج اُن کو بھی لکھ رہا ہوں لیکن جب تک عیاض صاحب کے جواب سے تازہ صورتِ حال معلوم نہ ہو اُن کو پچھلی سرگذشت ہی بتا سکوں گا۔

مجھے جودھپور کا ایک سفر درپیش ہے۔ پروگرام اس وقت تک یہ ہے کہ اِن شاءاللہ ۵ ستمبر منگل کی شب میں یہاں سے روانہ ہوکر ۶ ستمبر بدھ کی صبح دہلی پہنچوں گا۔ اور دِن میں دہلی قیام کرکے شب میں جودھپور میل سے روانہ ہوجاؤں گا۔ یہاں سے میل سے جانا ہوگا یا ایکسپریس سے یہ اطلاع بعد میں اِن شاءاللہ دے سکوں گا۔

آپ کے لئے معارف الحدیث چہارم اور (مولانا) وحید الدین[۶] خانصاحب کی کتاب ساتھ لانا یاد ہے، خدا کرے بھول نہ جاؤں۔

دعا کرتا ہوں اور دُعا کا محتاج ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

۵؎ ۔ محمد یونس سلیم صاحب وکیل حیدرآبادی سابق گورنر صوبہ بہار، سلیم صاحب کا اصل وطن موہنہ ضلع لکھنؤ ہے آپ کے آبا و اجداد ترکِ وطن کرکے حیدرآباد منتقل ہوگئے تھے۔ آپ میر نظام علی خاں صدیقی والی حیدرآباد دکن کی حکمرانی میں سرکاری وکیل رہے۔ بعد سقوطِ ریاست ملّی کاموں میں لگ گئے ۱۹۶۱ء میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ کی مساعی سے ملّی کنونشن ہوا تھا اس کے آپ رُوحِ رواں تھے۔ ہمیشہ ملّی اتحاد کے داعی رہے۔ اندرا گاندھی گورنمنٹ میں پہلے نائب وزیر ریلوے پھر نائب وزیر قانون مرکزی رہے بعدہٗ جنتا پارٹی میں شامل ہوگئے علماء و صلحاء سے ہمیشہ تعلق رہا۔ خصوصاً صاحبِ مکتوب مولانا نعمانی و مولانا علی میاں ندوی وغیرہ سے۔ اللہ نے دینی مزاج بخشا ہے ۱۲ ۶؎ ایڈیٹر الرسالہ دہلی

مکتوب نمبر ۴۷

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

از بمبئی ۔ ۲۸ ر ستمبر ۱۹۶۷ء

محب عزیز و مکرم! سلام مسنون

۲۷ ر ستمبر کو بمبئی سے مارشیس جانے والے ہوائی جہاز میں میں نے سیٹ بک کرائی تھی اور اس کیلئے ۲۳ ر کی شام کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر ۲۵ ر ستمبر کی صبح بمبئی پہنچنے کا پروگرام بنایا تھا۔ خیال تھا کہ دو دن پی فارم کی کارروائی کے لئے کافی ہوں گے، لیکن اللہ کی مشیئت جس ٹرین سے ۲۳ ر کو روانہ ہونا تھا وہ اس دن ۵ گھنٹے لیٹ ہو گئی جس کی وجہ سے ۲۵ ر کی صبح کے بجائے شام کو پہنچنا ہوا۔ اور جب اسٹیشن سے سیدھے ایر انڈیا کے دفتر پہنچے تو معلوم ہوا کہ ۲۷ ر والا ہوائی جہاز کل ۲۶ ر ہی کو جا رہا ہے۔ اتنی جلدی پی فارم کا کوئی امکان نہ تھا الغرض اس سے روانگی نہ ہو سکی۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا تھا کہ جانے کا پروگرام جب طے کیا جائے جب پی فارم ہاتھ میں آ جائے اور اس کا حاصل ہونا بہت ہی مشکوک کام ہے۔ بہرحال پی فارم تو کل مل گیا لیکن اب مارشیس کو کوئی جہاز جلد ہی جانے والا نہیں ہے۔ دوسرے راستوں سے جانے میں زحمت بھی بہت ہے اور مصارف بھی بہت۔ اگر دوسرے راستے سے جانے کا فیصلہ کیا تو یکم اکتوبر کو روانہ ہو سکوں گا۔ بمبئی میں حضرت مولانا کی خدمت میں قیام ہے اسلئے الحمد للہ خسارہ نہیں ہے بلکہ شاید اللہ تعالیٰ نے اسی لئے روکا ہے۔

ایک زحمت اور دینا چاہتا ہوں، آپ نے ذکر کیا تھا کہ عرب کے ریلیف فنڈ کے سلسلے میں جو رقوم زیدی[1] صاحب کے نام جاتی تھیں اُن کی وصولی اور حساب کتاب کا کام ریڈ مینس

---

[1] کرنل بشیر حسین صاحب زیدی سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۔ ۱۲

کے دفتر میں تھا۔ بنگال سے ایک مدرسہ کے مولوی صاحب کا خط مجھے اس سفر پر روانگی سے پہلے لکھنؤ میں ملا تھا کہ ندائے ملت میں اپیل پڑھ کر ہم نے دس روپیہ بھیجے تھے اس کی رسید نہیں آئی۔ پھر اس پتہ پر خط بھی لکھا کوئی جواب نہیں ملا ۔ میں نے اُن صاحب کو اُس وقت کارڈ لکھ دیا تھا لیکن ریڈینس کے دفتر میں جن صاحب سے متعلق یہ کام رہا ہو اُن سے اس کا تذکرہ کر دیجئے، میرا خیال ہے کہ اس رقم کی رسید تو ضرور بھیجی گئی ہو گی، اُن صاحب کو پہنچی نہ ہوگی۔ بہر حال ان کو ایک خط تو لکھا ہی دیا جائے۔ خدا کرے مزاج ہر طرح بعافیت ہو۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۸

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

فندق شبرا مکہ مکرمہ (سعودی عربیہ) ۱۲ رجب ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۶ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم، سلام مسنون

میں نے غالباً بمبئی کے بعد آپ کو کوئی خط نہیں لکھا۔ مختصر روداد یہ ہے کہ یکم اکتوبر کو میں بمبئی سے مورشیس کے لئے روانہ ہو سکا۔ ۳½ گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ عدن اُترا۔ ایک گھنٹہ کے قریب وہاں ٹھہر کر پھر نیروبی کے لئے پرواز شروع کی اور ۲¼ گھنٹے کے بعد نیروبی اُترا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے یہ کینیا کا دارالحکومت ہے یہاں ۲۴ گھنٹے کے لئے صرف اسلئے ٹھہرنا پڑا کہ مورشش کے لئے جہاز یہاں سے اگلے دن ملنے والا تھا۔ یہ عدن سے قریباً ۱۱۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور عدن بمبئی سے قریباً ۱۹۰۰ میل ہے ۔ اگرچہ بمبئی کے دوستوں نے نیروبی کے ایک

صاحب کو تار سے اطلاع دیدی تھی لیکن سوءِ اتفاق کہ وہ صاحب یورپ گئے ہوئے تھے اس لئے نیروبی میں میری آمد کی کسی کو اطلاع نہیں ہوسکی ایر انڈیا نے میرے قیام کا انتظام ایک ہوٹل میں کیا تھا جو بالکل یورپین ہوٹل تھا۔ کوئی آدمی وہاں میری بات سمجھنے والا نہیں تھا، "زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم" (میرے دوست کی زبان ترکی ہے اور میں ترکی نہیں جانتا۔) لیکن بالکل زحمت نہیں ہوئی یورپ والوں کے اخلاق کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اگلے دن ۱۲ ۱/۲ بجے وہاں سے بی او سی (B . O . C) کے طیارے میں مورشیس کے لئے روانگی ہوئی جس نے ۳ ۱/۲ گھنٹہ کی پرواز کے بعد مورشیس کے ہوائی اڈہ پر اُتار دیا۔۔۔ احباب کی ایک بڑی تعداد آئی ہوئی تھی۔ مورشیس ایک جزیرہ ہے سات سو میل سے کچھ زیادہ کا رقبہ ہے۔ آبادی کل ۷ ۱/۲ لاکھ کے قریب ہے جس میں سوا لاکھ کے قریب مسلمان بھی ہیں جو عموماً ہندوستانی النسل ہیں۔ دارالحکومت پورٹ لوئی جہاں مجھے جانا تھا ہوائی اڈے سے قریباً چالیس میل کے فاصلہ پر ہے عصر و مغرب کے نمازیں راستے میں ادا کیں اور مغرب و عشاء کے درمیان پورٹ لوئی آئے۔ یہ ۲ر اکتوبر تھی اور اتوار کا دن تھا۔ پورے دس دن یہاں قیام رہا۔ مورشیس برطانیہ کے زیر اقتدار ہے لیکن آزادی کا فیصلہ ہوچکا ہے اور حال ہی میں الیکشن کے ذریعہ وہ پارلیمنٹ بھی منتخب ہوچکی ہے جو اختیارات اپنے ہاتھ میں لے گی گویا وہ دور ہے جو ہمارے ہاں ۱۹۴۶ء کے الیکشن کے بعد کا تھا۔ دوستوں نے پروگرام اس طرح بنایا کہ ملک کا کوئی شہر اور کوئی اہم بستی نہیں چھوڑی جہاں میرا پروگرام نہ رکھا ہو۔۔۔ الحمدللہ صحت نے بھی ساتھ دیا، روزانہ تین تین چار چار تقریریں اوسطاً کرنی پڑیں تقریروں کا موضوع بس دینی، اصلاحی رہا۔

چونکہ ۱۸ ر اکتوبر سے یہاں رابطہ کا جلسہ تھا اسلئے مورشس میں دس دن قیام کرنے کے بعد ری یونین اور نیروبی کے لئے وقت بہت ہی کم رہ گیا۔ ۱۲ر اکتوبر کو ری یونین آیا۔ یہ فرانس کا مقبوضہ ہے گویا اس کا ایک جزء ہے۔ یہاں صرف پچاس گھنٹے قیام رہ سکا اور اسی طرح مصروف۔ یہاں سے ۱۴ر اکتوبر کو نیروبی کے لئے روانگی ہوئی۔ اس مرتبہ وہاں اطلاع تھی۔ قیام ۲۴ گھنٹہ سے بھی کم تھا۔ صرف ایک تقریر ہو سکی۔ ۱۵ر اکتوبر کو اول وقت عصر پڑھ کے جدّہ کے لئے روانگی ہوئی اور طیارہ ایسے وقت مطار پر اترا کہ حرمِ پاک میں عشاء کی اذان ہو رہی تھی۔ رات کو جدّہ ہی میں قیام کا فیصلہ کیا۔ اور ۱۶ر اکتوبر دوشنبہ کی صبح وہاں سے مکہ معظمہ حاضری ہوئی، عمرہ ادا کیا۔ مولانا علی میاں طائف تشریف لے گئے تھے عشاء کے بعد وہاں سے تشریف لائے اور مصافحہ اور معانقہ کے بعد پہلا جملہ یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ میں آپ سے ملاقات کر رہا ہوں ورنہ ہم ابھی ایسے حادثے سے دوچار ہو گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر حفاظت نہ فرماتا تو تم حرم میں میری نمازِ جنازہ پڑھتے۔ پھر تفصیل یہ بتائی کہ طائف سے آتے ہوئے مغرب سے کچھ پہلے جب مکہ مکرمہ ۲۶، ۲۷ کلومیٹر رہ گیا، اچانک ہماری موٹر سڑک پر پھسل گئی اور سڑک کے کنارے کی طرف تیزی سے جانے لگی۔ ڈرائیور نے زور سے اس کو موڑنا چاہا وہ اُلٹ گئی اور مشین چونکہ چلتی رہی اور ڈرائیور بیچارہ بالکل بے قابو ہو گیا اسلئے موٹر نے کئی پلٹیں کھائیں۔ پھر وہ خود ہی رُکی تو مولوی محمد میاں[۱] سلمہٗ نے کسی طرح کھڑکی کھولی

---

[۱] مولانا محمد الحسنی عرف محمد میاں ابن مولانا ڈاکٹر سید عبد العلی صاحبؒ آپ عربی اور اُردو کے بلند پایہ ادیب اور انشا پرداز کی حیثیت سے ممتاز و معروف تھے۔ ماہنامہ البعث الاسلامی (مسلسل)

مولانا اور وہ باہر نکل سکے۔ موٹر بالکل اُلٹی پڑی تھی یعنی چھت زمین پر اور پہیئے اوپر آسمان کی جانب لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ دونوں بالکل صحیح و سالم۔ اللہ تعالیٰ کو ابھی اور کام لینا تھا ورنہ بچنے کی کوئی صورت بظاہر نہ تھی۔ ہمارے مرحوم ارشد صاحب[۱] اسی طرح کے حادثہ میں بحالتِ احرام شہید ہوئے تھے۔ مولانا بھی احرام کی حالت میں تھے۔ کچھ معمولی سی چوٹ پسلیوں پر آئی۔ ٹوٹ پھوٹ کچھ نہیں۔ کل سے رابطہ کا اجلاس شروع ہو گیا اس میں شرکت بھی فرمائی ــ

ایک بڑا اشرف اللہ تعالیٰ نے اس مرتبہ یہ حاصل کرایا ہے کہ مقامِ ابراہیم جس حجرے میں بند رہتا تھا جس کی کوئی زیارت کسی طرح بھی نہیں کر سکتا تھا۔ رابطہ کی دو سال پہلے کی ایک تجویز کے مطابق اب وہ حجرہ ختم کر دیا گیا ہے اور مقامِ ابراہیم کو اسی جگہ پر باقی رکھتے ہوئے ایک بلّوری ستون اس کے اوپر قائم کیا جا رہا ہے۔ اس وقت تیزی سے وہ کام ہو رہا ہے۔ اس تعمیری کام کے مہتمم ہمارے ایک خاص عنایت فرما بڑے

(مسلسل) کے مدیر اور متعدد قیمتی کتابوں کے مصنف تھے آپ کی تالیفات میں سیرت مولانا محمد علی مونگیریؒ۔ تذکرہ شاہ علم اللہ رائے بریلویؒ، روداد چمن اور الاسلام الممتحن مشہور ہیں۔ ان تصانیف کے علاوہ مولانا علی میاں زید مجدہم کی متعدد تصانیف کے اُردو میں ترجمے کئے جن میں السیرۃ النبویہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اُردو ترجمہ نبیِ رحمت ہے۔ ۱۴ جون ۱۹۷۹ء کو وصال ہوا۔ وفات کے وقت عمر ۴۴ سال تھی۔ بحوالہ ماہنامہ الفرقان اور کاروانِ زندگی۔ ۱۲

[۱] حاجی ارشد صاحب شہید۔ آپ صوبہ سرحد پاکستان کے رہنے والے تھے اور پاکستان کے مشہور انجنیر تھے۔ تبلیغی جماعت کے سرگرم رُکن بھی تھے۔ صوبہ سرحد میں جب پہلا تبلیغی گشت ہوا تو اسی وقت سے وہاں اس کام کی بنیاد پڑ گئی۔ اگلے ہی مہینے اپریل ۴۴ء میں ارشد صاحب مولانا محمد الیاس صاحب (مسلسل)

"صالح اور مومن" صالح قزاز، صاحب ہیں۔ انھوں نے کل خود بلایا تاکہ مقام ابراہیم کی ہم خود زیارت کرلیں۔ بلوری ستون کے لگ جانے کے بعد یہ امکان پھر ہو جائیگا۔ الحمد للہ کل اس کو آنکھوں سے دیکھا اور ہاتھوں کو اس سے مشرف کیا فالحمد للہ فالحمد للہ ولہ الشکر۔ الحمد للہ آپ برابر یاد رہتے ہیں اور آپ کے اخلاص کا حق ادا کرنے کی ضرور کوشش کرتا ہوں۔

مولانا (علی میاں) سلام فرماتے ہیں مفتی صاحب، صدیقی صاحب[۱] مسلم صاحب مولانا ابو اللیث صاحب، سوز صاحب[۲] کو بشرط یاد و سہولت سلام مسنون۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کی خدمت میں مستقل عریضہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ اگر بالفرض

(مسلسل) کی خدمت میں دہلی نظام الدین حاضر ہوئے۔ تبلیغی کام سے ایسا گہرا اور پائدار تعلق ہوا کہ آپ نے پشاور، کلکتہ، جاپان اور حجاز میں اس کو بڑے سلیقہ سے انجام دیا۔ جاپان میں تو آپ کے ہاتھوں قبولِ اسلام کا دروازہ کھل گیا اور حجاز میں اس کام سے وسیع تعارف اور خواص کا رجوع ہوا۔

اسی سلسلہ میں امریکہ بھی گئے۔ حکومت سعودیہ نے آٹو میٹک ٹیلیفون کی اسکیم منظور کی تو اس کے انچارج اور افسرِ اعلیٰ کی حیثیت سے آپ کا انتخاب کیا۔ ۱۴ شعبان ۱۳۸۳ھ کو مدینہ طیبہ سے پندرہویں کا روزہ رکھ کر روانہ ہوئے۔ جدہ کے قریب موٹر کو حادثہ پیش آیا جس میں روزہ و احرام کی حالت میں جاں بحق ہوئے۔ جنت المعلیٰ میں حضرت حاجی امداد اللہؒ اور حضرت مولانا رحمت اللہؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ (ماخوذ از کاروانِ زندگی)

[۱] محمد یوسف صاحب صدیقی سابق منشی والی ٹونک۔ اوّل مدیر ہفت روزہ انگریزی ریڈینس

[۲] انوار علی خاں صاحب سوز سابق پروفیسر انگریزی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سابق ایڈیٹر الانصاف،

نظام الدین حاضری ہو تو مولانا (علی میاں) پر اللہ تعالیٰ کا جو کرم ہوا اس کا ذکر کر دیجیے گا اور ہم دونوں کے لئے دعا کی درخواست، ابھی واپسی کے بارے میں کوئی صحیح اندازہ نہیں۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۹

۸۶ء

ازمکہ مکرمہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۶۷ء

محبی عزیز مکرم! السلام مسنون

نہایت تنگ وقت میں یہ سطریں لکھا رہا ہوں، رابطہ کے اجلاسوں کا سلسلہ کل ختم ہوا ہے۔ آج اسی وقت انشاء اللہ مدینہ طیبہ روانگی ہے۔ ۸؍نومبر کے سعودی طیارے سے بمبئی واپسی کا پروگرام ہے۔ ۹؍کو انشاء اللہ بمبئی رہوں گا۔ اُمید کہ ۱۰؍کو کسی وقت دہلی پہنچ جاؤں گا اور آپ کو خود اطلاع دیدوں گا۔ بمبئی سے دہلی کے طیارے کا وقت مجھے معلوم نہیں ہے۔ الحمد للہ آپ کو دعاؤں میں شریک رکھنے کا اہتمام اکثر و بیشتر نصیب رہا۔ والسلام

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۵۰

باسمہ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۷؍رمضان المبارک ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۰؍دسمبر ۱۹۶۷ء

محب عزیز و مکرم! زید مجدکم۔ سلام مسنون

اخلاص نامہ مورخہ ۹؍رمضان موصول ہو گیا تھا۔ تاخیر جواب کے لئے معذرت خواہ ہوں حضرت رحمۃ اللہ علیہ (حضرت شاہ وصی اللہ رح) کا سانحۂ وفات سب تعلق رکھنے والوں

کے لئے بہت ہی غیر معمولی حادثہ ہوا ہے۔ اپنی خاص نوعیت کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ حضرت کے درجے بلند فرمائے اور فیوض کا سلسلہ جاری رکھے اور ہم آپ کو قدر و استفادہ کی توفیق دے ـــ ۲۱ر نومبر کی صبح کو ہوائی اڈہ سے سیدھے فراشخانہ پہونچے۔ بمبئی سے واضح میاں[۱] کو تار دیدیا تھا۔ مولوی محمود صاحب ہوائی اڈے پر آگئے تھے۔ وہاں چائے پی کر مفتی (عتیق الرحمٰن عثمانی) صاحب کے یہاں آئے اور میں نے ریڈنیس کے دفتر کو فون کر کے آپ کے بارے میں دریافت کیا معلوم ہوا آپ نہیں ہیں۔

آپ کے لئے دُعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگتا ہوں کہ آپ کے حق کے مطابق دعا نصیب ہو۔ اور خود دعا کا بے حد محتاج ہوں۔

محض خیال ہے کہ شاید آجکل آپ حسن پور ہوں اسلئے یہ خط حسن پور ہی کے پتہ پر روانہ کر رہا ہوں۔ والدین ماجدین اور سب گھر والوں کی خدمت میں سلام مسنون سب سے دعاؤں کا طالب ہوں۔ قلم کی بات یاد رہ گئی تھی اب دورانِ ملاقات پیش کیا جائے گا۔

والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲ر شوال ۱۳۸۷ھ

محب عزیز و مکرم! وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ

۱۸ر رمضان کا مرقومہ اخلاص نامہ مل گیا تھا۔ جس وقت پڑھا تھا کہ جلدی جواب لکھونگا۔

---

[۱] مولانا محمد واضح حسنی ندوی استاد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ آپ مولانا علی میاں صاحب کے خواہر زادے ہیں۔ ۱۲

لیکن عام ڈاک کے ساتھ رکھ دیا اور پھر بات ذہن سے اتر گئی۔

آپ نے لکھا ہے کہ ندائے ملت میں شائع شدہ خط پڑھ کے پہلی والی کیفیت عود کر آئی۔ میرے نزدیک تو کسی تشویش کی کوئی وجہ اور کوئی جگہ نہیں۔ ان باتوں کا کسی کی منزلت اور مقبولیت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ عشاق کے ساتھ جو چاہتے ہیں معاملہ فرماتے ہیں جانے کتنے مقبولین ہیں جن کی لاشیں چیلوں اور کوؤں کی غذا بنیں یا گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندی گئیں۔ حضرت حمزہؓ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس نے اُن کا درجہ اور زیادہ بڑھا دیا۔ ہمارے علم، سوچ فکر اور خیال کی دُنیا بہت محدود ہے وَمَآ اُوْتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيلًا [1]

حضرت عثمانؓ کے بارے میں یہ تو معلوم ہوگا کہ اُنھیں بقیع کے اندر دفن نہیں کیا جاسکا تھا۔ اور جس طرح اُن کی تدفین عمل میں آئی تھی اُسے یاد کرکے آج بھی دل روتا ہے۔ اخیر عشرہ میں مولانا علی میاں تین دن کے لئے سہارن پور گئے۔ حضرت شیخ (شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا) کے پاس مکہ معظمہ سے مولانا عبید اللہ [2] صاحب کا خط آیا ہوا تھا، اس میں اُنھوں نے لکھا تھا کہ حضرت کے قریب ترین رفیقوں سے یہ بات معلوم ہوئی

---

[1] ترجمہ :- اور تم کو بہت تھوڑا علم دیا گیا۔

[2] مولانا عبید اللہ صاحب بلیاویؒ آپ تبلیغی مرکز نظام الدین کے اُن اہم لوگوں میں تھے جو دعوت و تبلیغ کے ساتھ علم و مطالعہ کا گہرا ذوق رکھتے تھے جسکا اندازہ اس وقت خاص طور سے ہوتا جب آپ علماء کرام سے خطاب فرماتے۔ مولانا بنگلہ والی مسجد کے مدرسہ کاشف العلوم کے اہم ترین اساتذہ میں تھے اور دعوتِ تبلیغ کے ساتھ اخیر عمر تک تفسیر، حدیث و فقہ کے درس میں مشغول رہے۔ آپ ایک صاحبِ نظر محقق کی طرح درس دیتے تھے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ ہی کے زمانہ سے جبکہ آپ مظاہر علوم میں طالب علم تھے دعوت و تبلیغ سے تعلق ہوگیا تھا حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی آپ پر خصوصی توجہ تھی۔ دین کی ترویج و اشاعت کے لئے باہر ملکوں کا بھی سفر کیا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ مہاجر مدینہ کے خلیفہ مجاز تھے ۸ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء کو وصال ہوا۔ بحوالہ تعمیر حیات لکھنؤ

کہ جب حضرت (شاہ وصی اللہ رح) کے تابوت کو سمندر میں چھوڑا گیا تو اگرچہ اس کا انتظام کر دیا جاتا ہے کہ لاش اوپر نہ تیرے نیچے بیٹھ جائے لیکن حضرت رح کی لاش اس انتظام کے باوجود نہیں ڈوبی اور یہ دیکھا گیا کہ بہت تیزی کے ساتھ تیرتی ہوئی ساحل کی طرف گئی —— میں نے یہ بات صرف آپ کے لئے لکھ دی ہے دوسروں سے ذکر کرنے کے لائق نہیں ہے۔ حضرت شیخ نے یہ خط مولانا علی میاں کو رازدارانہ طور پر دکھایا تھا بظاہر اس سلسلہ کی تفصیلات اب حضرت کے رفقاء کی واپسی ہی پر علم میں آسکیں گی۔ آپ کے لئے آپ کے سب گھر والوں کے لئے خاص کر عزیزہ ..... کے عقد کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں اور خود دعاؤں کا محتاج اور امیدوار ہوں ممکن ہے ہفتہ عشرہ میں دہلی آنا ہو۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵۲

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۰ ر ستمبر ۱۹۶۸ء

محبیّ عزیز مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ
گذشتہ ہفتہ عشرہ میں بار بار یہ خیال آیا کہ بہت مدت سے آپ کا حال معلوم نہیں ہوا۔ جی ہاں! اس مدت میں کئی دفعہ دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ آپ کے بارے میں دریافت کرنے پر یہی معلوم ہوا کہ باہر دورے پر ہیں —— کل اخلاص نامہ مورخہ ۱۰ ر جمادی الثانیہ موصول ہوا، ابھی تو غالباً ہفتہ دو ہفتہ کے بعد آپ حسن پور پہونچ سکیں گے تاہم میں نے یہی مناسب سمجھا کہ آپکو ابھی خط لکھ دوں۔ الحمد للہ عافیت نصیب ہے —— اکتوبر میں رابطہ کا جلسہ ہے۔ دعوت نامہ اور ٹکٹ وغیرہ آچکا ہے لیکن یہاں کچھ ایسے کام ہیں کہ جانا مشکوک ہے ——

والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست نیز اہلیہ محترمہ کو سلام ودعا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

دعاؤں کا محتاج وطالب اور دعا گو محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ - یکم جولائی ۱۹۶۹ء

محب اللہ عزیز مکرم! زیدت حسنا تکم، سلام ورحمت

اخلاص نامہ مورخہ ۵ ربیع الثانی وقت پر موصول ہوگیا تھا، جواب میں تاخیر ہوئی معذرت خواہ ہوں۔ آپ نے خود بھی دعاؤں کا اہتمام فرمایا دوسرے حضرات سے بھی دعا کے لئے عرض کیا، اس کی بہتر سے بہتر جزا اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائیگا ـــــــ

جب آپ لکھنؤ تشریف لائے تھے تو آپ نے مشورہ دیا تھا کہ اُن کو اسپتال داخل کرکے میڈیکل چیک اَپ کرایا جائے۔ خیال تو اُسی وقت سے تھا۔ لیکن فیصلہ کچھ دنوں کے بعد کیا گیا۔ اسی نیت سے بلرام پور اسپتال کے سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر ایس متّرا کو پہلے گھر پر دکھا کے اُن کا علاج شروع کیا گیا۔ اُنھوں نے ہمدردی اور فکرمندی سے علاج شروع کیا۔ پھر مئی کے آخر ہفتہ میں اُنھیں داخل بھی کردیا گیا۔ ایک مہینہ وہاں رہنا ہوا۔ بہت سے امتحانات وغیرہ ہوئے جن کے نتیجہ میں یہ بتایا گیا کہ جگر، تلّی اور گردوں میں کافی خرابی آگئی ہے اور بائیں پھیپھڑے میں پانی ہے۔ اسپتال کے دورانِ قیام میں دو دفعہ پانی نکالا بھی گیا اخیر میں معالج وڈاکٹروں نے کہا کہ اب یہی علاج چلے گا اور کئی مہینے چلے گا اور یہ گھر پر بھی جاری رہ سکتا ہے۔ چنانچہ ۲۳ جون کو وہ گھر پر آگئیں علاج وہی جاری ہے۔ یہاں آکر کچھ ضعف میں زیادتی ہوگئی۔ مرض بہرحال سنگین بتایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ اصل سہارا اسی کے فضل کا ہے اسلئے دُعا کا اہتمام دوا سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ حقیقتِ دعا نصیب فرمائے اور اپنے فضل وکرم سے اُن کو صحت و عافیت عطاء فرمائے۔ خود بھی دُعاؤں کا بے حد محتاج ہوں۔ آپ کے اخلاص ومحبت سے میں پہلے سے بھی متاثر تھا اس خط نے

اور اضافہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے خاص الطاف سے نوازے۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۱ر جولائی ۱۹۶۹ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔ سلام ورحمت

پرسوں ۹ر جولائی کو ۱۲ بجے کے قریب اخلاص نامہ ملا جسمیں آموں کی ترسیل اور مرکز کے پتہ پر بھائی بادشاہ علی کے نام بلٹی اور کارڈ روانہ کرنے کی اطلاع تھی۔ میں نے مولوی سلیم[۵] صاحب سے دریافت کیا کہ آج یا کل بھائی بادشاہ علی کے نام کوئی خط تو یہاں نہیں آیا؟ اُنھوں نے کہا ابھی تو نہیں آیا، پھر ظہر کے بعد احتیاطاً صوفی انعام اللہ[۵۲] صاحب سے پوچھا جو یہاں کے تبلیغی کام اور اس سلسلہ کی ڈاک کے گویا انچارج ہیں۔ اُنھوں نے بتایا کہ ہاں کل دو خط بھائی بادشاہ علی کے نام آئے تھے۔ کیونکہ وہ کل سے آئے نہیں ہیں، اسلئے وہ میرے ہی پاس رکھے ہیں۔ میں نے اسی وقت اُن کو اُن سے نکلوایا۔ ایک بلٹی کا لفافہ تھا اور دوسرا آپ کا اطلاعی کارڈ بھائی بادشاہ علی کا تلاش کرنا

---

[۵] مولوی سلیم صاحب سلطانپوری لکھنؤ میں کچہری روڈ پر تبلیغی مرکز والی مسجد ہے مولوی سلیم صاحب قریبًا ۳۰ سال سے اس مسجد کے ناظر و نگراں اور تمام خدمتوں کے ذمہ دار کی حیثیت سے مقیم تھے۔ حضرت بلال رضؓ کی طرح وہی موذّن بھی تھے اور کچھ عرصہ سے اکثر اوقات امامت بھی وہی کرتے تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ سے بیعت تھے۔ تہجد، ذکر، تلاوت اور معمولات کے بیحد پابند تھے۔ معاملات کے بھی بڑے صاف تھے۔ محلہ کے بچے بچیاں آپ سے قرآن شریف پڑھنے کے لئے مسجد آتے اور بعض گھروں پر جاکر پڑھاتے۔ مرکز کے (مسلسل)

اس وقت مشکل تھا۔ میں نے ایک صاحب کے سپرد کیا کہ وہ چار باغ سے وصول کرنے کی کوشش کریں۔ وہ مرکز سے روانہ ہوئے۔ امین آباد میں بھائی عبدالوحید وعبدالسلام کی دوکان پر اُنھیں بھائی بادشاہ علی نظر آگئے۔ اُنھوں نے وہ لفافہ اور کارڈ اُن کے سپرد کردیئے اور وہ خود ہی چار باغ سے لے آئے ——

اور آپ کی تحریر کے مطابق اُنھوں نے اچھی خاصی مقدار میرے یہاں بھی بھیجی اور غالباً ان سب حضرات کو حصہ پہنچادیا جن کے لئے آپ نے لکھا تھا اور آپ نے خوب آدمی منتخب کیا۔ یقیناً اُنھوں نے ثواب کی نیت سے یہ سب کیا ہوگا —— وہ خوب بنے ہیں یہاں وہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔ آپ کی خوشی کے لئے لکھنا مناسب سمجھتا ہوں۔ پرسوں اتفاق سے میرا روزہ تھا۔ آپ کا تحفہ مغرب سے کچھ ہی پہلے گھر میں آیا۔ میں نے ارادہ کے ساتھ اسی میں سے ایک آم لے کر روزہ افطار کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس مخلصانہ ہدیہ کو پوری طرح قبول فرمائے اور باغ میں اور ہر چیز میں اپنی شانِ عالی کے مطابق برکت عطا فرمائے اور آخرت میں بیش از بیش۔ عزیزہ میناخانم فاطمہ کے معاملہ میں دعا کی ہے اور ان شاء اللہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق اور رشتے کو دوسرے فریق کی اصلاح کا ہی ذریعہ بنائے اس کی نیت ضرور کیجئے اور اسی نیت سے تعلق بڑھانے کی کوشش کیجئے اور خلافِ طبیعت چیزیں پیش آئیں تو اسی نیت سے جھیلئے اللہ تعالیٰ

(مسلسل) اس قیام سے پہلے اتنی ہی مدت انھیں صفات وخصوصیات اور اشغال واعمال کے ساتھ ان کا قیام مرکز سے قریب والی اس مسجد میں رہا جو محمد علی لین میں مولانا ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ کے مکان کے قریب واقع ہے۔ اس طرح پورے ساٹھ سال مرحوم نے ان دونوں مسجدوں کے حجرے میں گذارے۔ ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۸۱ء کی درمیانی شب میں وصال ہوا۔ (بحوالہ ماہنامہ الفرقان لکھنؤ)

؂ صوفی انعام اللہ صاحب تبلیغی جماعت کے سابق کارکن تھے ۱۲

ضرور فضل فرمائیں گے۔ کوثر کی والدہ کی طبیعت الحمد للہ قابلِ اطمینان حد تک بہتر ہو چکی ہے۔ کل ڈاکٹر عبد الحمید صاحب نے خود دیکھا اور بتایا کہ پھیپھڑے کا پانی خشک ہو رہا ہے بہت تھوڑا سا رہ گیا ہے وہ ان شاء اللہ دوا سے ہی خشک ہو جائیگا۔ والدین ماجدین اور اپنی اہلیہ مکرمہ اور عزیز بہنوں کو میرا سلام پہنچا دیجئے۔ مولانا علی میاں کی ابھی تک واپسی نہیں ہوئی ہے۔ پرسوں لندن سے تار آیا ہے کہ ۱۲؍ جولائی یعنی کل آئندہ وہ بمبئی پہنچیں گے۔ والسلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵۵

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۱؍ اگست ۱۹۶۹ء

محبِّ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا ۔ وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ اخلاص نامہ مورخہ ۷؍ اگست غالباً ۸ ہی کو پہونچ گیا تھا لیکن مجھے آج ہی ملا ہے۔ گھر میں الحمد للہ طبیعت بہتر ہے، لیکن جسم میں خون کی پیداوار بہت ہی نامحسوس ہے اسلئے قوت میں اضافہ محسوس نہیں ہو رہا ابھی تک نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ۔

جی ہاں! میری داخلی کیفیات کے بارے میں آپ کا اندازہ صحیح ہے اور کوئی جگہ بھی نہیں جہاں آدمی غسل کے لئے جائے ۔ قریباً ایک ہفتہ سے نزلہ اور بخار کا سلسلہ چل رہا تھا۔ کل سے ٹمپریچر نہیں ہے۔ میرا آج ۱۱؍ اگست کا پروگرام دیوبند کا تھا۔ لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے نہیں جا سکا۔ اب یہ سوچ رہا ہوں کہ کل شب میں یہاں سے دہرہ دون سے جاؤں اور پرسوں دن رات بھی وہیں گذاروں اور جمعرات کی صبح وہیں سے چل کر ۱۱ بجے کے قریب دہلی پہنچوں ۔ اور اسی دن شام کو جودھپور میل سے جودھپور کے لئے روانہ ہو جاؤں۔ کئی مہینے سے جانے کے لئے سوچ رہا تھا۔ گھر کی علالت کی وجہ سے جانا

نہیں ہو سکا صرف ۴، ۶ دن کے لئے جانے کا ارادہ ہے۔ اِن شاء اللہ دہلی میں آپ سے ملاقات ہوگی ___ حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہٗ پر وہ حضرات لکھ چکے ہیں جن کا زیادہ حق تھا، اس کے باوجود بعض ذاتی واقعات و تجربات لکھنے کے لئے بار بار سوچا لیکن طے نہ کرسکا۔ دُعاؤں کا محتاج ہوں اور دعا کرتا ہوں والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵٦

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۳ر ستمبر سنہ ۱۹٦۹ء

محبِ عزیز و مکرّم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں ۱۷ر اگست کو ۵ بجے شام جودھپور جانے کے لئے دہلی پہنچا تھا اس دن اتفاق سے کسی سے بھی مُلاقات نہ ہوسکی مفتی (مولانا مفتی عتیق الرحمٰن) صاحب کے یہاں پہنچا وہ تشریف نہیں رکھتے تھے اُن کے دفتر میں تالا لگا ہوا تھا اس لئے ٹیلیفون استعمال نہ کرسکا آپ کا پتہ چلانے کے لئے ریڈیننس کے دفتر گیا وہ غالباً اتوار کی وجہ سے بند تھا۔ بہرحال کسی ذریعہ سے آپ کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوسکا۔ جودھپور سے واپسی پر پھر کوشش کی اور جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے آپ آنکھوں کی جانچ کے سلسلہ میں اسپتال تشریف لے گئے تھے۔ "معارف الحدیث پنجم"، آپ کے لئے لے کر گیا تھا وہ ساتھ ہی واپس آگئی۔

حضرت حاجی عبد الغفور صاحب مدّظلہٗ کے بارے میں اندازہ یہ تھا کہ اب اُٹھنا بیٹھنا بھی مشکل ہوگا، لیکن یہ دیکھکر حیرت ہوئی کہ وہ ویسے ہی ہیں جیسا ان کو ۲ دو سال پہلے اور چار سال پہلے دیکھا تھا چلتے پھرتے ہیں البتہ حلق اور سینے کے جو اعضاء آواز سے

متعلق ہیں وہ کچھ متاثر ہو گئے ہیں اسلئے آواز نہیں نکلتی میرے اندازے میں وہ
اللہ کے خاص الخاص بندے ہیں" تازہ الفرقان میں مولانا (مفتی نسیم احمد صاحب) فریدی کا سلسلہ
نظر سے گذرا ہوگا۔ آپ نے ہی مشورہ دیا تھا، انشاء اللہ بہت مفید چیز ہوگی۔

۲۹ اگست کو یہاں سے دیوبند چلا گیا تھا آج واپسی ہوئی ہے۔ اگر آپ دورے پر
روانہ ہو چکے ہیں تو پھر یہ خط واپسی پر انشاء اللہ ملیگا۔ دُعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج ہوں

والسلام
محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵۰

لکھنؤ۔
باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

۱۰ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق یکم اکتوبر ۱۹۶۹ء

محب عزیز ومکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون

گرامی نامہ مورخہ ۸ رجب موصول ہو گیا تھا ـــــ

(۱) آپ جو کچھ محسوس فرماتے ہیں اصل واقعہ یہ ہے کہ وہ آپ کے حسنِ ظن اور حسنِ تخیل ہی کا عکس ہوتا ہے بعض محققین نے یہ بات صراحت کے ساتھ لکھی ہے، میں چونکہ اپنے بارے میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں اسلئے مجھے اس میں شبہ نہیں کہ وہ سب کچھ حسنِ ظن کی برکتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایات کے طریقے اور راستے بے حساب اور بیشمار ہیں۔

(۲) بہت صفائی کے ساتھ اور خدا کو شاہد بنا کر عرض کرتا ہوں کہ میں کسی لائن اور کسی شعبہ میں اپنے آپ کو ایسا مامون نہیں سمجھتا کہ اتباع کی گنجائش ہو۔ آنکھ بند کرکے میں خود اپنے اکابر کا اتباع نہیں کرسکا۔

آپ کی محبت اور آپ کا حسنِ ظن اور اسی طرح بہت سے اللہ کے بندوں کا معاملہ

لہ ارشاداتِ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ یعنی الافاضات الیومیہ کی تلخیص ۱۳ قسطوں میں

اللہ تعالیٰ کے اُن انعامات میں سے ہیں جو بالکل بلا استحقاق اس بندے کو نصیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ شکر کی توفیق دے اور اپنے بارے میں غلط فہمی سے حفاظت فرمائے۔ شاید کبھی ذکر کیا ہو پہلے خیال تھا کہ عمر جب ساٹھ کی ہو جائے گی تو اجتماعی کاموں سے اپنے کو یکسو کر لوں گا لیکن جب وہ وقت آیا تو بعض ملّی معاملات کی سنگینی کے احساس کے پیشِ نظر یہ فیصلہ نہیں کر سکا اور سوچا کہ جب عمر ۶۳ کی ہو جائے گی تو انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔ جب وہ وقت آیا تو اپنے کو ہلکا کرنا شروع کر دیا اور اب قریب قریب ہر اجتماعی کام سے یکسوئی کا ارادہ کر لیا ہے سوائے اُن ایک دو کاموں کے جن میں کسی وجہ سے یکسوئی کا جواز نظر نہیں آیا اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے۔ یہ بھی فریبِ نفس نہ ہو۔ یہ احساس غلبہ حاصل کر چکا ہے کہ اپنا جو وقت بھی کسی اجتماعی کام میں لگا ہے وہ غالباً ضائع ہی گیا ہے الّا ماشاء اللہ، یہ صرف اپنے بارے میں ہے اور اپنے ہی بارے میں سوچنے کا حق ہے۔ بظاہر حجازِ مقدس کا سفر تو ہے لیکن ابھی تک روانگی کا دن طے نہیں ہو سکا ہے۔ اندازہ یہ ہے کہ ۲۰،۲۵ دن سے پہلے روانگی نہ ہو سکے گی۔ والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون۔ اور دعا کی درخواست پیش کر دیں۔ دعاؤں کا محتاج اور طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵۸

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۹ رجنوری ۱۹۸۰ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم سلام مسنون

اخلاص نامہ مورخہ یکم جنوری ۸۰ء یا ۵ رجنوری کو مل گیا تھا ~~حسن اتفاق~~ کہ ۶ رجنوری کو ایک شادی میں حسن پور کے خاص اپنے گھر کے حضرات آ گئے اور ملاقات

بھی ہوگئی۔ "معارف پنجم اور دوم" ان کے ذریعہ بھیجدی گئی تھیں موصول ہوچکی ہونگی۔ ۱۵ر رمضان کی صبح مولانا علی میاں اور یہ عاجز بمبئی سے دہلی پہونچے تھے گھر کی علالت کی وجہ سے میں اسی دن لکھنؤ چلا آیا تھا۔ موقع بھی نہ ملا کہ مفتی صاحب سے مِل سکتا اسلئے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش بھی نہ کرسکا ـــــــــ اب اس اخلاص نامہ سے معلوم ہوا کہ آپ کو ہم لوگوں کی آمد کی اطلاع اب تک نہ ہوسکی تھی۔ اہلیہ کی علالت کا سلسلہ اب تک چل رہا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیئت، آجکل میڈیکل کالج میں داخل ہیں۔ بے انتہا امتحانات کا سلسلہ ہے صرف خون ۸، ۹ دفعہ اب تک لیا جاچکا ہے۔ تا مقدور دوا علاج سب کرنا ہے اگرچہ اس میں شک نہیں کہ جو کچھ ہوگا اللہ تعالیٰ کے امر سے ہوگا۔ آپ سے بھی دعا کی استدعا اور اُمید ہے۔ ۱۸ر جنوری کو دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ عاملہ کا دعوت نامہ آچکا ہے اگر حالات نے اجازت دی تو انشاءاللہ جانا ہوگا۔ اُدھر سے جاتے ہوئے یا پھر واپسی میں ایک دن کے لئے سنبھل کا بھی ارادہ ہے، لیکن چونکہ ابھی تک کوئی بات متعین نہیں ہے اس لئے اس بنیاد پر سنبھل کا ارادہ نہ فرمائیں۔ مولانا علی میاں آجکل یہیں ہیں۔ الحمدللہ بعافیت ہیں والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون۔ اور اہلیہ محترمہ کو بھی سلام پہنچادیں۔ اور سب سے دُعا کی درخواست۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۵۹

لکھنؤ

۲۲ر مئی ۱۹۷۰ء

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

محبِ عزیز ومکرم! زیدت حسناتکم سلام مسنون

۱۰ر ربیع الاول کو دارالعلوم کی مجلس عاملہ کا جلسہ تھا۔ میں یہاں سے ۷ر ربیع الاول پنجشنبہ کو روانہ ہوگیا تھا۔ جمعہ اور سنیچر سہارنپور رہا۔ دوشنبہ کو دیوبند سے روانہ ہوکر منگل ۱۲ر ربیع الاول کو یہاں پہنچا۔ ڈاک میں آپ کا اخلاص نامہ مورخہ ۸ر ربیع الاول دیکھا۔

جی ہاں! اہلیہ کی علالت کا سلسلہ مدّ و جزر کے ساتھ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحت و عافیت نصیب فرمائے۔

جی ہاں! فسادات کی نئی لہر اور اس کی خاص نوعیت نے سب ہی کو ہلا دیا ہے، تھوڑے بہت فرق کے ساتھ ہم سب کے احساسات کا حال قریباً یکساں ہے اور خود مسلمانوں کی حالت دیکھ کر دُور تک کوئی روشنی نظر نہیں آ رہی۔

مولوی عتیق الرحمٰن کی طبیعت ویسی ہی چل رہی ہے، چل پھر لیتے ہیں۔ لکھنا چاہتے ہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کچھ نہیں لکھ سکتے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت و توانائی عطا فرمائے۔ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ والدین ماجدین اور دوسرے گھر والوں کی خدمت میں سلام مسنون۔ والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۶۰

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۵ر ستمبر ۱۹۷۰ء

محبِّ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔ سلام مسنون۔

اِدھر کئی دن سے خاص طور سے خیال آ رہا تھا کہ عرصہ سے آپ کا کچھ حال معلوم نہیں ہو سکا یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ آج اس خط سے معلوم ہوا کہ آپ حسن پور رہی ہیں۔

کیا دہلی کا وہ تعلق اور اس سلسلہ کے دَورے اب بالکل ختم کر دیئے گئے ہیں۔؟

میں اگست میں دو دفعہ دیوبند اور سہارنپور گیا۔ پہلی دفعہ ۱۲ر اگست کو لکھنؤ سے سہارنپور اور رائے پور اور وہاں سے دیوبند اور وہاں سے دہلی اور دہلی سے تعزیت کے سلسلہ سے جو چھوڑ گیا۔ واپسی میں سنبھل ہو کر ۱۷ر اگست کو لکھنؤ پہنچا۔ اسی سفر کا کسی نے آپ سے ذکر کیا ہوگا۔ اس کے بعد پچھلے ہفتہ ۲۹ر اگست کو لکھنؤ سے سیدھا دیوبند پہنچا۔ ۳۰ر کو بھی وہیں رہا۔

وہاں معلوم ہو گیا کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب ابھی علی گڑھ ہی رہیں گے تو ۳۱ کو علیگڑھ چلا گیا۔ یکم ستمبر کو شب میں وہاں سے روانہ ہو کر ۲ر ستمبر کی صبح لکھنؤ آ گیا۔

اب غالباً دوسرے عشرہ میں یعنی ایک ہی ہفتہ بعد پھر انشاء اللہ سہارنپور، اور رائپور جانا ہو گا اس کا کافی امکان ہے کہ مولانا علی میاں کی بھی معیت نصیب ہو۔ تاریخ کا تعین اسلئے نہیں ہو سکا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کا علی گڑھ سے سہارنپور تشریف آوری کی تاریخ ابھی معین نہیں ہے۔ حضرت شیخ الحدیث کا ارادہ یہ ہے کہ سہارنپور پہنچکر ایک دو ہی دن کے بعد رائپور تشریف لے جائیں۔ ہم لوگ اسی حساب سے یہاں سے پہونچنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر تاریخ کا تعین ہوا اور وقت میں آپ کو اطلاع دینے کی گنجائش ہوئی تو انشاء اللہ اطلاع دوں گا۔

"بزمِ جمشید"[1] سے میں بالکل ناواقف ہوں، یہ بھی معلوم نہیں کس کی ہے۔ جی ہاں! گھر میں حالت پہلے سے کافی بہتر ہے اپنی ضروریات کے لئے چل پھر لیتی ہیں۔ لیکن مرض باقی ہے اور علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ صحتِ تامہ عطا فرمائے۔

رابطہ کا اجلاس ۲ر اکتوبر وہاں کی یکم شعبان سے ہو رہا ہے ٹکٹ وغیرہ آ چکا ہے لیکن ہم دونوں سفر کے بارے میں مذبذب ہیں۔ اسلئے ابھی کچھ طے نہیں ہے۔ یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ آپ اس نوعیت کا ایک باغ لگوا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیت اور عمل کو پوری طرح قبول فرمائے اور باغ کو جلدی پرورش فرما کر بار آور فرمائے۔

والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں بشرط یاد و سہولت سلام مسنون۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہِ بَرَکَاتُہٗ۔ محمد منظور نعمانی

---

[1] حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح کے ملفوظات کا مجموعہ ہے یہ ملفوظات رئیس باغپت نواب جمشید علی خاں صاحب مرحوم کی حاضری کے وقت آپ نے فرمائے تھے اور اس کو وصل صاحب بلگرامی نے مرتب کر کے بزمِ جمشید کے نام سے طبع کرایا ہے۔

مکتوب نمبر ۶۱

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲ رمضان ۱۳۹۰ھ ۵ نومبر ۱۹۷۰ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔ سلام ورحمت

بس ۲۰ ر اکتوبر سے ۲۶ ر اکتوبر (تک) دیوبند وسہارنپور رہا۔ ۲۷ ر اکتوبر کو ۱۲ بجے سہارنپور سے سنبھل پہنچا۔ ۲۸ کی صبح پنجاب میل سے مرادآباد سے روانہ ہوکر ۱۲ بجے لکھنؤ مکان پر پہنچ گیا میرے پہنچنے کے ڈیڑھ ہی گھنٹہ بعد اہلیہ مرحومہ کے سفرِ آخرت کا حادثہ پیش آیا جس کا علم غالباً آپ کو ہوچکا ہوگا اور یقیناً آپ نے مرحومہ کے لئے مغفرت اور رحمت کی، اور بچوں اور دیگر متعلقین کیلئے صبر واجر کی دُعا اہتمام سے کی ہوگی۔

حادثہ کے دو تین دن زمانۂ سفر کی ڈاک دیکھ سکا۔ اس میں آپ کا اخلاص نامہ مورخہ ۲۰ ر شعبان بھی تھا جس میں آپ نے مرحومہ کی حالت بھی معلوم کی تھی۔ مسلسلات والے اجتماع میں آپ کو نہ دیکھ کر میں نے یہی سمجھا تھا کہ یا تو میرا خط نہ ملا یا حالات کی مجبوری سے آپ نہ آسکے وہ غیر معمولی قسم کا اجتماع تھا۔ اس سال میں نے اور مولانا دونوں نے مشورہ سے رابطہ کے اجلاس میں شریک نہ ہونا طے کیا تھا۔ یہ ایک طرح سے بے عملی پر احتجاج تھا۔ اب معلوم ہوا کہ اس میں ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اگر وہ سفر ہوتا تو میں اس حادثہ کے وقت غالباً حجازِ مقدس ہوتا اور میری عدم موجودگی کی وجہ سے بچوں اور خاص کر بچیوں کا صدمہ المضاعف ہوجاتا۔ یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ میں اُن کے انتقال سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پہونچ گیا ورنہ حساب سے مجھے رات کو سیالدہ سے پہنچنا چاہئے تھا۔ بس اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا اور میں نے خاص اہتمام کرکے ٹیکسی کرکے مرادآباد پہنچکر میل پکڑ لیا، حالانکہ میرے علم میں اُن کی حالت قابلِ

اطمینان تھی۔ لکھنؤ پہنچکر یہ معلوم ہوا کہ کل سے تکلیف ہے جس کو دردِ گردہ سمجھا جارہا ہے لیکن اس وقت بھی حالت بظاہر تشویشناک نہیں تھی بس اچانک حالت میں تغیر ہوا اور صرف چار پانچ منٹ میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہوگیا۔ والدین ماجدین اور اہلیہ کو سلام مسنون اور سب سے دعا کی درخواست۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۶۲

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۹ رشوال المکرم ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۰ ردسمبر ۱۹۷۰ء

محب عزیز و مکرم بھائی عزیز الٰہی خانصاحب! زید مجدکم۔ سلام مسنون۔

اخلاص نامہ آج ہی ملا۔ مرحومہ کی مفارقت کا مجھے جتنا طبعی صدمہ اور غم ہونا چاہیئے میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ مجھے بہت ہی کم ہے۔ میں اس کی دو وجہ سمجھ سکا ہوں، ایک یہ کہ مخلصین اہلِ دین کے کئی سو خطوط تعزیتی آچکے ہیں اور اب تک آرہے ہیں اور ہر ایک میں یہ اطلاع ہے کہ دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا اور اتنا ایصالِ ثواب کیا گیا۔ مکہ معظمہ سے بعض دوستوں نے لکھا کہ مرحومہ کی طرف سے رمضان میں انھوں نے عمرہ کیا، بعض حضرات نے طواف کئے وغیرہ وغیرہ۔

ایسے رُوح پرور خطوط کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ آپ کے اس اخلاص نامہ میں بھی ایسی ہی اطلاع ہے۔ ان خطوط کو پڑھ کر یہ خیال جم رہا ہے کہ جب ربِّ کریم نے اپنے مخلص بندوں کے دلوں میں دعا وغیرہ کا یہ داعیہ پیدا فرمایا۔ یہ نہیں ہوگا کہ وہ ان دعاؤں کو قبول نہ کرے اور یہ سب رائیگاں جائے۔ اسلئے مرحومہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے بہت ہی اچھی امیدیں ہیں۔ بہت سے خطوط پڑھ کر تو مجھے اُن پر رشک آتا ہے اسلئے صدمہ اور غم گویا رہا ہی نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ فرصت بالکل نہیں ہے۔

ہاں الحمدللہ اُن کے لئے دعا نصیب ہو جاتی ہے۔

مولانا محمود احمد صاحب[1] کا تعزیتی عنایت نامہ بھی آیا تھا۔ اللہ تعالےٰ موصوف کو اس اخلاص و کرم کی بہتر سے بہتر جزا دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔ الفرقان کی تیاری میں بہت تاخیر ہوگئی۔ ان تعزیت ناموں ہی سے متاثر ہو کر ایک مضمون میں نے اس میں لکھا ہے۔ کوثر سلمہا کا عقد شعبان میں کرنے کا ارادہ تھا لیکن ان دنوں میں مجھے کچھ اسفار پیش آ گئے اور یہ بھی توقع تھی کہ مہینے دو مہینے میں اُن کی والدہ کی حالت صحت و توانائی کے لحاظ سے کچھ اور بہتر ہو جائے گی۔ اس خیال سے شوال کے پہلے ہفتہ کے لئے ملتوی کر دیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرحومہ کی زندگی کے خاتمہ کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں نے عقد کے پروگرام کو بدلنا مناسب نہیں سمجھا۔ آج سے تین ہی دن پہلے ۶ شوال کو بعد عصر عقد ہو گیا۔

میرے بھتیجے مولوی زکریا سلمہ سے غالباً آپ واقف ہونگے۔ باندہ میں مولانا

---

[1] مولانا محمود احمد صاحب بن مولانا احمد شاہ صاحب حسن پوریؒ آپکا سلسلہ نسب خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے، آپ ضلع مراد آباد کے رہنے والے تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسۂ رشیدیہ جامع مسجد حسن پور میں اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ انتہائی تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندیؒ سے بخاری شریف پڑھی۔ فراغت کے بعد مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں لبعدہٗ مدرسۂ رشیدیہ جامع مسجد حسن پور میں تمام عمر گذار دی۔ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خلیفہ مجاز تھے اور حضرت گنگوہیؒ کے نام نامی سے ۱۳۰۶ھ میں یہ مدرسہ قائم کیا۔ آپ کی شادی میں اکابر کا اجتماع تھا۔ خصوصاً حضرت شیخ الہندؒ حضرت شاہ عبد الرحیم رائپوریؒ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت تھانویؒ نے نکاح پڑھایا۔ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز تھے (مسلسل)

صدیق احمد صاحب کے مدرسہ میں ۲ سال سے پڑھا رہے ہیں۔ الحمد للہ ذی استعداد اور جوانِ صالح ہیں۔ انہی سے عقد ہوا ہے۔ ۶ شوال کی صبح الہ آباد پسنجر سے بھائی صاحبان وغیرہ تشریف لائے تھے اور پرسوں ۷ شوال دوشنبہ کو سیالدہ ایکسپریس سے سنبھل واپسی ہوئی ہے۔ کوثر آج کل سنبھل ہی میں ہے اور ابھی تین چار دن اور وہیں رہے گی۔ میں اِن شاء اللہ پرسوں جمعہ کو یہاں سے سنبھل جاؤں گا اور شنبہ یا یکشنبہ کو کوثر سلمہا کو سجّاد کے ساتھ لکھنؤ روانہ کر کے خود دیوبند چلا جاؤں گا۔ اُمید ہے کہ کوثر کے لئے بھی خاص طور سے دُعا فرمائیں گے۔

آپ کی بہن سیما سلمہا کا کوثر کے نام تعزیتی خط آیا تھا لیکن وہ بیچاری غالباً جواب نہیں دے سکی۔ آپ مجھے سیما سلمہا کا پتہ لکھ دیں میں کم از کم وہ مضمون بھجوا دوں گا۔ والدین ماجدین کی خدمت میں اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۶۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

حسن پور۔ ۸ جولائی سنہ ۱۹۷۱ء

محب عزیز و مکرم ! مولوی عزیز الٰہی خانصاحب زید مجدکم

سلام مسنون میں اپنے پروگرام کے مطابق ۵ جولائی کی صبح دیوبند سے روانہ ہو کر

(مسلسل) اور حضرت شیخ الہندؒ سے آپ کی رشتہ قرابت داری بھی تھی، آپکا انتقال ۱۳۹۶ھ مطابق جولائی ۱۹۷۶ء میں ہوا (بحوالہ فیضانِ نسیم) ۵۲ مولانا زکریا صاحب سنبھلی۔ آپ سنبھل ضلع مراد آباد کے رہنے والے ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں حاصل کی۔ دارالعلوم دیوبند جاکر کتب متداولہ پڑھیں۔ اب دارالعلوم ندوہ میں حدیث و فقہ کا درس دیتے ہیں۔

۹ بجے کے قریب دہلی آگیا۔ غالباً آپ سے ذکر کیا تھا کہ اس وقت دہلی اصلاً ڈاکٹر سید محمود[۱] صاحب کی عیادت کے لئے جانا ہوگا۔ میں ۹ بجے جیسے ہی دفتر "برہان" پہنچا، مفتی صاحب نے بتایا کہ صبح فون سے اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی حالت نازک ہے اور مایوس کن ہے، ہم لوگ جارہے ہیں۔ صدیقی صاحب اور مسلم صاحب بھی آگئے اور ہم چاروں اسپتال چلے گئے۔ میں اس دن وہیں رہا، حالت ایسی ہی تھی کہ ہم لوگوں نے تدفین کے متعلق مشورہ کرکے کچھ فیصلہ بھی کرلیا۔ رات میں نے نظام الدین قیام کیا اور صبح مفتی صاحب سے فون پر دریافت کیا تو انھوں نے بتایا کہ معلوم ہوا ہے کہ حالت وہی چل رہی ہے۔ پھر میں نے اُس دن بھی قیام کرنے کا فیصلہ کرلیا اور کل ۷ ۱/۲ کو نہیں پہونچ سکا۔ کل صبح ۸ بجے ڈاکٹر صاحب کی حالت خدا کے فضل سے کچھ سنبھل گئی، ہوش آگیا۔ باتیں بھی کیں، میں شام تک وہیں رہا، اور آج صبح روانہ ہوا، اور یہی طے کیا کہ دو چار گھنٹہ حسن پور قیام کرکے سنبھل چلا جاؤنگا۔ یہی کیا دس ۱۰ بجے کے قریب "اخون منزل" پہنچ گیا تھا۔ آپ کے نہ ہونے کا بالکل افسوس

---

[۱] ڈاکٹر سید محمود صاحب علیگ، آپ سید پور بھتری ضلع غازی پور کے رہنے والے تھے۔ آپ کا خاندانی سلسلۂ نسب شیوخ صدیقی ہے۔ آپ بانکی پور کے کتب خانہ خدا بخش خاں کی فہرست مرتب کرنے کے لئے پٹنہ بلائے گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب بہار کے وزیر تعلیم بھی رہے۔ جواہر لال نہرو نے آپ کو نائب وزیر خارجہ بنایا تھا۔ ۱۹۵۶ء میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے آپ نے پہلی بار ممالکِ عربیہ کا سفر کیا۔ آپ کانگریس کے چوٹی کے رہنماؤں میں سے تھے۔ جواہر لال نہرو کے لندن کے ہم سبق بھی تھے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ کی مجلسِ انتظامیہ کے صدر بھی رہے۔ آپ کو سید احمد شہید سے والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ آپ کے جدّ امجد نے سید صاحب رح کا تن من دھن سے (مسلسل)

نہیں ہوا۔ آپ کے ساتھ تو سہارن پور میں ابھی دو تین دن گذر چکے تھے۔ الحمد للہ والد ماجد کی زیارت اور سب سے ملاقات ہو گئی۔ اس وقت قبلِ عصر ۵ بجے سنبھل کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ اِن شاء اللہ کل صبح میل سے لکھنؤ کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ یہاں آکر قلبی اور رُوحانی خوشی ہوئی۔ والسّلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۶۴

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ ۲۲ جولائی ۱۹۷۱ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم سلام مسنون

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو۔ فیروز پور سے لکھا ہوا اخلاص نامہ لکھنؤ پہنچکر مل گیا تھا پھر وہاں سے واپسی پر گجرولہ اسٹیشن پر بھائی بادشاہ علی کے نام جو آرڈر آپ نے حوالۂ ڈاک کیا تھا وہ بھی میری نظر سے گزر گیا تھا۔ اور اس طرح آپ کا حسن پور پہنچ جانا معلوم ہو گیا تھا۔ خیال تھا کہ حسن پور پہنچکر آپ کو میری وہاں حاضری کا عِلم ہو گیا ہوگا۔ اور میں جو خط لکھ کر دے آیا تھا وہ بھی مِل گیا ہوگا اور اس کے بعد آپ مجھے خط لکھیں گے لیکن خط نہ ملنے سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید ڈاک سے ضائع ہو گیا ہو۔ میں حسن پور صرف ۶۔ ۷ گھنٹہ رہا۔ لیکن آپ کے نہ ہونے کے باوجود جی بہت ہی خوش ہوا۔ آپ کے

(مسلسل) ساتھ دیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کو جون پور کی خانقاہِ رشیدیہ سے بھی بڑا گہرا اور رُوحانی تعلق تھا، آپ مجلسِ مشاورت کے بانیین میں سے تھے۔ جون ۱۹۶۱ء میں دہلی میں مولانا حفظ الرحمٰن کی سعی سے ڈاکٹر صاحب کی صدارت میں مسلم کنونشن ہوا جس سے تمام ملک کی نگاہیں مسلمانوں کے مسائل کیطرف متوجہ ہو گئیں۔ آپ نے اس میں ایک جراٗت مندانہ خطبہ صدارت پڑھا جو عرصۂ دراز تک فراموش نہ کیا جا سکا۔ آپ مولانا آزاد، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور خان عبدالغفار خاں وغیرہ کے ہم پلّہ سچے حق گو اور مردِ مجاہد تھے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۷۱ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔ (ماخوذ پرانے چراغ حصّہ اول)

والدین ماجدین اور سب گھر والوں کی بے انتہا محبت و عنایت اور انجم سلمہ کی بے انتہا سلیقہ مندی کے ساتھ مہمان نوازی اور پھر ایسے وقت پر پہنچا کہ ہمشیرہ سلمہا بھی مع بچوں کے موجود تھیں ۔ یہ سب چیزیں بڑی قلبی مسرت کا ذریعہ بنیں، آموں کے تحفے نے کئی دن تک ساتھ دیا ___ بھائی عبدالسلام خاں صاحب اور اُن کی اہلیہ محترمہ کو بھی، اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں بہترین صلہ عطا فرمائے ، بڑے تعلّق کا اظہار فرمایا ۔

میرے مالک کا عجیب معاملہ ہے اپنے اندر جیسی بے حساب نااہلیت اور ہر پہلو سے تقصیر ہی تقصیر ہے ویسی ہی بیحساب اُدھر سے یہ انعام ہے کہ اُس کے بندے اس تعلق سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ ارحم الراحمین کی رحمت سے اُمید ہے کہ آخرت میں بھی یہی معاملہ رہیگا۔ والدین ماجدین اور سب گھر والوں اور بھائی عبدالسلام خاں صاحب اور اُن کے اہلِ خانہ کو سلام مسنون ۔ والسلام منعمانی

مکتوب نمبر ۶۵

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۳۰ جنوری ۱۹۷۲ء

محب عزیز مکرم مولوی عزیز الہیٰ خانصاحب! زیدت حسناتکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اخلاص نامہ مورخہ ۲۹ ذی قعدہ موصول ہوگیا۔ اس درمیان میں الہ آباد اور اعظم گڑھ کی طرف چلا گیا تھا واپس آیا تو عیدِ قرباں کی مشغولیتیں محیط ہو گئیں ۔

میں نے اپنے سفر مراد آباد و سہارنپور کی اطلاع انتہائی تنگ وقت میں دی تھی۔ مجھے خود اندازہ تھا کہ بہت ہی کم امید ہے کہ یہ آپ کو ایسے وقت مل جائے کہ آپ مراد آباد کا ارادہ کر سکیں۔ لکھ کر بس اپنی طبیعت کے تقاضے کو پورا کر لیا تھا۔ اگر زندگی باقی ہے تو ان شاء اللہ بار بار زیارت اور ملاقات کے مواقع آئیں گے ۔

شیخ ظہور الحسن[۱] صاحب مرحوم کا انتقال غالباً ۱۱ر دسمبر کو اسپتال میں ہوا قلبی دورہ ہوا تھا جو کہ ایک دفعہ لکھنؤ میں بھی اُن کو ہو چکا تھا۔ اس وقت طویل مدت تک وہ اسپتال میں رہے تھے۔ اس کا کافی امکان ہے کہ حادثہ فاجعہ کے اثر کو بھی کچھ دخل ہو۔ ان کے ایک صاحبزادے لندن میں ہیں۔ کراچی سے اُن کو دوسرے بھائی نے حادثہ کی اطلاع بذریعہ تار دی اور اسی میں یہ تاکید کر دی کہ ہم لوگوں کو لکھنؤ بھی تار سے اطلاع دیدی جائے۔ چنانچہ لندن کے تار ہی سے اطلاع ملی۔ بڑے مردِ مومن تھے اللہ تعالیٰ مغفرت و رحمت کا معاملہ فرمائے۔ درجات بلند فرمائے، لوگوں کے بہت کام آتے تھے۔ ان شاء اللہ رحمتِ الٰہی کا اُن کے ساتھ خاص معاملہ ہوگا۔

محمد شفیع صاحب قریشی امیر جماعتِ تبلیغ پاکستان کے حادثۂ انتقال کی اطلاع بھی غالباً مل چکی ہوگی۔ غالباً ۸ر دسمبر کو سرحد کے آزاد قبائل والے علاقے میں اجتماع تھا۔ اہم تبلیغی احباب وہاں جمع تھے۔ قریشی صاحب مشورے میں شریک تھے دیر زیادہ ہوگئی تو انھوں نے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ پر تکان کا زیادہ اثر ہے۔ آپ لوگ مجھے اجازت دیدیں وہ تنہا اُٹھ کر آرام کے لئے قیام گاہ پر آگئے، لبستر پر لیٹے ہوئے منھ میں کوئی دوا رکھی۔ بس ایک صاحب کمرے میں تھے اُن سے کہا عطر کی اتنی تیز خوشبو کہاں سے آئی پھر کہا کہ یہ تو گلاب ہے اور بس جاں بحق ہو گئے۔ بڑا رشک آتا ہے اللہ کے ایسے بندوں پر۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ اور عزیزم نجم سلمہٗ کو سلام مسنون۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۶۶

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۲ر رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۷۲ء

---

[۱] شیخ ظہور الحسن صاحب (I.A.S.) ساکن سکندرآباد بلند شہر سابق ریونیو سکریٹری حکومت یوپی، تقویٰ وطہارت میں اپنی مثال آپ تھے۔

محبِ عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

اخلاص نامہ مورخہ ۹ رمضان کل موصول ہو کر باعثِ مسرت ہوا۔

جی ہاں! مولوی عتیق الرحمٰن کا حال تو برسوں سے یہی ہے۔ مستقل صاحبِ فراش نہیں ہیں لیکن کئی کئی مہینے مسلسل ایسے گذر جاتے ہیں کہ ایک صفحہ نہیں لکھا جا سکتا۔ مئی جون کا زیادہ گرم موسم نسبتاً بہتر رہتا ہے۔ اس حالت نے اُن کے مزاج میں مایوسی اور پست ہمتی پیدا کر دی ہے تاہم علاج معالجہ چلتا ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اُن کے لئے اہتمام سے دُعا کی درخواست ہے۔

میری صحت اس طویل سفر میں بہت اچھی ہو گئی لیکن یہاں آکر ضعف برابر بڑھ رہا ہے۔ گذشتہ دو مہینے میں کئی دفعہ بخار کا حملہ ہو چکا ہے لیکن اسی حال میں سہارنپور وغیرہ کے متعدد سفر ہوئے۔ شعبان کے آخری ہفتہ میں بھی دیوبند اور سہارن پور جانا ہوا تھا۔ واپسی میں سنبھل بھی آنا ہوا۔ ۲۷ رشعبان کو غالباً جمعہ تھا۔ اس دن میں سنبھل تھا۔ ۲۸ رکی دوپہر تک رہا۔ لیکن پروگرام پہلے سے یقینی نہیں تھا۔ ورنہ آپ کو اطلاع دیتا۔ ساتویں روزے سے پھر بخار کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ روزے بھی قضا کرنے پڑے۔ تراویح کی جماعت سے بھی محرومی رہی۔ اللہ تعالیٰ رحم و کرم فرمائے۔ آج خدا کے فضل سے بخار نہیں ہے تو چند ضروری خطوط لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے بارے میں جس احساس کا آپ نے ذکر کیا ہے یہ تو بہت ہی مبارک ہے۔ عارفین کا مشہور مقولہ ہے اِنکسار العاصِیین خیرٌ من صولۃ المتقین" (گنہگاروں کی شکستہ دلی اصحابِ تقویٰ کے احساسِ کامیابی سے بہت بہتر ہے) اور آپ تو جس کو حال کی تباہی سمجھ رہے ہیں وہ تو بس یہی کیفیت ہو گی کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ اِس احساسِ تقصیر کے ساتھ اگر رنج و غم اور استغفار ہو اور کچھ کرنے کا ارادہ ہو تو اکسیر ہے۔

میں کیا بتاؤں کہ اپنے رات دن کیسے گذر رہے ہیں۔ لیکن شکستہ دلی کی کیفیت جو

بھی نصیب ہو جاتی ہے اُس سے بڑی اُمید ہے حدیث قدسی نقل کی جاتی ہے، أنا عند المنکسرۃ قلوبھم، (میں اُن بندوں کے پاس ہوں جن کے دِل ٹوٹے ہوئے ہیں) تباہ حالی کا احساس انشاءاللہ وہی شکستہ دلی ہے گڑگڑا کر رونے والے بچے پر ماں کو کیسا پیار آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انکسار کے ساتھ استغفار و انابت نصیب فرمائے۔

کچھ دنوں سے ایک بات لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن خط لکھنے کی نوبت نہیں آئی آپ کا کتب خانہ کے سلسلہ کا کچھ حساب باقی تھا وہ یہاں کہیں لکھا ہوا تو ہے نہیں، آپ ہی کے پاس تھا، آپ ہی بتا دیتے تھے اور میں پیش کر دیتا تھا۔ عرصہ سے اس کا کوئی ذکر نہیں آیا۔ مجھے کچھ یاد نہیں کہ کیا باقی رہ گیا تھا، اتنا یاد ہے کہ باقی تھا۔ اس وقت خدا کے فضل سے حالات ایسے ہیں کہ پانچسو روپیہ تک آسانی سے پیش کئے جا سکتے ہیں، بے تکلّف مجھے لکھ دیجئے اگر رقم کچھ کم و بیش بھی ہو گی تو بلا زحمت میں ادا کر سکوں گا۔ یہ بھی لکھ دیجئے کہ ڈرافٹ روانہ کر دیا جائے یا کوئی دوسرا ذریعہ مناسب ہو گا ـــ سہارن پور حاضری کی نیت تو ہے لیکن صحت کی خرابی اور کمزوری کو دیکھتے ہوئے اندازہ نہیں کہ کب اس اندازہ پر عمل ہو سکے گا۔ بظاہر دوسرے عشرہ کے اخیر میں یا پھر تیسرے عشرے میں اگر حالت قابلِ سفر ہوئی تو اِن شاءاللہ یہ سفر کر سکوں گا اور اگر چند روز پہلے طے کر سکا تو آپ کو اطلاع بھی دیدوں گا ـــ اس سال رابطۂ عالمِ اسلامی کا اجلاس ۱۰ رشوال سے ہے اس کے لئے غالباً شروع شوال میں جانا ہو گا، آپ کے لئے، والدین ماجدین اور سب گھر والوں کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں اور خود دعاؤں کا محتاج ہوں۔ سب کی خدمت میں سلام مسنون اور دعاؤں کی درخواست۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ٦٧

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

از سہارنپور ۱۹ ر رمضان ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۷۲ء

محب عزیز و مکرم! سلام مسنون۔

اخلاص نامہ کے جواب میں میرا مکتوب مِلا ہو گا۔ میں پرسوں ۱۷ رمضان کو سیالدہ ایکسپریس سے سہارنپور آیا۔ مولانا علی میاں ۱۶ کو میل سے تشریف لائے اور آج شام کو یہاں سے لکھنؤ کے لئے ساتھ واپسی ہے۔ اِن شاء اللہ کل ۲۰ رمضان کو دہرہ ایکسپریس سے ہم لوگ لکھنؤ پہنچیں گے۔

بہت ہی رنج و قلق اور ندامت ہے کہ میں پہلے سے نظامِ سفر طے نہیں کر سکا۔ پرسوں صبح فیصلہ کیا اور سیالدہ سے سفر کیا، اس وجہ سے آپ کو اطلاع نہیں دے سکا، تار سے اطلاع کی گنجائش بھی نہ تھی۔ امید کہ آپ بھی معذور سمجھیں گے۔

یہاں کے مجمع کے منتظم مولانا منور حسین[ل] صاحب ہیں اِن شاء اللہ اُن سے کہدونگا کہ اگر آپ رمضان المبارک میں آئیں تو وہ آپ کو میرا رفیقِ سفر سمجھیں۔ انشاء اللہ شام کو حضرت شیخ سے بھی رخصت کے وقت آپ کا تذکرہ کر دوں گا اور یہ کہ آپ کا ارادہ میرے ساتھ آنے کا تھا لیکن میں اطلاع نہیں دے سکا۔ حضرت شیخ آپ کو پہچانتے ہیں لیکن آجکل مجمع بہت ہے اگر رائے ہو تو دو تین دن کے لئے آ ہی جائیے۔ اگر آخری راتیں یہاں گزاریں تو اچھا ہے۔ مجھے تو الحمد للہ حاضری سے بڑا نفع محسوس ہوا۔ دعاؤں کا محتاج اور طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

ل مولانا منور حسین مرحوم۔ آپ پورنیہ بہار کے رہنے والے اور مدرسہ لطیفی کٹیہار کے شیخ الحدیث تھے آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدینہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ پہلے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ سے بیعت ہوئے تھے حضرت مدنی کے وصال کے بعد حضرت شیخ الحدیث سے بیعت ہوئے آپ سے تعلق قلبی مظاہر علوم میں طالب علمی کے زمانہ ہی سے ہو گیا تھا۔ شیخ کے یہاں رمضان مبارک میں اعتکاف کرنے والوں اور آنے جانے والوں کا ہجوم رہتا تھا جنکی تعداد خصوصاً آخری دور میں (مسلسل)

مکتوب نمبر ۶۸

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ مطابق ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون۔

مجھے افسوس ہے اور آپ کو بھی معلوم کرکے افسوس ہوگا کہ آج سے ۱۰ دن پہلے ۱۶ اپریل کو میں حسن پور کے اندر سے گذرا اور پورا حسن پور پار کیا لیکن اس کا کوئی امکان نہ تھا کہ آپ کو اطلاع دے سکتا ہوا یہ کہ ۱۴ اپریل کو مجھے اچانک سنبھل جانا پڑا، وہاں سے میں نے سہارنپور جانے کا ارادہ کیا تو سب سے آسان یہ معلوم ہوا کہ سنبھل سے براہِ راست دہلی جانے والی بس سے ہاپوڑ جاؤں وہاں سے میرٹھ اور وہاں سے سہارنپور۔ ایسا ہی کیا۔ علی الصباح سنبھل سے روانہ ہو کر حسن پور، گجرولہ ہوتے ہوئے ۸ بجے ہاپوڑ پہنچ گیا۔ وہاں سے بس کے ذریعہ میرٹھ پہنچا اور سہارنپور کے لئے دہرہ ایکسپریس پکڑ لیا۔ ایسے وقت پر حضرت شیخ کے یہاں پہنچ گیا کہ دسترخوان لگ چکا تھا۔ دو دن سہارنپور رہا اور واپس آ گیا۔ حضرت شیخ الحدیث کے سفرِ حجاز کا تو علم ہوگا۔ وہ پروگرام کے مطابق پرسوں ۲۳ اپریل کو سہارنپور سے نظام الدین پہنچ چکے ہونگے۔ ۲۸ کی صبح دہلی سے بمبئی تشریف لے جائیں گے۔ اور یکم مئی کو انشاء اللہ بمبئی سے جدہ روانگی ہو جائے گی۔ میرا ارادہ بمبئی جانے کا بھی ہے۔ کل ۲۶ اپریل کی صبح انشاء اللہ روانہ ہو کر پرسوں بمبئی

(مسلسل) سیکڑوں سے متجاوز ہوتی تھی۔ حضرت شیخ کے خصوصی معتمد اور نائب مناب کی حیثیت سے اُن کے اوقات و احوال کی دیکھ بھال اور نگرانی کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد ہوتی تھی۔ اپنے علاقہ میں دین کی خدمت عمومی دعوت و اصلاح و تعلیم و تربیت کا کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے خوب لیا۔ ارریہ کوٹ پورنیہ میں جو عظیم اجتماع ہوا تھا اس کے آپ ہی رُوحِ رواں تھے۔ مارچ ۱۹۸۶ء میں آپ کا وصال ہوا۔ (بحوالہ فیضانِ نسیم)

پہنچ جاؤں گا، وہاں سے ایک دو جگہ اور بھی جانا ہے ـــ ہفتہ عشرہ کے بعد انشاء اللہ لکھنؤ واپسی ہوگی۔ والدین ماجدین، اہلیہ مکرمہ، چچا صاحب اور چچی صاحبہ کو سلام مسنون۔ دُعاؤں کا محتاج و طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی۔

مکتوب نمبر ۶۹

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالےٰ

لکھنؤ۔ ۱۸ر مئی ۱۹۷۳ء یوم الجمعہ

محبّ عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم سلام و رحمت۔

اخلاص نامہ مورخہ ۱۲ر ربیع الثانی ابھی ملا، میں گجرات کے اس دورے سے ۱۲ر مئی کی صبح لکھنؤ واپس پہنچا تھا۔ الحمد للہ عافیت نصیب ہے ـــ ایک ہفتہ کے بعد مجھے پھر سنبھل ہو کر دیو بند جانا ہے اور غالباً اس دفعہ بھی وہی راستہ اختیار کرنا پڑیگا۔ ۲۴ر مئی جمعرات کی شب میں انشاء اللہ دہلی میل سے روانہ ہو کر مراد آباد اُتر کے ۲۵ر کی صبح سنبھل پہنچونگا۔ ۲۶ر کی دوپہر تک دیو بند پہنچنا چاہتا ہوں۔ اس کی آسان صورت یہی ہے کہ سنبھل سے دہلی جانیوالی کوئی بس شنبہ کو بھی جاتی ہو تو اس سے ہاپوڑ جاؤں اور پھر میرٹھ پہنچکر دہرہ ایکسپریس سے برائے دیو بند پکڑ لوں۔ لیکن ایسی بس اگر ملی تو راستے میں حسن پور اُترنا ممکن نہ ہوگا۔ وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ حسن پور اُتروں۔

جی ہاں! شاہ ولی اللہ رحؒ کے ان افادات میں بڑا علم اور بڑی نورانیت ہے۔ انشاء اللہ "البدائع" حاصل کرنے کی کوشش کرونگا اور اس کے منتخبات "الفرقان" میں شائع ہوتے رہیں گے۔ ابھی تو میں نے اس کی زیارت نہیں کی ہے۔

باغات کی نگہداشت کی مشغولیت مبارک مشغولیت ہے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے اور شکر کی اور ادائے حق کی توفیق دے۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون

والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۷

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲؍جون ۱۹۷۳ء

محبِ عزیز ومکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون۔

اخلاص نامہ مورخہ ۳۱/۵/۷۳ ابھی موصول ہوا۔ کل ہی عریضہ لکھا ہے جس میں سفر کی خاص تفصیل لکھ دی ہے۔ بس نہ ملنے کی وجہ سے بذریعہ ٹرک مرادآباد پہنچا تھا۔ قریباً سوا دس بجے چچا صاحب کے مکان پر پہنچ سکا۔ بتایا گیا کہ آپ منتظر تھے، ابھی تھوڑی دیر پہلے رام پور کے لئے روانہ ہوگئے۔ میں نے کھانا بھی کھایا آرام سے سویا بھی۔ اس کا قلق رہا کہ تاخیر کی وجہ سے ان حضرات کے لئے زحمت کا باعث بنا۔ لکھنؤ سے آنے والی بس کا وقت ۴½ بجے صبح معلوم ہوا تھا۔ اس وجہ سے اوّل وقت نمازِ فجر ادا کرکے بس کے اڈّے پر چلا آیا۔ کسی کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ بڑے میاں صاحب سے کہہ کر پھاٹک کھلوایا وہ بس دو گھنٹہ لیٹ آئی تاہم سوا نو بجے میرٹھ پہنچا دیا۔ دہرہ ایکسپریس زیادہ لیٹ تھا اس لئے میرٹھ سے مظفر نگر بھی بس سے سفر کرنا پڑا اور وہاں سے دیوبند بھی۔ گرمی اس دن شدید تھی۔ ۱۲½ بجے دیوبند پہنچا۔ الحمدللہ بیمار نہیں پڑا۔ تین دن وہاں قیام رہا۔ یکشنبہ، دوشنبہ کی درمیانی رات میں سہارنپور آکر سویا اور پنجاب میل سے لکھنؤ آگیا۔ یہ سفر الحمدللہ آرام سے ہوگیا رزرویشن ہوگیا تھا۔ دوشنبہ کو ۱۲ بجے کے بعد لکھنؤ پہونچ گیا۔ معلوم ہوا کہ سجّاد سلمہٗ کئی دن سے سخت بخار میں مبتلا ہیں۔ بخار اب کچھ کم تو ہوگیا ہے لیکن اب بھی خاصا ہر وقت رہتا ہے۔ ڈاکٹر خاں صاحب کا علاج ہے۔ ٹائیفائڈ کا علاج کررہے ہیں۔ دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ صحت وشفا عطا فرمائے ـــ کئی برس سے لکھنے لکھانے کا کام میں اُنھیں سے لیتا تھا۔ حضرت مولانا عبدالباری صاحب[1] انتہائی ضعف کی حالت میں ہیں، آنکھیں بند رہتی

---

[1] مولانا عبدالباری ندوی رح کی پیدائش موضع گدیا ضلع بارہ بنکی ۱۴؍ذی الحجہ ۱۳۰۶ھ کو ہوئی (مسلسل)

ہیں۔ متوجہ کرنے سے متوجہ ہوجاتے ہیں۔ میں آج صبح بھی گیا تھا، پہچان لیتے ہیں بولنا بھی بہت کم ہے۔ بظاہر آخری دور ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے فیوض و برکات جاری رکھے۔

مولانا علی میاں انشاء اللہ کل اتوار کی شب میں دہلی روانہ ہوجائیں گے، اور پرسوں وہاں سے افغانستان کے لئے روانہ ہوجائیں گے وہاں سے ایران اور وہاں سے حجازِ مقدس، دو مہینے میں واپسی کا اندازہ ہے۔ والسّلام ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۷

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۵ فروری سنہ ۱۹۷۴ء

محبِّ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام و رحمت

پچاس دن کے بعد ۲۶ جنوری کو لکھنؤ واپسی ہوئی۔ کاموں کا ایسا ہجوم تھا کہ ڈاک کو چھونے کی نوبت (نہیں) آئی۔ ایک دن پڑھ کے دیکھا تو بس ۵۔۶ خط تھے اور جواب طلب بس ایک دو۔ اِدھر دو تین دن سے یہ خیال آرہا تھا کہ غالباً سفر سے پہلے بھی کافی عرصہ سے نہ میں نے خط لکھا تھا نہ آپ کا کوئی خط ملا تھا، اسلئے دل میں تقاضہ تھا کہ ڈاک کا کام ہاتھ میں لوں تو آپ کو خط لکھوں ـــــ یہ لطیفۂ غیبی ہے کہ آج ہی میں اس حال میں آیا تھا کہ

(مسلسل) آپ کے والد حکیم عبدالخالق صاحبؒ اپنے وقت کے مشاہیر و مسلّم مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے مولانا شبلیؒ سے ندوہ میں درس حاصل کیا تھا، اپنے زمانے کے جیّد عالم معقولات مولانا شبیر علی صاحبؒ سے اپنے رجحان و ذوقِ معقولات کی خوب سیرابی کی۔ اوّلاً سلطان پور ہائی اسکول میں مدرسی کے فرائض انجام دیئے بعدہٗ .... عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد میں فارسی کے لیکچرار رہے۔ یہاں آپ کو صدر شعبۂ فارسی شیخ عبدالقادر اور پرنسپل الیف ڈبلیو بین کی خاص عنایات حاصل تھیں۔ آپ کا اصل موضوع اسلام اور عقلیات تھا جس کی وجہ سے نظامِ حیدرآباد بھی متاثر تھا۔ حکیم الامت (مسلسل)

ڈاک کیلئے بیٹھوں کہ آپ کا عنایت نامہ مِل گیا اور فوراً ہی مجھے جواب لکھنے کی توفیق مِل گئی ـــ

اس دفعہ ٹھیک چالیس۴۰ دن حرمین پاک میں قیام رہا۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ اس نے محض اپنے کرم سے رابطہ کا رکن بنا دیا، اور حاضری کا یہ وسیلہ پیدا فرما دیا جن دوستوں سے قلبی تعلق ہے وہ ساتھ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایسا ہی تعلق عطا فرمایا ہے۔ میں ۲۶ جنوری کو لکھنؤ پہونچ گیا تھا۔ مولانا علی میاں کو اور بھی دو تین مقامات پر جانا تھا وہ ہندوستان تو آچکے ہیں ۸ فروری تک لکھنؤ پہونچنے کی توقع ہے ـــ لیجئے ملاقات کا پروگرام آپ ہی بنا دیئے۔ ۱۹ فروری سہ شنبہ سے دارالعلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہے، مجھے اپنی ایک ضرورت سے ۱۸ فروری دوشنبہ کی شام کو سہارنپور پہنچنا ہے۔ یہ بھی چاہتا ہوں کہ لکھنؤ میں اتوار کے درسِ قرآن کا ناغہ نہ ہو۔ مولانا فریدی کی بھی زیارت کرنا ہے۔ یہ سوچ رہا ہوں کہ اتوار کو درسِ قرآن سے فارغ ہو کر لکھنؤ دلی میل سے چلوں، دوشنبہ کی صبح امروہہ اُترُوں۔ آپ بھی وہیں تشریف لے آئیں دو گھنٹے وہاں قیام کر کے مراد آباد آکر الہ آباد سہارنپور پسنجر پکڑلوں۔ اگر آپ کے نزدیک یہ ممکن العمل ہو تو مجھے لکھ دیجئے کہ ایسا ہی کروں۔ انشاء اللہ ۱۸ فروری دوشنبہ کی صبح میل سے امروہہ پہنچ جاؤں گا۔ آپ بھی وہیں تشریف لے آئیے، مراد آباد تک ساتھ رہے گا۔ آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔ والدین ماجدین ہمشیرہ صاحبہ، اہلیہ مکرمہ، چچی صاحبہ اور چچا صاحب کی خدمت میں بشرطِ یاد و سہولت سلام مسنون۔ دعاؤں کا بہت محتاج ہوں اور آپ

(مسلسل ۲) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ کے مرید و خلیفہ اور مجاز بالبیعت تھے اُنکی خاص عنایات آپ کو حاصل رہیں۔ آپ کا وصال ۳۰ جنوری ۱۹۶۶ء کو ہوا۔

(ماخوذ از بزمِ اشرف کے چراغ)

حضرات کے لئے دعا کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ والسّلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۲۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۲ر فروری ۱۹۷۴ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا و علیکم السلام ورحمۃ اللہ

عنایت نامہ ابھی ملا ابھی تک پروگرام وہی ہے اگر اس کے مطابق سفر ہوا تو صبح فجر سے پہلے امروہہ ان شاء اللہ اُتروں گا اور الہ آباد سہارن پور پسنجر پکڑنے کے لئے ۸ بجے کے قریب وہاں سے مراد آباد روانہ ہو جانا پڑیگا۔ لیکن شام تک سہارنپور پہنچنے کے لئے اگر کوئی دوسرا راستہ زیادہ مناسب معلوم ہوا تو پھر اُس کو اختیار کروں گا۔ ۱۸ر کی شام کو ۷/۶ بجے تک مجھے سہارنپور پہونچ جانا چاہیئے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ الحمد للہ بخیر ہیں لیکن ضعف کافی بڑھ گیا ہے ___ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے ملک کے حالات بڑے تشویشناک نظر آرہے ہیں۔ ہم آپ تو بس دُعا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دُعا نصیب فرمائے اور رحم و کرم فرمائے۔ سیلنگ کے مسئلہ کے لئے اِن شاء اللہ دعا کا اہتمام کرونگا۔ والدین ماجدین محترمہ بہنوں اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون۔ والسلام محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۳۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۵ر فروری ۱۹۷۴ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم، سلام ورحمت

ملفوف گرامی نامہ مِل گیا تھا اس کی رسید بھی لکھ چکا ہوں۔ مجوزہ پروگرام کے مطابق امروہہ کے لئے رزرویشن بھی کرالیا تھا۔ کل شام دارالعلوم کا خط مِلا جسمیں اطلاع دی گئی ہے کہ الیکشن کے ہنگامہ کی وجہ سے مجلسِ شوریٰ کا جلسہ جو ۱۹ر فروری سے ہونے والا تھا ۱۲ر مارچ کے لئے

ملتوی کردیا گیا ہے مجھے بھی افسوس کے ساتھ سفر ملتوی کرنا پڑا، اب آپ امروہہ جانے زحمت نہ کریں۔ خدا کرے میرا یہ کارڈ کل شنبہ کو آپ کو مل جائے۔ امید یہی ہے احتیاطاً ایکسپریس ڈلیوری کرا رہا ہوں تاکہ اگر شنبہ کو نہ پہونچے تو اتوار کو مل جائے۔ آئندہ پروگرام ان شاء اللہ اطلاع کروں گا۔ قومی آواز کے چندہ والی بات ابھی تک حسّان میاں سے نہیں کہہ سکا۔ خدا کرے کہ آج یاد رہے۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۰ رفروری ۱۹۷۴ء

محب عزیز ومحترم! سلام مسنون

امید ہے کہ میرا وہ خط ۱۶ یا ۱۷ رفروری کو مل گیا ہوگا جس میں میں نے دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ کی تاریخ کی تبدیلی اور اس کی بناپر اپنے سفر کے التواء کی اطلاع دی تھی۔ میں نے وہ خط جمعہ ۱۵ رفروری کو لکھا تھا۔ احتیاطاً ایکسپریس ڈلیوری کرادیا تھا تاکہ اگر شنبہ کو تقسیم نہ ہو تب بھی یکشنبہ کو آپ کو مل جائے اور امروہہ کے لئے سفر کی زحمت نہ ہو۔ مجلس کے جلسہ کی تاریخ پہلے ۲ رمارچ رکھی گئی تھی۔ تین ہی دن کے بعد اطلاع ملی کہ فلاں مجبوری سے ۲ کو نہیں ہوسکی اسلئے اب مجلس کا جلسہ یکم مارچ سے ہوگا۔ میں نے ۱۷ رفروری کے لئے دہلی میل میں ریزرویشن کرالیا تھا، اس کو کینسل کرانا پڑا۔ اب یہ ارادہ ہے کہ ۲۶ رمارچ کو دہلی میل سے روانہ ہوکر ۲۷ رکی صبح امروہہ اُتر جاؤں اور دو تین گھنٹہ وہاں رہ کر سنبھل چلا جاؤں اور ۲۸ رکو وہاں سے دیوبند کے لئے روانہ ہوجاؤں۔ آپ کو صرف اطلاع دینا ضروری سمجھا لیکن میری رائے یہ ہے کہ آپ اس دفعہ امروہہ آنے کی زحمت نہ کریں کیونکہ اس کا امکان ہے کہ اس درمیان میں مجھے پروگرام میں تبدیلی کرنی پڑے اور میں ۲۶ رکو روانہ نہ ہوسکوں اگر سفر ہوا تو واپسی میں بھی مجھے سنبھل جانا ضروری ہوگا۔ اور اگر دن اور وقت کا تعیّن میں

پہلے سے کرسکا تو انشاء اللہ آپ کو اطلاع دیدوں گا، دعاؤں کا محتاج و طالب، اور دُعاگو ہوں۔ والسّلام۔ محمد منظور نعمانی۔

مکتوب نمبر ۵۷

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۱۰ر شوال ۱۳۹۴ھ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۷۴ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخلاص نامہ مورخہ ۵ر شوال کل موصول ہوا۔ میں دل کے شدید تقاضہ کے باوجود اپنے عوارض اور خاص حالات کی وجہ سے سہارنپور کا سفر اب تک نہیں کرسکا تھا ۵ر شوال کو روانہ ہوا اور واپسی میں ایک دن سنبھل قیام کرکے پرسوں یہاں پہنچا ہوں اپنے سفر کے پروگرام کے بارے میں اگر یقین ہوتا کہ یہی پروگرام رہیگا تو آپ کو ضرور اطلاع دیتا۔ یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی اور رشک آیا کہ آپ نے رمضان المبارک میں رائپور، سہارنپور، گنگوہ اور تھانہ بھون میں کچھ دن گزارے۔ میں تو محلّہ کی مسجد میں تراویح بھی نہ پڑھ سکا۔ اللہ تعالیٰ حوادث و تکالیف کو کفارۂ سیّئات بنائے۔ اس کے کرم ہی سے امید ہے ـــ زمینوں کی حدبندی کے مسئلہ نے آپ کے لئے جو پریشانی پیدا کردی ہے اس کا ذکر پہلے بھی ایک خط میں آپ نے کیا تھا اور جب توفیق ہوتی ہے اس کے لئے دُعا کرتا ہوں، ہتھورا کے حضرت مولانا محمد صدیق[۱] صاحب میرے بہت ہی مخلص محب اور صوفی عبدالرب[۲] صاحب بہت قدیمی عنایت فرما ہیں، آپ ان دونوں صاحبوں کو

---

[۱] مولانا قاری سید محمد صدیق صاحب بانی مدرسہ ہتھورا و خلیفہ مجاز حضرت مولانا اسعد اللہ رحمہ اللہ!

[۲] صوفی سید عبدالرب صاحب ایم، اے۔ آپ کی تمام تر تعلیم عصری تعلیم گاہوں میں ہوئی، آپکو بچپن ہی سے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے عقیدت تھی آپ کے والد ماجد (مسلسل)

کو دعا کے لئے لکھتے۔ انشاء اللہ میں بھی لکھوں گا لیکن اگر آپ خود ان حضرات کے پاس تشریف لے جائیں تو قدرتی طور پر ان بزرگوں کے قلوب زیادہ متاثر ہوں گے۔

مفتی محمد رضا انصاری[۵] کے نام سے جو سلسلہ الفرقان میں جاری ہے وہ اُن کا مضمون یا مقالہ نہیں ہے حضرت مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ کا ایک بہت اہم رسالہ "التکمیل فی الجرح والتعدیل" تھا اس کو دمشق کے ایک محقق عالم نے اپنی تعلیقات کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ مفتی محمد رضا انصاری اس کا ترجمہ کر رہے ہیں چونکہ میری نظر میں وہ بہت کار آمد چیز تھی اسلئے خود میرا ارادہ ترجمہ کا تھا۔ جب مفتی محمد رضا صاحب نے شروع کر دیا تو میں نے اس کو غنیمت سمجھا مجھے اس کا بالکل احساس نہیں ہوا کہ وہ "الفرقان" کے عام ناظرین کے لئے بالکل غیر دلچسپ اور غیر مفید ہوگا۔ آپ کے اس خط سے چند ہی روز پہلے مولوی عتیق الرحمٰن نے یہ بات کہی تب مجھے احساس ہوا۔

(مسلسل) حکیم الامتؒ سے بیعت تھے، آپ اپنے افکار و اشغال کردار و اعمال ہی میں نہیں بلکہ وضع قطع، لباس اور طرزِ معاشرت تک میں شیخ و عارف بلکہ درویش ہی رہے۔ صوفی صاحب اگرچہ بیعت حکیم الامتؒ سے تھے لیکن حضرت تھانویؒ نے اُن کی اصلاح کی ذمہ داری اپنے خلیفہ اجل مولانا محمد عیسیٰ صاحبؒ کے سپرد کر دی تھی۔ صوفی صاحب بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت تھانویؒ مولانا محمد عیسیٰؒ اور مولانا شاہ وصی اللہؒ کے وصال کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ سے تجدید بیعت کی درخواست کی تھی، آپ ایک اچھے شاعر بھی تھے آپ کے اشعار الفرقان میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ۲۴ یا ۲۵ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ مطابق ۷ر فروری ۱۹۷۵ء کو آپ کا وصال ہوا۔ (ماخوذ ضمیمہ قومی آواز دہلی)

۵ـ مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی، آپ ۱۹۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ خاندانی روایات کے مطابق تعلیم و تربیت ہوئی۔ حفظِ قرآن کے بعد دینیات کی مکمل تعلیم "مدرسۂ نظامیہ"، فرنگی محل میں حاصل کی۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے عالم، فاضل، اور ادب کے امتحانات بھی دیئے۔ ۱۹۳۸ء میں (مسلسل)

الفرقان کا وہ شمارہ جس میں ڈاکٹر فریدی صاحب مرحوم پر مولوی عتیق الرحمٰن نے لکھا تھا انشاء اللہ دوبارہ روانہ ہو جائیگا، انشاء اللہ دعا کا اہتمام کروں گا اور خود دعا کا بیحد محتاج ہوں۔ والسلام محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۶۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۵ر دسمبر ۱۹۷۴ء

محب عزیز و مکرم! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

۲۷ر نومبر کا مرقومہ اخلاص نامہ آج موصول ہوا معلوم نہیں کہاں دیر لگی —

جی ہاں! میں ۵ر شوال کو سہارنپور گیا تھا اور ۸ یا ۹ ر کو وہاں سے سنبھل آیا دو دن رہا۔ یہ سفر بھائی صاحب[۱] مرحوم کی زیارت و ملاقات ہی کے لئے کیا تھا کیونکہ مئی کے حادثہ کے بعد سے سفر کے قابل نہ ہو سکا تھا — سنبھل سے میری واپسی کے دو ہی دن بعد وہ انتقال فرما گئے، اگر میں نہ جاتا تو بڑا قلق رہتا۔ سب کو وہیں پہنچنا ہے اللہ تعالیٰ اس سفر کی تیاری کی فکر نصیب فرمائے۔ نومبر میں عنایت نامہ ملا تھا مجھے

(مسلسل)، علی گڑھ یونیورسٹی میں شعبۂ دینیات کے استاد مقرر ہوئے۔ فنِ اسماء الرجال میں بڑا ادراک رکھتے تھے۔ مزاج بے حد سنجیدہ تھا۔ اہلِ علم کی بڑی عزت فرماتے تھے۔ یتیموں سے محبت رکھتے تھے۔ علماء فرنگی محل کی تاریخ پر ایک اہم کام کر رہے تھے لیکن تمنا و قدر کا فیصلہ کچھ اور تھا۔ الادب الجاہلی، درسِ نظامی، فتاویٰ فرنگی محل، حج کا سفرنامہ آپ کی تالیفات میں سے ہیں۔ ۱۰ر رجب المرجب ۱۴۱۰ھ مطابق ۵ر فروری ۱۹۹۰ء کو اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔
(ماخوذ تعمیرِ حیات لکھنؤ)

جواب دینا یاد نہیں، آپ کے مسئلہ میں دُعا کا اہتمام نصیب رہا، اللہ تعالیٰ مستقبل میں خیر فرمائے ۔۔

جی ہاں! حاجی بادشاہ صاحب پالنولی (گجرات) کے اجتماع میں گئے تھے، واپسی ابھی نہیں ہوئی ہے۔ جسمانی صحت الحمد للہ رو بہ ترقی ہے۔ صبح ایک میل سے زیادہ چل لیتا ہوں لیکن جسمانی نظام میں ایک مستقل سی کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔ عمر کا بھی تقاضا ہے تاہم اللہ تعالیٰ کے انعامات بلیشمار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کے قابل رکھے۔ اور شکر کی توفیق دے۔ والدین ماجدین مدظلہما اور اہل خانہ کو سلام مسنون دُعا کرتا ہوں اور دعا کا محتاج ہوں۔ والسلام محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۷

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۲ر فروری ۱۹۷۵ء

محب عزیز ومکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام و رحمت

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو شاید کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا ہو کہ گذشتہ جمعہ ۷ر فروری کو ہمارے حضرت صوفی عبدالرب صاحب واصل بحق ہو گئے ۔۔۔ الفرقان کچھ دیر سے شائع ہو سکے گا اسلئے خط سے اطلاع دے رہا ہوں ۔۔۔ آپ کے حالات کا خیال رہتا ہے دعا کا اہتمام نصیب ہو جاتا ہے۔ ہم ضعیف بندوں کو اللہ تعالیٰ سے راحت و اطمینان اور عافیت ہی مانگنی چاہیئے۔ لیکن یہ تو اپنا بھی تجربہ ہے کہ ہم عوام کو مشکلات و مصائب میں جیسا رجوع الی اللہ نصیب ہو جاتا ہے عافیت و اطمینان کے حالات میں نصیب نہیں ہوتا مشکلات اور پریشانیوں میں یہ تو رحمت کا کھلا پہلو ہے ۔۔۔

پرسوں سے دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہے کل سیالدہ سے روانگی کا ارادہ ہے، والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون والسلام محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۷۸

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ - ۱۸ اپریل ۱۹۷۵ء

محب عزیز ومکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل بھائی عبد السلام صاحب نے بتایا کہ بھائی بادشاہ علی صاحب ابھی حال ہی میں حسن پور گئے تھے۔ بھائی عبد السلام صاحب نے یہ بھی بتلایا کہ بھائی بادشاہ علی صاحب کو لکھنؤ پہنچکر سرکاری کام سے دہلی جانا پڑا اس لئے وہ خود مجھے یہ پیغام نہ پہنچا سکے۔ آپ نے اُن کے ذریعہ مجھ کو پھوپھا صاحب کے حادثہ کی اطلاع دی۔ مرحوم میرے محسنوں اور مخلصوں میں سے تھے اور آپکی نسبت سے بھی خاص تعلق تھا بلکہ وہی تعارف اور تعلق کی بنیاد بنا تھا، دل متاثر ہوا۔ آپ حضرات کے تاثر اور صدمہ کے احساس سے بھی صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کے لئے دعا اور ایصالِ ثواب کی توفیق دی، انشاءاللہ آئندہ بھی یہ توفیق ملتی رہے گی۔ ظاہر ہے کہ ہم کو، آپ کو سب کو وہیں جانا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے ہماری سب کی تقصیرات معاف فرماکر اپنے دارِ رضا ورحمت (اور) جنت میں جمع فرمادے، اس کے بعد کسی کی جُدائی اور کسی طرح کے بھی صدمہ کا خطرہ نہ ہوگا۔

شاہ فیصل مرحوم کے حادثہ نے بہت متاثر کیا، آپ کی طبیعت کا جو انداز ہے اُس کی بنا پر خیال ہے آپ کو بھی سخت صدمہ پہنچا ہوگا۔ ربِّ کریم جو قادرِ مطلق ہے اُمت کو اُن کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آرزو بڑی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ نہیں اِنَّہٗ عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر (ترجمہ: بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے)

عامر عثمانی مرحوم کے حادثہ کا بھی بڑا رنج وقلق ہے مجھے تو قومی آواز میں اطلاع آجانے کے باوجود دو دن یقین نہ آیا اس کی خاص وجہ یہ ہوئی کہ صرف ہفتہ عشرہ پہلے اُن کے بھائی عمر فاروق صاحب کا خط کتب خانہ الفرقان میں آیا تھا اس میں ضمنی طور پر

مجھے یہ اطلاع دی گئی تھی کہ عامر صاحب پر قلب کا دورہ پڑ گیا ہے اگرچہ افاقہ ہے
لیکن دعا کی ضرورت ہے پھر جس دن قومی آواز میں یہ اطلاع آئی کہ اس کی تصدیق
ہو گئی ہے کہ پونہ میں آج مدیر "تجلّی" عامر عثمانی صاحب کا انتقال ہوا ہے ٹھیک اسی دن
عمر فاروق صاحب کا ۱۰ر اپریل کا لکھا ہوا دوسرا خط پہنچا اس میں بھی لکھا تھا کہ
عامر صاحب کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے لیکن دُعا کی ضرورت ہے اس سے میں نے یہی
سمجھا اور یہی سمجھا جا سکتا تھا کہ ۱۰ر اپریل تک وہ دیوبند میں ہیں اور دل کے دورے
کا اثر کچھ نہ کچھ باقی ہے۔ ایسی صورت میں میرے نزدیک پونہ کے طویل سفر کا کوئی امکان
نہ تھا، اس لئے میں یہی سمجھتا رہا کہ خبر کسی غلطی اور اشتباہ پر مبنی ہے لیکن بعد
میں یقین کر لینا پڑا کہ قضا و قدر کا فیصلہ ہی اُن کو اس حال میں بمبئی اور پونہ لے گیا۔ اللہ
مغفرت اور رحمت کا معاملہ فرمائے۔ ہماری اور اُن کی غلطیوں اور لغزشوں کو معاف فرمائے
اور ان حوادث کو ہمارے لئے موجب عبرت اور موعظت بنائے۔

مجھے یہ معلوم نہیں کہ مراد آباد میں وکیل صاحب مرحوم کے پسماندگان میں کون ہے جسکو
تعزیتی خط لکھا جائے۔ آپ کی پھوپھی صاحبہ تو یقیناً ہوں گی اُن کا پتہ اگر آپ مجھے لکھ دیں
تو میں اُن کو بھی خط لکھوں۔ ـــ

والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ نیز چچی صاحبہ کو سلام مسنون اور سب سے
دُعا کی درخواست، عزیزم نجم سلمۂ کو سلام و دعا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۵ر جولائی ۱۹۷۵ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام ورحمت
۳ر جولائی جمعرات کی شام کو بھائی عبدالسلام صاحب نے آپ کا ہدیۂ اخلاص پہنچایا

معلوم ہوا کہ مولوی عتیق الرحمٰن کے لئے الگ آیا ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ ۱۴ر جولائی جمعہ کو ہم دونوں بمبئی روانہ ہو گئے جس کی اطلاع آپ کو مولوی عتیق الرحمٰن کے خط سے مل گئی، اور آپ نے تار سے حقِ محبت ادا کیا۔ ۱۲، ۱۳ کی درمیانی شب میں وہ روانہ ہو سکے۔ پرسوں اتوار کو وہ قاہرہ اُترے ہونگے۔ ۲۴ گھنٹہ کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر کل دوشنبہ کو امید ہے کہ بعافیت لندن اُتر گئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے اس سفر کو وسیلۂ صحت بنائے اور جیسا کہ ارادہ ہے وہ رمضان مبارک حرمین پاک میں گذار سکیں۔

میں پرسوں اتوار کو بمبئی سے روانہ ہو کر کل دوشنبہ کی شام کو یہاں پہنچا ہوں ڈاک میں آپ کا اخلاص نامہ مورخہ ۲۱ جمادی الثانیہ دیکھا آج صبح شفیق الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی انھوں نے ذکر کیا کہ میں نے اُن کے (یعنی آپ کے) خط کا جواب لکھ دیا تھا اور کچھ کاغذات کے لئے لکھا تھا پھر کوئی خط نہیں آیا۔ میں نے بتلایا کہ غالباً وہ خود ہی الہ آباد جانے کے لئے آئیں گے اُنھوں نے فرمایا کہ وہ کسی بھی سنیچر یا اتوار کو آجائیں تو میں وقت دے سکوں گا ــــــ

حضرت شیخ الحدیث کے اس خط[1] کی اشاعت کے بارے میں معلوم ہوا تھا آج ہی صبح مولانا علی میاں نے بتلایا کہ اُنھوں نے وہ پڑھوا کر سُن لیا، اُن کا تاثر یہ ہے کہ خط میں جو کچھ ہے وہ (توقع اور اندازے کے خلاف) کافی وزنی ہے اور گرفتیں سطحی نہیں ہیں بلکہ عمیق ہیں۔ میں بھی انشاء اللہ دیکھوں گا۔ اس موضوع پر گفتگو زبانی ہی مفید ہو سکتی ہے، میری اور علی میاں کی اب ایک رائے قائم ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ شرورِ نفس سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

---

[1] مولانا محمد زکریا قدس سرہٗ مرحوم کو خط لکھا تھا ان کا رجحان جماعتِ اسلامی کی طرف ہو گیا تھا اسی کی طرف اشارہ ہے۔ یہی خط فتنۂ مودودیت کے نام سے موسوم ہے۔

۲۶، ۲۷ - ۲۸ - جولائی کو دار العلوم دیوبند کی مجلسِ شوریٰ ہے اس کی شرکت کے لئے میں نے براہِ دہلی دیوبند جانے کا ارادہ کیا ہے۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب سے ابھی تک ملاقات نہیں کر سکا ہوں۔ ٹرین متعین نہیں ہے، البتہ ۲۴ جولائی کو انشاء اللہ صبح سے سہ پہر تک نظام الدین قیام رہے گا۔ رزرویشن کے بعد انشاء اللہ متعین اطلاع دے سکوں گا۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ اور بچی صاحبہ کو سلام مسنون۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دعا کا محتاج اور دعاگو، محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۰

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ ۲۵ اگست ۱۹۷۵ء

محبِ عزیز و مکرم! سلام و رحمت

اخلاص نامہ مورخہ ۲۳/۸/۷۵ ابھی ملا۔ حضرت میاں صاحب[۱] رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق مولوی ذکی مرحوم کا مضمون ایسا ہی ہے۔ میں بھی بہت متاثر ہوا ۔۔۔ افسوس ہے کہ حضرت کے بارے میں میرے پاس کچھ معلومات نہیں اور غالباً مولانا مفتی محمد شفیع[۲] صاحب کے سوا

۱؎ حضرت مولانا میاں سید اصغر حسین محدث دیوبندیؒ المتوفی سنہ ۱۳ھ

۲؎ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی ثم کراچویؒ۔ آپ کی ولادت ۱۳۱۴ھ میں دیوبند میں ہوئی۔ دار العلوم دیوبند میں از ابتدا تا انتہا تعلیم حاصل کی اور وقت کے جیّد علماء علامہ کشمیریؒ، مفتی عزیز الرحمن عثمانی، مولانا سید اصغر حسین دیوبندیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا غلام رسول خاںؒ ہزاروی سے شرف تلمذ تھا، فراغت کے بعد دار العلوم دیوبند میں ہی علمِ دین کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ سب سے پہلے آپ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندی کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ حضرت شیخ الہند کی وفات کے بعد حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے تجدید بیعت کی اور آپ کی خدمت میں طالب علمی کے زمانہ سے ہی جاتے رہے، آپ کے والد حضرت تھانویؒ کے ہم سبق تھے (مسلسل)

کسی کے پاس کبھی نہ ہونگے کسی نے غالباً کچھ لکھا بھی نہیں بہت ہی کم آمیز ہستی تھی - یہ مولوی ذکی مرحوم نے جو (کچھ) لکھا مفتی صاحب ہی سے سُنا ہوا لکھا - کاش مفتی صاحب خود لکھتے، اب وہ اس حال میں نہیں رہے ـــ اتفاق کی بات ہے آج ہی شام کو دہرہ ایکسپرس سے سہارنپور کا سفر طے ہے - مولانا علی میاں بھی تشریف لے جا رہے ہیں - یہ خط آپ کو کل ورنہ پرسوں ملے گا - ہم لوگوں کا ارادہ جمعرات کی شام کو وہاں سے لکھنؤ روانہ ہونے کا ہے - والسلام - محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۱

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ ۱۲ / نومبر ۱۹۷۵ء

محب عزیز و مکرم ! سلام مسنون

خدا کرے اب مزاج بالکل بعافیت ہو الٰہ آباد سے واپسی پر جو خط آپ نے لکھا تھا وہ موصول ہوا - گویا یہ مقدر ہے کہ حجازِ پاک کا سفر کبھی زیادہ اطمینان سے نہ ہو - صورت یہ ہے کہ رابطہ کی طرف سے اطلاع مل چکی ہے کہ آپ کا ٹکٹ سعودی ایرلائن کے ذریعہ بھیجدیا گیا ہے لیکن ابھی تک سعودی ایرلائنز سے نہ ٹکٹ آیا نہ کوئی اطلاع اس کے باوجود جانے کا ارادہ کر رہا ہوں، اگر اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہے تو حاضری نصیب ہو جائے گی - آپ جیسے مخلصین ہمیشہ یاد رہتے ہیں - اب مزید اہتمام انشاء اللہ نصیب ہو گا - میرے پاس ایک زیادہ قیمتی قلم رکھا ہے جو استعمال نہیں کرتا کیونکہ گم

(مسلسل) ۱۳۴۹ھ میں حکیم الامت ؒ نے آپ کو اپنا مجاز بیعت قرار دیا - ملک کی تقسیم کے بعد آپ کراچی منتقل ہو گئے اور کراچی میں ایک دارالعلوم قائم کیا، احکام القرآن، تفسیر معارف القرآن فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، اسلام کا نظام اراضی، خاتم الانبیاء، حیلۂ ناجزہ، آلاتِ جدیدہ، اوزان شرعیہ اصول اللغت، اسلامی معاشیات اور مجالس حکیم الامۃ آپکے علم و فن کی دلیل ہیں شوال ۱۳۹۶ھ میں آپکا وصال ہوا ماخوذ بزم اشرف کے چراغ،

کر دیتا ہوں اور بڑھیا قلم کے استعمال کا سلیقہ بھی نہیں۔ آپ تو اشارہ کر دیتے تو میں اس کو پیش کر دیتا، اب تو انشاء اللہ آئندہ ہی ممکن ہو گا۔ ممکن ہے کہ پرسوں جمعہ کو بمبئی کے لئے روانہ ہو جاؤں — والدین ماجدین، اہلیہ مکرمہ اور عزیزم نجم کو سلام مسنون اور دعائیں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دعاؤں کا طالب اور دعا گو

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۲

باسمہ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ یکم جنوری ۱۹۷۶ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم۔ سلامت و رحمت

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو، یہ عاجز اور مولوی عتیق الرحمٰن سلمہٗ ۲۴ر دسمبر کی صبح جدہ سے روانہ ہو کر شام کو بمبئی اتر گئے تھے۔ مولوی عتیق الرحمٰن کو بمبئی سے لکھنؤ کا سفر ٹرین سے کرنا تھا اور ان کے لئے اگلے ہی دن ۲۵ر دسمبر کو رزرویشن بمبئی کے دوستوں نے کرا رکھا تھا وہ ۲۶ر دسمبر کی شام کو لکھنؤ آ گئے ہیں۔ چند روز بمبئی قیام کر کے پرسوں ۳۰ر دسمبر کی صبح لکھنؤ پہنچ گیا ہوں۔ الحمد للہ بعافیت ہوں۔ بھائی عبدالسلام اور بھائی بادشاہ علی صاحب کو سلام انشاء اللہ پہنچ جائے گا۔ لکھنؤ آنے کی تاریخ پہلے معلوم ہو جائے تو اچھا ہے۔ جنوری کی آخری تاریخوں میں میرا دیوبند کا سفر ہو گا، غالباً سنبھل بھی جانا ہو گا۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۳

باسمہ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ ۳ر مارچ ۱۹۷۶ء

محبِ عزیز مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام مسنون۔

اخلاص نامہ مورخہ ۲۳ صفر موصول ہوا ــــ اللہ تعالیٰ افکار اور پریشانیوں سے نجات دے اور ہر طرح مدد فرمائے۔ حضرت مولانا عبدالباری صاحبؒ نے اگرچہ پوری عمر پاکر وفات پائی تاہم اُن کی وفات ہم لوگوں کے لئے بڑا سانحہ ہے۔ حضرت مولانا مرحوم کہا کرتے تھے کہ میں جلدی جلدی حاضر ہوں لیکن بُعدِ مکانی کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم حتی الوسع اہتمام کرتا تھا۔ میں ۲۵ جنوری کو دیوبند کے لئے روانہ ہو گیا تھا۔ اس سفر سے واپسی ۲ر فروری کو ہوئی۔ مولانا کی وفات کے وقت میں لکھنؤ نہ تھا اس کا بھی سخت قلق ہے ــــ سفر سے دو تین پہلے حاضر ہوا تھا لیکن مولانا اس سے پہلے سے اس عالم سے منقطع ہو چکے تھے۔ یہ حال کئی دن رہا ــــ الفرقان میں کچھ لکھا گیا ہے اور مولانا علی میاں نے بھی دارالعلوم (ندوہ) کے تعزیتی جلسہ میں تقریر فرمائی تھی وہ بھی آرہی ہے انشاء اللہ ہفتہ عشرہ میں شائع ہو جائے گا۔

گھر والوں خاص کر صاحبزادوں نے بڑی خدمت کی۔ احمد الباری اور فضل الباری گھر پر ہیں، پتہ تو آپ کو یاد ہی ہوگا۔ مولوی عتیق الرحمن کئی دن سے سنبھل گئے ہوئے ہیں۔ والدین ماجدین چچی صاحبہ اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون۔ اللہ تعالیٰ سب کو دنیا اور آخرت میں اپنے خاص فضل و رحمت سے نوازے اور خود دعاؤں کا بہت محتاج اور طالب ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۴۸

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ ۲۳ر اپریل ۱۹۷۶ء

محبِ عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم، سلام و رحمت

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو۔ اس وقت یہ خط ایک خاص ضرورت سے لکھ رہا ہوں۔ آپ

جب تشریف لائے تھے تو امتیاز محمد خاں صاحب کا آپ نے اس طرح ذکر کیا تھا جس کی وجہ سے میرے ذہن میں یہ رہ گیا کہ آپ ان سے اچھی طرح واقف ہیں اور شاید کوئی قرابتی تعلق بھی ہے۔

اُن سے متعلق معاملہ یہ ہے کہ کچھ دنوں سے باندہ شہر میں بریلویوں نے فساد برپا کر رکھا ہے۔ وہاں کی جامع مسجد جس کے متولی وہاں کے خاندانی رئیس اور ممتاز وکیل انوار الزماں خانصاحب ہیں اور اُن سے پہلے اُنکے والد، دادا اور پردادا رہے ہیں۔ یہ مولانا (عبد الماجد) دریا آبادی کی مرحومہ اہلیہ کے حقیقی بھتیجے ہیں۔ الحمد للہ بہت اچھے مسلمان ہیں حضرت مولانا صدیق احمد صاحب کے معتقد اور دستِ راست ہیں بریلویوں نے جن کی تعداد بھی بہت کم ہے شریر ہندوؤں کی مدد سے یہ کوشش شروع کی ہے کہ وہ متولی نہ رہیں اور جامع مسجد و عیدگاہ پر اُن کا قبضہ ہو جائے۔ اس معاملہ میں بریلویوں اور ہندوؤں اور خاصکر جن سنگھی ہندوؤں کا جوڑ علانیہ ہے۔ اُن کی درخواست پر تائیدی دستخط ہندوؤں کے مسلمانوں سے زیادہ ہیں۔ مقامی سیاست کی وجہ سے کچھ مقامی کانگریسی ہندو بھی بریلویوں کے حامی ہیں۔ انوار الزماں خاں صاحب خود بھی کانگریس کے عہدیدار رہیں اور باندہ کے اول درجہ کے معززین میں ہیں۔ کسی وجہ سے امتیاز محمد خاں صاحب اس مہم میں اُن کے مددگار رہیں۔ اگر وہ عقیدۃً اور ذہناً بریلوی ہیں تب تو اُن کے رویّہ کی اصلاح کی توقع نہیں لیکن میرا خیال واقعات سن کر یہ ہے کہ وہ ایک منسٹر کی حیثیت سے وہاں گئے اور بریلویوں نے اور بعض ہندو لیڈروں نے ان کی سادگی اور ناواقفی سے فائدہ اُٹھا کر اُن کا تعاون حاصل کر لیا ہے اور اب شاید ان کو اس ...... کو بھی ہو گی۔ اگرچہ وقف بورڈ اور عزیز الرحمن صاحب وقف کے منسٹر انوار الزماں خانصاحب کے قدردان اور حامی ہیں۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ اگر آپ کا اندازہ یہ ہو کہ وہ ذہنی طور پر بریلوی نہیں ہیں اور صرف سادگی

اور ناواقفی سے وہ بریلویوں کے موقف کے حامی ہوگئے ہیں اور آپ کے ذریعہ سے اُن کو حقیقت سمجھائی جاسکتی ہے تو پھر میں یہ ضروری سمجھوں گا کہ آپ اس مقصد کیلئے لکھنؤ کا ایک سفر کریں یا اس کے متبادل کوئی مناسب تدبیر، وہ غالباً بارہ بستی کے ہیں اور وہاں کے حضرات کا تو ہمارے اکابر سے عقیدت کا تعلق رہا ہے۔ میرا دل قبول نہیں کرتا کہ وہ حضرت گنگوہیؒ، حضرت نانوتویؒ اور حضرت تھانویؒ کے مکفرین میں ہوں اگر آپ کا اندازہ بھی یہی ہو تو سوچئے کہ ان کی اصلاح کے لئے کیا رویہ اختیار کیا جائے باندہ کے مسئلہ میں اُن کی دلچسپی نے اُلجھن اور خطرہ پیدا کر دیا ہے اور اب شاید انھوں نے اُس کو.........

۲ مئی یکشنبہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عاملہ کا جلسہ ہے۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ یکم مئی شنبہ کو سیالدہ ایکسپریس سے لکھنؤ سے سہارنپور کے لئے روانہ ہوؤں اگر بالفرض کوئی تبدیلی ہوئی تو آپ کو انشاءاللہ اطلاع دوں گا۔ اگرچہ تبدیلی غالباً ہوگی نہیں۔ رات کو پنکھے کی ہوا مجھے برداشت نہیں ہوتی، اسلئے مجبوراً سیالدہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر زیادہ زحمت نہ ہو تو شنبہ یکم مئی کو مرادآباد اسٹیشن پر سیالدہ کے وقت تشریف لے آئیں میں غالباً ٹرین کے پچھلے حصہ میں ہونگا اس وقت باندہ کے مسئلہ پر زبانی گفتگو ہو جائیگی اور اگر امتیاز محمد خاں صاحب کے بارے میں کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ خدانخواستہ بریلوی مسلک اور ذہن کے ہیں اور جامع مسجد کی تولیت کے مسئلہ سے اُن کی دلچسپی اسی وجہ سے ہے تو پھر خط کے ذریعہ اس سے مجھے مطلع کر دینا بھی کافی ہے مرادآباد اسٹیشن پر ملنے کی زحمت کی ضرورت نہیں۔

والدین ماجدین، اہلیہ مکرمہ اور محترمہ چچی صاحبہ کو سلام مسنون۔ عزیز نجم سلمہ کو سلام کو دعا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۷ رجون ۱۹۷۶ء

محبّ عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم سلام ورحمت

اخلاص نامہ موصول ہوا۔ سیلنگ کے مسئلہ نے اللہ کے بہت سے بندوں کو بڑی پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ ایک دَور ہے۔ اللہ تعالیٰ نجات عطا فرمائے۔ حاجی شفیق الرحمٰن صاحب سے کل ملاقات ہوگئی مجھے ان کے یہاں اس کام کے لئے جانا نہیں پڑا ایک جگہ میں اور وہ جمع ہو گئے اُنھوں نے بتایا کہ اُن کو بھی آپ کا خط ملا تھا اور آپ کو جواب لکھ دیا ہے۔ رحمانی صاحب سے اُن کی ملاقات اور بات ہوئی تھی، اور کاغذات آجانے پر پھر بات کریں گے۔

مولانا (حبیب الرحمٰن صاحب) اعظمی ہماری جماعت بلکہ ہندوستان میں آخری علمی شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عمر اور صحت عطا فرمائے۔

میں انشاء اللہ آج دیوبند کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔ واپسی میں شاید سنبھل بھی جانا ہو۔ چار پانچ دن کے بعد واپسی کا اندازہ ہے۔ غالبًا اس سے پہلے کسی خط میں ایک منی آرڈر کے بارے میں لکھا تھا پھر بات ذہن سے اُتر گئی۔ خدا کرے آج ہی وہ روانہ ہو جائے۔ والدین ماجدین ہمشیران اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی۔

مکتوب نمبر ۸۶

لکھنؤ

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

۲۸ اپریل ۱۹۷۷ء

لے آپ لکھنؤ کے مشہور ایڈوکیٹ اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے الیکشن کمیٹی کے جنرل سکریٹری تھے۔

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم۔ سلام مسنون

اخلاص نامہ موصول ہوا خدا کرے کہ مئی میں آپ کا الٰہ آباد کا سفر ہوا اور لکھنؤ بھی تشریف لانا ہو۔ اس وقت میرا حال معلوم ہو جائیگا اور ملک کے لئے مستقبل میں جو امکانات ہیں وہ اور کچھ زیادہ صاف ہو جائیں گے۔ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے بہت دُکھ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ انجام کیا ہوگا۔ "شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت"۔ والدین ماجدین اور والدۂ غفران اور عزیز ہمشیروں کو جوابِ سلام۔ سب سے دعاؤں کا طالب ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مقدمہ کا انجام بخیر فرمائے۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۸ جون ۱۹۷۱ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو۔ کئی دن ہوئے بھائی بادشاہ علی صاحب کے ذریعہ آپ کا مخلصانہ ہدیہ پہنچا تھا۔ میں چونکہ اپنی موجودہ کیفیت کی وجہ سے گھر کے اندر ہی رہتا ہوں باہر نکلنا نہیں بالکل نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سال آپ کے بھیجے ہوئے آموں سے پہلے آم کی صورت دیکھنے کا اتفاق ہی نہیں ہوا تھا لیکن جب آپ کا ہدیہ آیا تو اس کے بعد سے برابر آمد ہے اور کئی دن سے مجھے اتفاق سے پیٹ کی کچھ شکایت ہے اسلئے میں نے ابھی تک گویا چکھا بھی نہیں۔ آپ کے لنگڑے تو ابھی تیار بھی نہیں ہوئے ہیں۔ غالباً وہ انتظار کر رہے ہیں کہ میں کھانے کے لائق ہو جاؤں۔

آپ نے کسی خط میں مئی میں الٰہ آباد کے سفر کا ذکر کیا تھا، غالباً وہ ہوا نہیں کیا آپ کے معاملات پر بھی ملک کے انقلاب کا اثر پڑا ہے یا اس کی توقع ہے، کیا عجب

انقلاب ہوا ہے، توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء کی کھلی تفسیر ہے ۔ (اللہ جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسکو چاہے عزت دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے) خدا کرے والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ اور سب متعلقین بخیریت ہوں۔ وفیات نمبر ملا ہوگا۔ اس سے میرا موجودہ حال بھی معلوم ہوگیا ہوگا۔ دعا کا محتاج اور دعا گو ہوں۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۸

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۳ر اگست ۱۹۷۷ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام مسنون

بھائی عزیز الٰہی خاں صاحب! آپ نے غضب کر دیا۔ بخدا مجھے اس سے خوشی ہوئی تھی کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے آپ کے تعلق اور رشتہ سے اپنا حق سمجھ کے پریشانی کی اس حالت میں وہ وقت وغیرہ کا لحاظ کئے بغیر گھر پر آجائیں۔ آپ ذرا غور تو فرمائیں سارا سفر ٹرین میں بیٹھے بیٹھے تکلیف سے طے ہوا ہوگا۔ پھر جب ٹرین زیادہ لیٹ ہو جائے اور وہ بھی رات میں تو مسافروں کو کیسی ذہنی اذیت ہوتی ہے اور جسمانی تھکن کے احساس میں اس سے کتنا اضافہ ہو جاتا ہے خود آپ کا بھی بارہا کا تجربہ ہوگا ۔ اس حال میں رات کو ۱۲ بجے کے بعد اسٹیشن اترے پھر رکشہ سے ہوٹلوں کا چکر لگایا ہر جگہ سے "جگہ نہیں ہے" کا جواب ملا۔ ذرا سوچیے کہ جسمانی اذیت، تھکن اور ذہنی کوفت سے اس وقت کیا حال ہوا ہوگا اور جوانی کے نیند کے تقاضے نے کتنا بے حال کر رکھا ہوگا۔ اگر ان حالات میں بھی کسی تعلق والے کے گھر جانے کا حق نہ ہوگا تو کب ہوگا۔ اگر وہ آپ کی رائے پر عمل کرتیں تو وہ اپنے اوپر ظلم کرتیں۔ اور میرے اور آپ کے تعلق کے ساتھ بھی زیادتی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ خوش رکھے۔ انھوں نے بہت صحیح فیصلہ کیا۔ پھر یہ کہ وہ علی الصباح صرف چائے

پی کر بارہ بنکی چلی گئیں۔ اندازہ یہ تھا کہ جلدی ہی واپسی ہو جائے گی اور دوپہر کا کھانا یہیں کھائیں گی لیکن وہ غالباً ۴ بجے سہ پہر کے بعد آئیں اور اسی وقت روانہ ہو گئیں بلکہ بچیوں کو اس کا افسوس ہوا۔ اس کی خوشی ہوئی کہ ملاقات ہو گئی — میں نے آپ کے خط کا ذکر کو ثر اور حمیرا سے کر دیا غالباً دونوں نے پڑھ بھی لیا۔ اُن کے احساسات بھی یہی ہیں بلکہ مجھ سے بھی آگے۔ دونوں آپ کی اہلیہ مکرمہ اور بہنوں کو سلام کہتی ہیں میری طرف سے بھی ان سب کو اور والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون۔ مولانا علی میاں ۹ راگست کی صبح تشریف لائے تھے۔ صرف ایک دن رُکے، رائے بریلی تشریف لے گئے۔ الحمد للہ بعافیت ہیں۔ آنکھ کا آپریشن کرایا تھا، خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ بھائی عبد السلام صاحب صبح کو روزانہ ہی گھر پہ آتے ہیں لیکن آپ کا سلام پہنچانا بھول جاتا ہوں خدا کرے پہنچا سکوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۸۹

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۷۷ء

محب عزیز مکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام ورحمت

میرا حال یہ ہے کہ عام صحت الحمد للہ قریب بحال ہو چکی ہے، کولھے کی ہڈی میں جو نقص ہو گیا ہے اس کی وجہ سے چلنے میں اور نقل وحرکت میں کچھ تکلیف اور دشواری ہوتی ہے۔ اسلئے صرف اپنی ضرورتوں کے لئے گھر کے اندر ہی چل پھر لیتا ہوں بس جمعہ کی نماز کے لئے قریب والی مسجد میں جاتا ہوں زیادہ چلنت پھرت اور سفر سے اپنے کو معذور قرار دیکر خانہ نشینی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس میں خیر وسعادت کے بہت سے سلسلوں سے محرومی بھی ہے اور بعض پہلوؤں سے خیر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے محروم نہ فرمائے۔

دہلی کنونشن کی روداد سُن لی تھی۔ پہلے سے یہی اندازہ تھا۔ غالباً آپ کو اس کے

بنیادی محرک کا علم نہیں ہوسکا۔ ورنہ اتنی خوشی بھی نہ ہوتی۔ بُرہان (اکتوبر) کے شذرات نے جو کچھ بتایا ہے میرا بالکل یہی اندازہ تھا، شیخ تشریف لے گئے اور غالباً آخری بار والعلم عند اللہ۔

مولانا بنوری[1] کا حادثہ ہماری جماعت کا بڑا حادثہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت و رحمت فرمائے۔ سجاد سلمہ، ۶ شوال ہی کو روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں سے دو تین خط بھی آچکے ہیں۔ والدین ماجدین، اہلیہ مکرمہ اور دیگر مخلص پرسانِ حال کو سلام مسنون اور دعا کی درخواست۔ خود بھی دعاگو ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی

---

[1] مولانا محمد یوسف صاحب بنوریؒ ابن مولانا سید محمد زکریاؒ پشاور کے ایک گاؤں میں ۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء میں ولادت ہوئی۔ سلسلۂ نسب حضرت سید آدم بنوریؒ کی وساطت سے سیدنا حضرت حسینؓ سے ملتا ہے۔ قرآن کریم اپنے والدِ ماجد اور ماموں سے پڑھا۔ صرف و نحو، فقہ، اصولِ فقہ، منطق، معانی وغیرہ مختلف فنون کی متوسط کتابیں پشاور اور کابل کے اساتذہ سے پڑھیں۔ علم حدیث اور اصولِ حدیث کی کتابیں ۱۳۴۵ھ سے ۱۳۴۷ھ تک دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں۔ دورۂ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں پڑھا۔ امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور محققِ عصر مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ دیوبندی سے استفادہ کیا۔ ۱۳۵۳ھ میں حضرت شاہ صاحب کی وفات کے بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۳۵۶ھ میں مجلسِ علمی ڈابھیل کی طرف سے مصر، یونان، ترکی اور حجازِ مقدس کا سفر کیا۔ ۱۹۵۱ء میں پاکستان منتقل ہو گئے اور دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار میں شیخ التفسیر اور شیخ الحدیث کا عہدہ تفویض ہوا۔ چند سال کے بعد کراچی چلے گئے اور وہاں نیوٹاؤن میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی طرف سے آپ مجاز بالصحبت ہوئے۔ حضرت تھانویؒ کے وصال کے بعد حضرت مولانا شفیع الدین نگینوی مہاجر مکیؒ خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ (مسلسل)

مکتوب نمبر ۹۰

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالےٰ

لکھنؤ۔ ۳۰ر مارچ ۱۹۷۸ء یوم الجمعہ

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام و رحمت۔

اخلاص نامہ ابھی موصول ہوا ــــ اس معمولی سی معذوری کے علاوہ جس کا آپ کو علم ہے الحمد للہ ہر طرح کی عافیت نصیب ہے اللہ تعالیٰ شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

انشاء اللہ حسب فرمائش دعا کا اہتمام کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے اور قبول فرمائے۔ اصل دعا تو مبتلا بندے کی ہوتی ہے اس کی والی اضطرار کی کیفیت کوئی دوسرا کہاں سے لائے ہاں ایک دعا سے دوسری دُعا کو تقویت پہنچتی ہے اور قبولیت کی زیادہ اُمید ہو جاتی ہے ــــ آپ نے بہت اچھا کیا کہ جناب احسان محمد خاں صاحب[۱] کے ارادۂ تشریف آوری سے مطلع فرما دیا جزاکم اللہ تعالیٰ۔

بریلوی حضرات کے طفیل میں اپنے اس دور میں امرتسر بار بار جانا ہوتا تھا۔ مسجد خیر الدین سے ملحق حضرت مفتی صاحب[۲] رح ہی کے کمرے میں قیام اور حضرت ہی کا مہمان ہوتا

(مسلسل) مہاجر مکی رح سے تجدید بیعت کی عند البیعت مجاز بنائے گئے۔ درس و تدریس کے ساتھ آپ کا محبوب مشغلہ تصنیف و تالیف تھا۔ معارف السنن، شرح جامع ترمذی لبغیۃ الاریب فی احکام القبلۃ والمحاریب، نفحۃ العنبر فی ہدی الشیخ انور قابل ذکر ہیں یہ سب کتابیں عربی میں ہیں۔ ۵ ذی قعدہ ۱۳۹۷ھ میں آپ کا وصال ہوا (ماخوذ الفرقان و بزم اشرف کے چراغ) [۱] پی۔ اے اسسٹنٹ اکاونٹ آفیسر۔ [۲] مولانا مفتی محمد حسن صاحب بن مولانا اللہ داد صاحب رح موضع ملپور ضلع کیمل پور کے علمی خاندان میں پیدا ہوئے آپ نے منطق مولانا محمد معصوم صاحب سے پڑھی۔ مولانا موصوف اپنے زمانہ کے علماء میں علوم عقلیہ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے۔ آپ جب مدرس ہو کر غزنویہ امرتسر تشریف لائے تو مفتی صاحب کو اپنے سے (مسلسل)

تھا۔ بڑی عنایت فرماتے تھے حضرت صاحب درس عالم بھی تھے۔ جہاں تک اب یاد ہے اس دور میں حضرت حکیم الامت رح کے خواص میں سے زیادہ تعلق اور تعارف انہی سے تھا۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی اس تعلق کا نفع عطا فرمائے۔ مارچ کا شمارہ انشاءاللہ آج ڈاک سے روانہ ہوگا۔ مولوی عتیق الرحمٰن ۸ رفروری کو آ گئے تھے لیکن اُن کی طبیعت مسلسل خراب ہے جس کی وجہ سے ابھی تک سنبھل بھی نہ جا سکے اُن کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں ــــ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ سب سے دُعاؤں کی درخواست اور سب کے لئے دعاگو ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۱

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ ۲۷ رجون ۱۹۷۸ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

اخلاص نامہ مورخہ ۱۱ ررجب موصول ہوا ــــ بھائی عبدالسلام صاحب کے جوان اور

(مسلسل) جداگر نامناسب نہ سمجھا اور اپنے ہمراہ امرتسر لے آئے۔ مفتی صاحب مدرسۂ غزنویہ میں تکمیل تعلیم میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے دورۂ حدیث دو مرتبہ کیا تھا۔ ایکبار مدرسۂ غزنویہ میں اور دوسری دفعہ اس وقت کیا جب حضرت حکیم الامت کی خدمت میں بغرض بیعت تشریف لے گئے حضرت حکیم الامت بیعت ہونیوالے کے لئے کچھ شرائط تجویز فرماتے تھے۔ آپ کے لئے دو شرطیں عائد کیں، ایک یہ کہ آپ کسی قاری سے قرآن پاک کی مشق کریں۔ دوسرے کسی حنفی مسلک کے عالم سے بھی حدیث پڑھیں۔ آپ نے دونوں شرطیں قبول کیں اور دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں آپ نے حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رح سے حدیث پڑھی۔ اور مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں (مسلسل)

صاحبِ اولاد بیٹے محمد اسلم کی شہادت کا واقعہ اور پھر بالخصوص اس کی خاص نوعیت بہت ہی متاثر کرنے والا واقعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھائی عبدالسلام صاحب بہت ہی غیر معمولی آدمی ہیں، میرے لئے تو وہ ہاتھ پاؤں کی جگہ ہیں لیکن میرا دل بہت ہی بے حس واقع ہوا ہے یا اب ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھائی عبدالسلام پر اپنا خاص فضل فرمائے اور رحمتوں سے نوازے۔ کل ہی سجاد سلمہٗ کا لفافہ آیا اس میں حضرت شیخ الحدیثؒ کا بھی گرامی نامہ تھا۔ حضرت نے اطلاع دی ہے کہ مسلسل طبیعت ناساز چل رہی ہے دورانِ سال کی تکلیف ہے ضعف بہت بڑھ گیا ہے اس لئے اس سال ہندوستان نہ آنے کا فیصلہ کرلیا گیا حضرت نے حسن خاتمہ کے لئے بھی لکھا ہے۔ ہمارے اکابر کی صف میں اب وہی باقی ہیں اور ہاں مولانا اسعد اللہ[1] صاحب بھی ہیں لیکن دونوں

---

[1] مولانا اسعد اللہ صاحبؒ آپ کی پیدائش رامپور میں ہوئی آپ کا تاریخی نام مرغوب اللہ ہے اس لحاظ سے سنِ پیدائش ۱۳۱۴ھ ہے۔ ابتدائی تعلیم رامپور میں حاصل کی انگریزی تعلیم بھی اسی مدرسہ میں حاصل کی۔ پھر تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ ۱۳۳۲ھ میں مظاہر العلوم سہارنپور میں تشریف لے گئے پھر یہیں مدرس مقرر ہوگئے۔ آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوری۔ مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی حکیم الامتؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور مولانا ظفر احمد تھانویؒ شامل ہیں۔ آپ کی تصنیفات میں تکمیل الفرقان شرح حفظ الایمان۔ المسالمۃ شرح المکالمہ جو کہ (حضرت تھانویؒ کا ایک ملفوظ ہے) شامل ہیں۔ ابتدا میں شاعری کا بھی ذوق و شوق تھا۔ غزلیں کہتے اور مشاعروں میں شرکت کرتے تھے۔ حضرت تھانویؒ سے تعلق کے بعد سے یہ شوق ختم ہوگیا۔ آپ حضرت تھانویؒ کے مجاز بیعت بھی تھے۔ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۹۹ھ ۱۰ جون ۱۹۷۹ء کو آپ کا وصال ہوا (ماخوذ از بزم اشرف کے چراغ)۔

(مسلسل) مدرس ہوگئے۔ کم و بیش ۴۰ سال تک آپ صدر مدرس رہے۔ درس کے ساتھ ساتھ فتاویٰ کا کام بھی آپکے سپرد تھا۔ آپنے امرتسر میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا جسمیں قرآنِ پاک کی تعلیم کیساتھ ساتھ علومِ دینیہ کی بھی تعلیم دیجاتی تھی۔ ملک کی تقسیم کے بعد آپ اور جملہ اساتذہ لاہور منتقل ہوگئے۔ لاہور میں نیلا گنبد کے علاقہ میں اس مدرسہ کی نشاۃِ ثانیہ جامعہ اشرفیہ کے نام سے ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔ جب حضرت حکیم الامت نے اپنی خداداد فراست سے یہ معلوم کرلیا کہ اب درجۂ تکمیل کو پہنچ گئے ہیں تو آپ کو بیعت و تلقین کی اجازت دیدی ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ کو کراچی میں وصال ہوا اور تدفین ہوئی (ماخوذ از بزم اشرفیہ کے چراغ)

ایک حال میں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مقبول خصوصیات کا حصّہ ہم عقیدتمندوں کو بھی نصیب فرمائے ___ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون ۔ آپ سے اور ان سے دعا کی درخواست ۔ میں اسی حال میں ہوں جسمیں آپ نے دیکھا ہوگا ۔ کوئی اذیّت اور تکلیف نہیں ہے ۔ والسلام محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۲

باسمہٖ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ ۱۳ر مارچ ۱۹۷۹ء

محب عزیز و مکرم ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عـ۱ الحمد للہ بعافیت ہوں اسی حال میں ہوں جسمیں آپ نے دیکھا تھا ___ مولوی عتیق الرحمن بھی بخیر ہیں جیسا کہ خطوط سے معلوم ہوتا رہتا ہے ۔

عـ۲ اگر یاد رہا تو اُن کا پتہ اسی کارڈ پر حسّان میاں سے لکھا دوں گا ۔

عـ۳ مرحومہ بیگم مولانا عزیز گل کی وہ کتاب آصف صاحب کو دکھلائی تھی اُن کی رائے معلوم ہونے کے بعد میں نے مجلس والوں سے اس سلسلہ میں بات کرنی ضروری نہیں سمجھی ، نیز وہ نایاب نہیں ہے ندوۃ المصنفین سے اس کے نسخے کتب خانہ الفرقان میں آتے رہتے ہیں ۔ یہ بات میرے علم میں نہیں تھی حسّان نے بتلایا ۔ فی الحال بھی وہ کتب خانہ میں موجود ہے ۔

عـ۴ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی تقریروں والی کاپی محفوظ ہے تشریف لائیں تو مجھ سے وصول فرمالیں ___ الفرقان میں شائع کرنے کے لئے مجھے کچھ کام کرنے کی ضرورت ہوگی اور اپنے کو اس حال میں نہیں پاتا ۔

عـ۵ ۔ عصرِ حاضر جب آپ تشریف لائیں تو لینے آئیں ۔ دعا کا محتاج اور دعا گو ہوں ۔

والسلام ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۳

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۳ رمئی ۱۹۷۹ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم سلام مسنون

اخلاص نامہ موصول ہوا ـــــ الفرقان چھپ جانے کے بعد مجھے اس کا احساس ہو گیا تھا کہ غالباً محمد علی قصوری کا نام غلط لکھا گیا یہ احمد رضا قصوری تھے۔ اب آپکے خط سے تصدیق ہو گئی، آپ کے خط سے یہ بھی معلوم ہوا محمد علی قصوری احمد رضا قصوری کے بھائی ہیں اور حیات ہیں انشاء اللہ اس کی تصحیح الفرقان میں ہو جائے گی ــ میں الحمد للہ اسی حال میں ہوں جس میں آپ نے دیکھا تھا بفضلہٖ تعالیٰ کوئی اذیت اور تکلیف نہیں ہے، عافیت نصیب ہے۔ بھائی بادشاہ علی صاحب بھی آپ کے خطوط کے حوالے سے آپ کا سلام پہنچاتے رہتے ہیں۔ والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں سلام مسنون دعاگو اور دعا کا محتاج اور طالب ہوں۔ والسلام ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۴

باسمہٖ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء دوشنبہ

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم۔ سلام و رحمت

اخلاص نامہ ابھی ملا۔ مولانا علی میاں سے معلوم ہو گیا تھا کہ ۲۳ ستمبر کو آپ دہلی تھے اُنھوں نے بتلایا تھا کہ انھوں نے صرف آپ ہی کو روانہ ہوا دیکھا تھا۔ میں نے خود ہی سمجھ لیا تھا کہ آپ لاہور ضرور گئے ہونگے۔ پھر حسن پور کے ایک عزیز سے اس کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔ میں نے ۲۳ ستمبر کو اطلاع ملنے پر میاں طفیل صاحب کو تار دینے کا ارادہ کیا تھا، اسی وقت ایک صاحب آگئے جو کراچی کے ایک مدرسہ میں مدرس ہیں اور معلوم ہوا کہ

وہ آج ہی پنجاب میل سے لاہور کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ میں نے یہ مناسب سمجھا کہ بجائے تار کے ایک مفصل تعزیتی خط لکھ کر انھیں دیدوں تو وہ کل ۲۴ ہی کو میاں صاحب کو مل جائے گا۔ میں نے اُن کو تار کے مصارف سے قریباً دوگنی رقم دی کہ وہ بے تکلف ٹیکسی وغیرہ استعمال کر سکیں اس وقت یہ نہیں سوچا کہ ایسے ہنگامہ میں یہ بیچارے میاں صاحب کو کہاں پہنچا سکیں گے، معلوم نہیں پہنچا سکے یا نہیں میں نے کہہ دیا تھا کہ آپ میاں صاحب تک نہ پہنچا سکیں تو ڈاک سے بھیجدیجئے گا — جامعہ اشرفیہ لاہور کے حضرات میں سے کیا مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی بھی تجہیز و تکفین وغیرہ بھی شریک تھے الیشیا میں اُن کا ذکر نہیں آیا ہے اور حضرات کا ذکر ہے —— بھائی بادشاہ علی صاحب نے آپ کے خط کا ذکر کیا تھا اور غالباً سلام بھی پہنچایا تھا —— پانچ چھ دن ہی پہلے کسی شادی کے سلسلہ میں آپ کے بھائی صاحب اور چھوٹی ہمشیرہ (غالباً مظفر نگر سے) تشریف لائی تھیں وقت نکال کر کوثر کے پاس بھی آئیں۔ مجھے اور کوثر کو بے حد خوشی ہوئی۔ افسوس کہ وہ ایسے حال میں نہیں تھیں کہ کچھ زیادہ ٹھہر سکتیں۔ بہرحال اُن کی آمد بیحد مسرت کا باعث ہوئی کاش اُن کے پاس کچھ زیادہ وقت ہوتا۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون۔ سب کے لئے دعا گو اور سب کی دعاؤں کا محتاج ہوں والسلام۔ محمد منظور نعمانی۔

مکتوب نمبر ۹۵

باسمہ سبحانہ و تعالےٰ

لکھنؤ، ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۸۰ء پنجشنبہ

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم سلام و رحمت

الہ آباد سے پنجشنبہ کا لکھا ہوا آپ کا خط جو آپ نے اس امید پر لکھا تھا کہ انشاءاللہ جمعہ کو مجھے مل جائے گا وہ دوشنبہ کو ملا تھا اگرچہ وقت گذر چکا تھا۔ تاہم اس خیال کی بنا پر کہ

شاید ابھی فیصلہ نہ ہوا ہو۔ دعا کا اہتمام کیا اور آج تک کیا ۔ ۱۱ بجے کے قریب عزیزم اشرف خاں صاحب آئے آپ کا لفافہ دیا اس سے صورتِ حال معلوم ہوئی ۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ[1] اس حادثہ پر آپ نے جو اپنا حال لکھا ہے بہت ہی مبارک ہے طبیعت کا تاثر تو بشریت کا لازمہ ہے یہ وہی طبعی تاثر ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبزادے کی وفات پر ہوا تھا ۔ یہی صدمہ اور تاثر تو (عقلی صبر کے ساتھ) اجرِ اُخروی کی بنیاد ہیں، ذرا تصور تو کیجئے کہ اسکے عوض آخرت میں انشاء اللہ جو عطا ہو گا وہ کتنا عظیم اور نفیس ہو گا ۔ اس دن یہاں کے اس نقصان پر کیسی مسرت ہو گی، اللہ تعالیٰ اس کا تصور اور استحضار نصیب فرمائے ۔

اجلاس صد سالہ میں جو کچھ ہوا اس کا کسی حد تک اندیشہ اور اندازہ تھا اسلئے میں نے نہ جانے کا فیصلہ کیا ۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت صحیح فیصلہ کی توفیق دی فالحمدُ للہ ۔

مطلوبہ کتاب عزیز موصوف کو دیدی گئی وہ آپ کے لئے ہدیہ ہے ۔ راندیر والی تقریر انشاء اللہ ڈاک سے بھجوا دی جائے گی ۔ چھوٹی سی چیز ہے ۔ والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون ۔ والسلام محمد منظور نعمانی ۔

مکتوب نمبر ۹۶

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالےٰ

لکھنؤ ۱۲ جولائی ۱۹۸۰ء

محب عزیز و مکرم ! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ، اخلاص نامہ موجبِ منت و مسرت ہوا ۔ جی ہاں ! پچھلے مہینہ بار بار نزلہ اور پھر

---

[1] کوئی مصیبت بغیر حکم خدا کے نہیں آتی ۱۲

بخار بھی ہوا جس نے بہت متاثر کیا اور بھی بعض عوارض ہوتے رہے جو بظاہر انحطاط ہی کا زمانہ ہے ـــــ سب سے بڑی خواہش اور حاجت یہی ہے کہ جو دن باقی ہیں ایمان اور عافیت کے ساتھ گذریں۔ اللہ تعالیٰ حسنِ خاتمہ نصیب فرمائے اور مغفرت فرمائے اب تک کی ساری زندگی بڑی ہی ناقابلِ اطمینان نظر آتی ہے شاید کسی دن بھی نفس کی غلامی سے نجات نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبدیت والی زندگی نصیب فرمادے اور اسی حال میں اُٹھائے۔ آپ کو اسلئے لکھ رہا ہوں کہ آپ بھی میرے لئے دعا فرمائیں۔

آپ کے تمام مقاصدِ حسنہ کیلئے خاص کر جس معاملہ کے بارے میں آپ نے لکھا ہے انشاء اللہ دعا کا اہتمام کروں گا، اللہ تعالیٰ آپ کے حق کے مطابق اہتمام نصیب فرمائے اور اپنے کرم سے قبول فرمائے۔

سجاد سلمہٗ آخر رجب میں (۱۳ یا ۱۴ جون) آگئے تھے الحمد للہ بعافیت ہیں سنبھل گئے ہوئے ہیں۔ آج چوتھا دن ہوگیا، آج آنے کی امید تھی بظاہر انشاء اللہ کل آئیں گے۔ والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون ۔ والدہ نجم سلمہا کو بھی سلام مسنون۔ سب کے لئے دعا گو ہوں اور سب سے دعاؤں کا طالب ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۷۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۳ر مارچ ۱۹۸۲ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام ورحمت، عنایت نامہ آج ہی موصول ہوا، وہ جواب طلب بھی نہیں تھا اور آپ نے ازراہِ عنایت مجھے جواب کے بارے سبکدوش بھی کردیا تھا۔ لیکن ایک دو دن کے بعد مجھے خود ہی آپ کو خط لکھنا تھا ـــــ ۱۲، ۱۳ر کو دیوبند میں مجلسِ شوریٰ کا اجلاس ہے

اس کا امکان ہے کہ مجھے جانا پڑے اگر ایسا ہوا تو پھر اس کا بھی امکان ہے کہ میں اس دفعہ بھی دیوبند سے بذریعہ کار میرٹھ، گڑھ، حسن پور ہو کر سنبھل کا سفر کروں ــ لیکن ابھی یہ صرف امکان ہے۔ بہر حال اگر یہ سفر اس طرح ہوا تو حسن پور آپ حضرات سے خاصکر والد ماجد دام مجدہم سے انشاء اللہ ملاقات ہو گی، لیکن بس کھڑے کھڑے صرف ملاقات ہی ہو سکے گی۔ اگر بالفرض آپ کو کسی ضرورت سے ۱۳ر کو کہیں تشریف لے جانا ہو تو اپنا پروگرام بحال رکھیں کیونکہ میرا سفر یقینی نہیں ہے۔ اگر ہوا تو اندازہ یہ ہے ۱۳ر کو ظہر کے بعد دیوبند سے روانگی ہو گی اور مغرب کے لگ بھگ حسن پور پہنچنا ہو گا۔ مکرر یہ کہ فی الحال صرف درجۂ امکان میں ہے۔

آپ کا تھانہ بھون کا سفر معلوم کر کے خوشی ہوئی اور رشک آیا۔ میں تو ان سعادتوں سے بالکل ہی محروم ہو کر رہ گیا ہوں۔ "معارف الحدیث" کے بارے میں جو عزم فرمایا ہے اُس سے بڑی خوشی ہوئی۔ میری بڑی خوش نصیبی ہے اگر آخرت میں بھی مقبولیت ظاہر ہو۔ ربّ کریم سے مجھے اس کی اُمید کرنی چاہیئے۔

پشاور کے مولانا محمد اشرف صاحب[۱] سے تو خوب واقف ہوں گے اُن کی کتاب "سلوکِ سلیمانی" کی دو جلدیں اسی ہفتہ آئی ہیں یہ دو آتشہ سلوکِ اشرفی ہے، اگر آپ کے پاس نہیں ہے اور ادھر تشریف آوری ہوئی تو مطالعہ کے لئے پیش کر سکوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامتؒ کو جو مقبولیت عطا فرمائی اس کی نظیر تلاش کرنی مشکل ہے۔ حاجی بادشاہ علی صاحب کل آئے تھے حسن پور کی اور والد ماجد کی زیارت کا ذکر اور آپ کی زیارت سے محرومی کا ذکر کرتے تھے۔ حسن پور جانے کی بڑی خوشی تھی۔ والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون۔ اور دُعا کی درخواست

---

[۱] آپ مولانا سید سلیمان ندوی کے خلیفہ مجاز ہیں ۱۲

دعا گو اور دعا کا طالب ہوں۔ وَالسَّلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۸

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ ۱۰ ارشوال ۱۳۷۲ھ ۲۱ جولائی ۱۹۵۳ء

محب عزیز ومکرم! زیدت حسناتکم سلام ورحمت

لکھنؤ رائے بریلی کے سفر سے حسن پور واپس پہنچکر جو عنایت نامہ لکھا تھا وہ مل گیا تھا تاخیر جواب کے لئے معذرت خواہ ہوں۔

میں نے تھانوی بے تکلفی سے کام لیتے ہوئے سحری کے عنوان سے جو حقیر سا ہدیہ پیش کیا تھا وہ آپ کی ملک ہوچکا آپ جسطرح چاہیں استعمال کریں۔ مجھے ایسا ہدیہ ملتا تو میں اس کو اپنے کھانے پینے میں استعمال کرنا بہتر سمجھتا۔ بزرگوں سے سُنا ہے کہ اس زمانہ میں سب سے طیب آمدنی وہ ہے جو کسی مخلص کے ہدیہ کی صورت میں ہو۔

آج سے چار دن پہلے چار باغ لکھنؤ اسٹیشن سے کسی ہندو بابو کا فون آیا کہ اس نے بتایا کہ یہاں پارسل آفس گجرولہ سے آئی ہوئی دو پیٹیاں آموں کی آپ کی ۱۵ جولائی سے پڑی ہیں۔ اگر آپ کی ہیں تو منگوا لیجئے مجھے حیرت ہوئی کہ اس کو ہمارا فون نمبر کیسے معلوم ہوا۔ حسان نے بتلایا کہ ایسا ہوتا ہے بلٹی پر نمبر لکھ دیا جاتا ہے۔ بہر حال حسان نے آدمی بھیجکر آم منگوالئے آپ کا کوئی خط یا لفافہ نہیں ملا تھا۔ پرسوں ۱۹ ر کو آپ کا لفافہ ملا جس میں بلٹی تھی اور مختصر خط تھا۔ اور کارڈ کا حوالہ تھا وہ کارڈ آج تک نہیں ملا۔ آپ نے لفافہ والے خط میں آموں کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں لکھی تھی کارڈ میں لکھی ہوگی ــــ مجھے یہ یاد تھا کہ آپ بھیجتے ہیں تو بھائی بادشاہ علی اور بھائی عبد السلام کیلئے بھی بھیجتے ہیں کسی اور کے بارے میں مجھے علم نہیں بھائی بادشاہ علی صاحب کے گھر بھجوا دیئے گئے۔ بھائی عبد السلام صاحب اپنے گھر گئے ہوئے ہیں اُن کی آمد کا انتظار ہے، دُعا کا طالب ودعا گو ہوں السلام محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۹۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۵ر فروری ۱۹۵۴ء بعد مغرب

محب عزیز و مکرم! سلام و رحمت

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو۔ اخلاص نامہ مورخہ ۲۸ ربیع الثانی آج ۱۲ جمادی الاولیٰ کو ابھی جبکہ مغرب کی اذان ہو رہی تھی دفتر سے مجھے ملا۔ پرسوں ہی بھائی حاجی بادشاہ علی آئے تھے، اُنھوں نے آپ کے عنایت نامہ کا ذکر کیا تھا۔ میں نے ان کو بتلایا تھا کہ اس بات سے طبیعت بہت ہی خوش ہوئی کہ میں نے اپنے روکھے پن سے جو کچھ لکھ دیا تھا اس کا اُنھوں نے پورا لحاظ فرمایا اور "بھاؤنیت" کا پورا پورا ثبوت دیا۔ معلوم نہیں کہ آپ کو یہ غلط فہمی کیسے ہوئی کہ مجھے کوئی تکدر یا انقباض ہوا۔ بخدا اس کی بڑی خوشی ہوئی کہ مجھے والد ماجد وغیرہ حضرات کی ملاقات کا موقع مل گیا ـــــ میں نے سنبھل سے چلنے وقت ارادہ کیا تھا کہ آپ کے ہاں پہنچکر آپ سے کہہ دوں گا کہ اگر جی چاہے تو دو۲ انڈے اُبلوا کر دید بجئے، لیکن عجیب اتفاق ہوا کہ جب مولانا محمد یونس صاحب سے وعدہ کے مطابق ڈھکہ کے قریب سڑک ہی پر چند منٹ کے لئے موٹر رُکی تو وہ ایک بڑے تھرمس میں چائے اور دس بارہ انڈے اُبلے ہوئے لائے۔ چائے کے لئے تو معذرت کر دی کیونکہ چائے ناشتہ سے فارغ ہو کر ہی چلے تھے۔ اُن کے اخلاص کا خیال کرتے ہوئے دو۲ انڈے ساتھ رکھ لئے اس لئے آپ سے کہنے کا جو ارادہ کیا تھا وہ بھی بدل گیا۔

اب خیال ہے کہہ دینا تو اچھا ہوتا شاید تکدر یا انقباض کا شبہ اسی سے ہوا ہو کہ میں نے روانگی میں عجلت کی اور چائے سے بھی معذرت کر دی جو نہیں کرنی چاہئے تھی لیکن ان دونوں باتوں کی خاص وجہ یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ دیوبند پہونچنے سے پہلے پیشاب کا تقاضا بھی نہ ہو جس کا میں مریض ہوں۔ خدا کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔

جب آپ نے ایک بزرگ کے بارے میں بتلایا کہ آپ حضرت مولانا احمد شاہؒ کے پوتے ہیں تو میرا بہت جی چاہا کہ حضرت مولانا کے بعض واقعات بیان کروں لیکن مذکورہ بالا وجہ ہی کی وجہ سے طبیعت کو روک لیا۔ بہرحال واقعہ یہ ہے کہ مجھے اس مختصر سی حاضری سے بڑی مسرت ہوئی۔ والدین ماجدین کی خدمت میں سلام مسنون۔ آپ کی عنایت سے جن صاحب کی کار سے سنبھل جانا ہوا تھا اُن کا پتہ معلوم ہو تو لکھ دیا جائے

والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۰

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۹ مارچ ۱۹۸۴ء

محب عزیز ومکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو۔ دیوبند کے سفر سے واپسی کے چند روز بعد آپ کا ایک عنایت نامہ ملا تھا جسمیں آپ نے اپنے اس احساس کا بھی اظہار کیا تھا کہ مجھے حسن پور کے اس سفر میں کچھ انقباض اور تکدر رہا اور اس بنا پر آپ نے اس کی خاصی معذرت کی تھی —— میں نے مفصل جواب لکھا تھا اور عرض کیا تھا کہ آپ کا یہ احساس بالکل ہی بے اصل اور خلافِ واقعہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے چند منٹ آپ سب حضرات، خاص طور سے آپ کے والد ماجد مدظلہ کی ملاقات سے بڑی مسرت ہوئی۔ کسی قسم کے انقباض، اور تکدر کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ غالباً آپ کو یہ احساس اس بنا پر ہوا ہوگا کہ میں نے روانگی میں بہت عجلت کی اور چائے تک پینا اُس وقت منظور نہیں کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ حتی الامکان دیوبند پہونچ جاؤں۔ راستہ میں پیشاب کا تقاضہ نہ ہو جو میرے لئے معذوری کی وجہ سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے اس کے سوا کوئی اور وجہ عجلت کی نہیں تھی۔ بلکہ سچی بات یہ ہے کہ دل چاہتا تھا کہ کچھ دیر بیٹھوں لیکن مذکورہ بالا وجہ

سے روانگی میں عجلت کی ہیں نے یہ بات اپنے خط میں اس سے بھی زیادہ تفصیل سے لکھی تھی، ساتھ ہی اس میں ایک جواب طلب بات بھی لکھی تھی۔ اس کے جواب میں آپ کا کوئی عنایت نامہ نہیں آیا۔ اس سے شبہ ہوا کہ میرا وہ عریضہ آپ کو نہیں مِلا، صرف اسی شبہ کی بنا پر آج یہ دوسرا عریضہ لکھار ہا ہوں خدا کرے کہ یہ مِل جائے —— جواب طلب بات یہ تھی کہ جن صاحب کی کار سے آپ نے مجھے سنبھل پہنچایا تھا، میں نے لکھا تھا کہ اُن کا پتہ مجھے لکھ دیا جائے اس کی ضرورت اب بھی ہے۔ دُعا کا طالب اور دُعا گو ہوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۱۰۱

باسمہٖ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ ۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم۔ سلام ورحمت

پرسوں شام ہی عزیزی جاوید صاحب سلمہ آئے ملے تھے۔ انھوں نے میرا چند سطری عریضہ پہنچایا ہوگا۔ آج صبح حسّان میاں نے چند خطوط دیئے جو معلوم نہیں کب آئے تھے اور گھر ہی کے کسی صاحب نے دفتر سے لاکر زنانے مکان کے ایک کمرے میں رکھ دیئے تھے، وہ آج ہی اتفاق سے حسّان کو نظر آئے اور اُنھوں نے مجھے دیئے اُن میں ایک ملفوف عنایت نامہ مورخہ ۳ $\frac{۴}{۸۴}$ آپ کا بھی ہے جس میں آپ نے سردار احمد صاحب کا پتہ بھی لکھا ہے یہ عریضہ صرف اس اطلاع ہی کے لئے لکھ رہا ہوں۔ دُعا کا محتاج و طالب اور دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ کے جو بے حد حساب انعامات ہیں جن کا کوئی استحقاق نہیں اُن میں آپ جیسے مخلص کی محبت اور دُعائیں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کے شکر کی اور کسی درجہ میں مکافات کی توفیق عطا فرمائے ——

بھائی حاجی بادشاہ علی بفضلہٖ تعالیٰ بخیر ہیں قریباً ایک ہفتہ اسپتال میں قیام رہا تھا۔

اس کے بعد سے گھر پر ہیں۔ الحمد للہ بخیر و عافیت ہیں جمعرات کو مرکز آجاتے ہیں اور جمعہ کی صبح ہمارے ہاں بھی۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون اور اگر موجود ہوں تو عزیز مکرم جاوید صاحب کو بھی جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے انشاء اللہ سفر مبارک سے پہلے ملاقات ہوگی۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۲

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم و الینا و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

۱۸ ذی الحجہ (پنجشنبہ) کا مکہ مکرمہ سے لکھا ہوا اخلاص نامہ پرسوں یہاں کی ۲۴ ذی الحجہ کو مل گیا۔ اس مرتبہ حجاز مقدس کے خطوط بہت جلدی پہنچے ــــ اللہ تعالیٰ حج و عمرات اور روضۂ مقدسہ پر حاضری کے اور اس پورے مبارک سفر کے انوار و برکات اضافہ و ترقی کے ساتھ اس کو اب سے جاتے وقت تک قائم و باقی رکھے اور اس نعمت پر شکر کی توفیق عطا فرمائے ــــ عنایت نامہ سے منظور صاحب کا حال معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ عاجز اپنے حالات میں بعافیت ہے بس اب یہی سب سے بڑی حاجت اور فکر ہے کہ جو دن باقی ہیں ایمان، اعمال مرضیہ کی توفیق اور عافیت کے ساتھ پوری ہوں، خاتمہ ایمان پر اور سہولت کے ساتھ نصیب ہو۔ ربِّ کریم مغفرت فرمادے اس دعا کی خاص طور پر درخواست ہے۔ یہی درخواست اہلیہ مکرمہ سے ہے۔ گھر پر مولوی سجاد سلمہٗ اور دوسرے اہل خانہ بفضلہٖ بخیریت ہیں۔ آپ انشاء اللہ یکم اکتوبر کو دہلی اور اسی دن یا اگلے دن حسن پور پہنچ جائیں گے۔ خدا کرے وہاں سب بعافیت ہوں میرا یہ عریضہ شاید پہلے ہی پہونچ جائے۔ کارڈ اسلئے لکھا ہے کہ اگر پہلے پہونچ جائے تو جو صاحب بھی دیکھیں وہ اس کو محفوظ رکھیں اور آپ کی آمد پر پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ

آپکی دُعائیں میرے حق میں قبول فرمائے، اور اُنہی کو میرے لئے وسیلۂ مغفرت بنادے ___ حاجی بادشاہ علی صاحب سے ابھی ملاقات نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ عند الملاقات سلام وپیام پہنچادیا جائے گا۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ ۲۴ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

محب عزیز ومکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ___ عنایت نامہ مورخہ ۲۰ محرم کل ہی مل گیا ___ میں قریب قریب اسی حال میں ہوں جس حال میں آپ نے دیکھا تھا۔ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے عمر کے بڑھنے کے ساتھ قویٰ میں ضعف وانحطاط فطری امر ہے ___ آپ صرف میرے لئے لکھنؤ کے سفر کا ارادہ نہ فرمائیں، کسی ضرورت سے سفر ہو تو صحیح ہے ___ اس کا بھی امکان ہے کہ میرا ادھر ہی کا کوئی سفر ہو جائے۔ اس وقت یہ سطریں صرف یہی عرض کرنے کے لئے لکھ رہا ہوں۔ مولوی سجّاد سلمہٗ اور سب ہی گھر کے لوگ بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ مولوی سجاد سلمہٗ سے کہہ دیا ہے کہ وہ حاجی بادشاہ علی صاحب کو آپ کا سلام وپیام پہنچادیں۔ دعاؤں کا محتاج و طالب اور دعا گو ہوں، والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۴

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۵ر فروری ۱۹۸۵ء

محب عزیز ومکرم! زیدت حسنا تکم سلام ورحمت

اخلاص نامہ مورخہ ۲ر فروری ۱۹۸۵ء کل موصول ہوا۔ میں تو معذوری کی وجہ سے رابطہ کے اجلاس میں شرکت دس سال سے نہیں کر رہا تھا — اس کتاب کی تصنیف کی دوران ایران اور خمینی صاحب کے مسئلہ کو جسطرح سمجھا اس نے دل میں شدید داعیہ پیدا کیا کہ ہر چہ باد اباد مجھے وہاں جا کر بعض اہم حضرات سے اس موضوع پر بات کرنی چاہیئے دل میں شدید داعیہ تھا اور اپنی معذوری اور ضعف کو دیکھتے ہوئے فیصلہ نہیں کر سک رہا تھا۔ بالآخر صرف تین دن پہلے طے کیا مولوی زکریا اور مولوی سجاد سلمہا کو ساتھ لے کر بنام خدا ۲۰ر دسمبر کو روانہ ہو گیا۔ ۲۲ر جنوری کو بعافیت واپسی ہوئی اگر تشریف لانا ہو گا تو شاید کچھ تفصیل عرض کی جا سکے۔ بہرحال یہ سفر اس کتاب ہی کے طفیل میں ہوا، جن حضرات کو کتاب جانی تھی اُن کی فہرست میں نے روانگی کے دن ۲۰ر ہی کو انتہائی عجلت میں لکھائی۔ آپ کو دو نسخوں سے زیادہ جانا چاہیئے تھے۔ تاکہ آپ دُعا کے لئے دوسرے حضرات کو دے سکتے۔ تشریف آوری کے وقت اگر کتاب کے نسخے ہونگے تو انشاءاللہ ایک دو اور پیش کئے جا سکیں گے۔ یہ ایڈیشن قریب الختم ہے دوسرے کی تیاری ہے —

والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام اور دعا کی درخواست آپ سے بھی دعا کا طالب، اور سب کے لئے دعا کی توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۱۶ر مئی ۱۹۸۵ء

محبّ عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم سلام ورحمت

خدا کرے ہر طرح عافیت ہو — میری حسن پور حاضری کا حال والد ماجد مدظلہ سے

معلوم ہو گیا ہو گا۔ شوریٰ سے فراغت ایک دن پہلے ہو گئی اسلئے جمعرات کو ہی میں پہونچ گیا تھا —— مولوی سجاد میاں سلمہٗ ایک کام کے سلسلے میں آپ کے پاس جا رہے ہیں اُنھوں نے بتلایا کہ وہ آپ کو پوری بات بتلا چکے ہیں۔ میری رائے نہیں تھی کہ وہ ایسے کسی کام کے سلسلہ میں جائیں خود وہ بھی اپنے اوپر جبر کرکے ہی جا رہے ہیں۔ اُن سے اللہ تعالیٰ جو دینی کام لے رہا ہے اُس کی مصلحت کا بھی تقاضا ہے کہ وہ اپنے کو تا امکان محفوظ رکھیں اس کے باوجود جانے کا فیصلہ کرنا پڑا ہے اللہ تعالیٰ خیر مقدر فرمائے۔ آپ صرف اسی حد تک اس معاملہ میں ان کی مدد کریں جہاں تک آپ اپنے لئے مناسب سمجھیں اور مقامی مصالح کے خلاف نہ ہو۔ اُن کی نیت بھی تا امکان ایک مظلومہ کی مدد کی ہے آپ بھی جو کچھ کریں اسی نیت سے کریں دعا بھی فرمائیں۔ آپ اپنی ذاتی رائے کے مطابق مشورہ بھی دیں۔ اگر کسی اچھے نتیجہ کی آپ کو امید نہ ہو تو بے تکلّف اس رائے کا اظہار کر دیا جائے ایسی صورت میں معاملہ کو آگے بڑھانا میرا خیال ہے کہ مناسب نہ ہو گا۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ سب کے لئے دعا گو اور سب سے دعا کا طالب ہوں۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۶

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالےٰ

لکھنؤ۔ ۲۳ر صفر ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۸۵ء

محبِ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم و الینا سلام و رحمت

عنایت نامہ مورخہ ۵ - ۱۱ - ۸۵ کل موصول ہوا ——

مستقل عوارض اور امراض کے باوجود بفضلہ تعالیٰ عافیت نصیب ہے — یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ انشاءاللہ نومبر ہی کی کسی تاریخ کو تشریف آوری کی اُمید ہے اللہ تعالیٰ عافیت کے ساتھ ملاقات نصیب فرمائے —— باغ سے متعلق جس مقدمہ کا

ذکر فرمایا ہے بلا شبہ بڑا قابلِ فکر مسئلہ ہے۔ دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مستقل طور سے دنا کا اہتمام نصیب فرمائے اور اصل دُعائیں تو خود آپ کی اور والد ماجد مدظلہٗ کی ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور رحم و کرم کا معاملہ فرمائے ـــ اگر آپ تشریف لائے تو مولانا اکبر آبادی[۱] مرحوم کے بارے میں شاید کچھ بات کرسکوں بس اللہ تعالیٰ ہماری اور اُن کی مغفرت فرمائے۔ اُن کی زندگی کے بعض پہلو بہت ہی عجیب تھے۔ اُن کی بیماری کے زمانے میں پوری نیت تھی کہ میں ان کو ایک بہت مفصل خط لکھوں گا لیکن قضا و قدر کا فیصلہ کہ وہ اس دنیا ہی میں نہیں رہے، اب تو اُن کا حق یہی ہے کہ اُن کے لئے اور اپنے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت و رحمت کی دُعا کی جائے ـــ

والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو سلام مسنون، سب سے دعا کی درخواست اور آپ سے بھی ـــ سب کے لئے دعا کی توفیق اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

از لکھنؤ یکم رجب المرجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۸۶ء

محبِ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ عنایت نامہ مورخہ ۲۴ جمادی الثانی موصول ہوا۔ شاید آپ سے ذکر نہیں آیا قریباً دو تین سال سے میں نے دفتر میں کہہ رکھا ہے کہ جو جرائد و اخبارات دفتر میں آتے ہیں اُن میں سے کوئی میرے پاس نہ بھیجا جائے اسی پر عمل ہو رہا ہے صرف "وصیۃ العرفان"

---

[۱] مولانا سعید احمد اکبر آبادی سابق پروفیسر شعبۂ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و ایڈیٹر برہان دہلی۔ ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء کو انتقال ہوا۔

جو الہ آباد سے دستی آتا ہے وہ میرے پاس آجاتا ہے اور اپنی اصلاح کی نیت سے اُس کا مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی رسالہ میرے پاس نہیں پہونچتا۔ "میثاق" دفتر میں آتا ہو گا۔ آپ نے فروری کے میثاق کے حوالے سے ہمارے بہت ہی محترم اور عزیز دوست حاجی عبدالواحد صاحب کے انتقال کی اطلاع دی اور تعزیت کی ہے۔ آپ کا خط ملنے کے بعد دل میں تقاضہ پیدا ہوا کہ "میثاق" منگوا کے دیکھوں، لیکن ادھر دو تین دن سے طبیعت کچھ ناساز اور کمزور تھی اس لئے ابھی تک اس کو منگوا کے نہیں دیکھ سکا۔ میں نے اب سے دو تین ہفتہ پہلے ادارۂ اصلاح و تبلیغ کے ناظم چودھری عبدالعزیز صاحب کو خط لکھا تھا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہمارے حاجی عبدالواحد صاحب کا حال معلوم کر کے مجھے اطلاع دیجئے۔ اور بہ آسانی ہو سکے تو میرا اسلام پہنچا یئے۔ ابھی تک چودھری صاحب کا کوئی خط نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے ساتھ مغفرت و رحمت کا خاص معاملہ فرمائے جہاں تک اندازہ ہے بڑے ہی مخلص تھے۔ پچھلے دنوں جب آپ تشریف لائے جو کچھ ہوا اس کی معذرت مجھے کرنی چاہیئے۔ میں نے حد سے زیادہ بے تکلفی سے کام لیا آپ کو بغیر ملاقات تشریف لے جانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا بہتر اجر عطا فرمائے اور میری تقصیر کو معاف فرمائے۔ شام کو ندوہ کی مختصر ملاقات میں آپ نے بتلایا تھا کہ محمد ریاض الدین[1] صاحب مرحوم کی تعزیت کے سلسلہ سے آپ گورکھپور تشریف لے گئے تھے وہاں سے واپسی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی کامل مغفرت فرمائے میرے بھی عنایت فرما تھے۔ والدین محترمین عزیزی نجم اور اُن کی والدہ مکرمہ اور مخلص مکرم محمد اشرف صاحب کو سلام مسنون۔ چودھری عبدالعزیز صاحب لاہوری کا خط مل گیا جس میں اُنھوں نے حاجی عبدالواحد صاحب کی رحلت کی اطلاع دی تھی۔ سب کے لئے دعا گو اور سب سے دعا کا طالب ہوں۔ والسلام محمد منظور نعمانی

---

[1] گورکھپور کے معزز متمول چشم و چراغ تھے

مکتوب نمبر ۱۰۸

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ ۱۷/اپریل ۱۹۸۶ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام مسنون

اخلاص نامہ ۲۴/رجب ۱۴۰۶ھ کل بروز چہارشنبہ موصول ہوا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ تین ہفتہ کے دوران یہ تیسرا عریضہ ارسالِ خدمت ہے۔ مجھے آپ کا آخری عنایت نامہ وہ یاد ہے جس میں آپ نے فروری کے میثاق کے حوالے سے مرحوم و مغفور حاجی عبدالواحد صاحب کے سانحۂ انتقال کا ذکر فرما کے تعزیت کی تھی ـــــ مجھے نہیں یاد آتا ہے کہ میں نے اس کا جواب لکھا تھا۔ میں نے جب آپ کے عنایت نامہ کے حوالے سے حسّان میاں سے فروری کا "میثاق" تلاش کر کے اپنے لئے کہا تو انھوں نے بتلایا کہ چودھری عبدالعزیز صاحب (لاہور) اس سے بہت پہلے خط میں اطلاع دے چکے ہیں۔ میں وہ خط بہت پہلے دکھلانا بھول گیا ـــــ

حضرت ڈاکٹر صاحب[1] کے سانحۂ رحلت کی اطلاع مجھے اس طرح ملی کہ ۲۰/مارچ

---

[1] ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی کی ولادت ۱۸۹۸ء میں کانپور میں ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ابتدائی تعلیم کے بعد صرف ونحو اور فارسی کی تکمیل مولانا کاظم حسین صاحب سے کی، اس کے بعد انگریزی کی طرف توجہ ہوئی۔ کانپور اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے بی، اے کیا۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے قانون کی ڈگری حاصل کی، اس کے بعد وکالت شروع کردی ۱۹۲۷ء میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے۔ اور اصلاحی تعلق قائم کیا۔ دین کا ایسا رنگ چڑھا کہ وکالت ترک کردی اور معاش کے لئے ہومیوپیتھک علاج کا سلسلہ شروع کردیا۔ یہ طریقۂ علاج آپ کے خاندان کے اکثر افراد کرتے تھے۔ حکیم الامتؒ نے آپ کو بیعت کرنے کی اجازت دی (مسلسل)

۱۶ رجب جمعہ کا دن تھا، جمعہ کی نماز کے بعد مسجد ہی میں اقبال متین صاحب نے مجھے بتلایا کہ میں نے آج صبح پاکستان ریڈیو سنا تھا اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب کی وفات کی خبر بھی نشر کی گئی تھی وہ گذشتہ سال کراچی گئے تھے۔ میں نے اُن کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عریضہ بھیجا تھا، وہ اس قیام کے زمانہ میں حضرت کی مجالس میں حاضر بھی ہوتے رہے میں نے اُن کی اطلاع پر یقین کر لیا۔ بعد میں حضرتؒ کے ایک خاص معتمد مولانا محمد احمد صاحب کا تفصیلی خط ملا جس میں مرض کے آغاز سے لے کر تدفین تک کی پوری تفصیل اُنھوں نے لکھی تھی — مارچ اپریل کا مشترکہ شمارہ قریباً تیار ہے اس میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے سانحۂ وفات کا بھی ذکر کیا گیا ہے انشاء اللہ اسی ہفتہ آپ کو مل جائے گا — والدین ماجدین اہلیہ مکرمہ اور عزیزی نجم نیز اشرف صاحب کو سلام مسنون۔ سب سے اور آپ سے بھی دعا کی درخواست اور سب کے لئے دعا گو ہوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۰۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

از لکھنؤ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ ۲۶ مئی ۱۹۸۶ء

محب مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔ سلام ورحمت

(مسلسل) جو آخر تک جاری رہا، آپ عرفی معنی میں عالمِ دین نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص الخاص فضل سے اس مقام پر پہنچایا کہ بڑے بڑے اصحابِ علم وفضل نے اپنی دینی اصلاح اور روحانی علاج کیلئے آپ سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔ ڈاکٹر صاحب کی دینی عظمت وجلالت شان پر اہلِ حق کے مختلف حلقوں کا اتفاق تھا۔ تقسیم کے بعد کراچی منتقل ہوگئے۔ آپکی تالیفات اسوۂ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مآثر حکیم الامت۔ بصائر حکیم الامت، معارف حکیم الامت، اصلاح المسلمین اور معمولاتِ یومیہ ہیں۔ ۱۶ رجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۸۶ء کو آپکی وفات ہوئی۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے قائم کردہ دارالعلوم کے قبرستان میں تدفین ہوئی (ماخوذ از بزم اشرف کے چراغ والفرقان لکھنؤ)

اخلاص نامہ مورخہ ۲۴ رماہ مبارک آج موصول ہوا۔ بڑھاپے کے ضعف اور عوارض کے ساتھ رب کریم کا خاص فضل وکرم ہے بڑی عافیت کے ساتھ وقت گذر رہا ہے موسم میں غیر معمولی طور پر خوشگوار رہے، میرا حال تو کچھ مجھے اور بس میرے پروردگار ہی کو معلوم ہے اگر اللہ کے بندوں کو معلوم ہو جائے تو وہ قریب سے گذرنا بھی پسند نہ کرینگے لیکن اس کے کرم کا معاملہ یہ ہے کہ آپ جیسے مخلصین مبارک ترین اوقات میں یاد کر کے روتے اور دعا کرتے ہیں۔ میرے لئے بس یہی سب سے بڑا سرمایہ ہے باقی جو کچھ آپ نے دریافت فرمایا ہے انشاء اللہ وہ عند الملاقات عرض کروں گا۔ آپ کے حق میں ایک تقصیر بھی ہوئی ہے وہ بھی انشاء اللہ عند الملاقات ہی عرض کر کے معذرت پیش کروں گا۔ جون کا تیسرا چوتھا ہفتہ زیادہ دُور نہیں ہے۔

مولوی سجاد سلمہ، جماعت میں گئے ہوئے ہیں عید تک واپسی کی امید ہے۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کو میری طرف سے سلام مسنون، اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے متعلقین کے مطابق مجھے دُعا کا اہتمام نصیب فرمائے، سب کی دعاؤں کا محتاج اور سائل ہوں۔ اگر معذوری نہ ہوتی تو آپ کا اور آپ کے والد ماجد محترم کا حق تھا کہ میں حسن پور کا سفر کرتا اور قیام کرتا اور وہ انشاء اللہ میرے لئے بڑی سعادت اور خیر کا باعث ہوتا — آج جمعرات ہے اللہ تعالیٰ خصوصیت سے آنے والی رات اور آنے والے کل کے دن میں مجھے آپ حضرات کے لئے دعا کا خاص اہتمام نصیب فرمائے۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۰

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ ۱۴ ر ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ ۲۶ ر جولائی ۱۹۸۶ء

محب عزیز ومکرم! مولوی عزیز الٰہی خانصاحب۔ احسن اللہ تعالیٰ الینا والیکم، سلام ورحمت۔ عنایت نامہ مورخہ ۲ ر ذی قعدہ ۱۴۰۶ھ موصول ہو کر موجب

منت ہوا۔ الحمد للہ اس عاجز کو عافیت نصیب ہے ـــــ کوئی خاص اذیت اور تکلیف نہیں ہے۔ ضعف تیزی سے بڑھ رہا ہے جو بظاہر قانون فطرت کے مطابق ہے، اور سفرِ آخرت کے قریب کی علامت ہے۔ اس کی فکر ہے عمر بڑی ضائع ہوئی ہے۔ ہاتھ خالی ہے بس اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کی رحمت ہی سے امید ہے ـــــ مسلم صاحب چلے گئے اُن کے لئے دعائے مغفرت کی توفیق ملی اللہ تعالیٰ آئندہ بھی توفیق عطا فرمائے اُن کا پیام مجھے مختلف ذرائع سے پہنچتا رہا۔ بھائی یوسف صاحب کے لئے بھی صحت کی دُعا کرتا ہوں میں نے ان دونوں حضرات کو ہمیشہ مخلص سمجھا اگر کبھی تشریف آوری ہوگی تو ان حضرات کے بارے میں مزید عرض کروں گا۔

فسادات کے نئے سلسلے کی بڑی فکر ہے مجھے مستقبل میں اس سے بہت زیادہ خطرہ ہے۔ یہ خدا کا عذاب ہے، اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب نادر شاہ نے دلّی کو تاراج کیا اور گلی کوچوں میں خون بہا تو حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے فرمایا تھا۔ "شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت" ـــ یہ ایک حدیثِ قدسی کا مضمون ہے۔ قرآنِ پاک میں بھی ہے وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ[1] اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ[2] میں نہیں دیکھتا کہ ان فسادات سے ہمارے معاشرے میں رجوع الی اللہ پیدا ہوا ہو، یہ بہت بری علامت ہے۔ بھائی بادشاہ علی صاحب زائد از ایک ماہ سے مریض ہیں، بخار کا تسلسل ہے۔ ابھی تک ڈاکٹر اشتیاق صاحب ہی کا علاج رہا۔ آج صبح مولوی سجاد سلمہ نے بتلایا کہ کل حکیم عبدالجلیل صاحب کو بلا کر دکھلایا تھا اُنھوں نے کہا کہ ورمِ جگر ہے۔ غالباً اُن کی دوا بھی ساتھ چلے گی۔ گذشتہ جمعرات کو ڈاکٹر اشتیاق صاحب کی صاحبزادی کا نکاح تھا۔ میں نے بھی مجلسِ نکاح میں شرکت کی تھی۔ واپسی میں حاجی صاحب کے یہاں بھی گیا۔

---

[1] ترجمہ آیت ۔ اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

[2] ۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ آدمی خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

(شاید ۲۰ سال کے بعد اُن کے یہاں جانا ہوا ہوگا) تو اندازہ ہوا کہ ان کا مرض زیادہ قابلِ فکر ہے اور علاج میں زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔ اُن کی صحت کے لئے دُعا فرمائیں۔ اُن کی ذات بڑی مغتنم ہے ــــ

آپ کے باغ کے مسئلہ کا خیال کر کے دِل دُکھتا ہے اللہ تعالیٰ فضل وکرم فرمائے جو نقصان پہنچ چکا وہ بھی بہت ہے اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کا اجر عطا فرمائے ــــ

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ الخ[1]

اس آیت میں اس طرح کے ابتلا کی مصائب و مظالم کے بارے میں اہلِ ایمان کے لئے تسلّی وتشفی کا بڑا سامان ہے۔ والدین ماجدین اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون سب سے اور آپ سے بھی دُعا کی درخواست۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۱

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۸۶ء چہار شنبہ

محبِ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام ورحمت

اِن سطروں کے ذریعہ صرف یہ اطلاع دینا ہے کہ ہمارے آپ کے بھائی حاجی بادشاہ علی صاحب کل سہ شنبہ کو سہ پہر ۴ بجے اس عالمِ فنا سے عالمِ بقا کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ آخری دو دنوں میں وقت کے قُرب کا اندازہ ہو گیا تھا۔ مولوی سجّاد سلمہٗ مستقل رات کو بھی اُن کے پاس ہی رہے۔ ان دنوں میں اُن کا حال خاص طور سے قابلِ رشک رہا۔ ایک دن پہلے تک شکر کا غلبہ ہمہ وقت حمد و شکر ــــ آخری دن استغفار کا غلبہ، ہمہ وقت استغفار کے

---

[1] اور دیکھو ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال و جان اور پھلوں کی کمی سے۔

کلمات اور دعا بالکل آخری وقت تک یہی حال رہا — مجھے تو یہ ۵ بجے اطلاع ہوئی غسل، تکفین اور تدفین میں عجلت کا فیصلہ کیا گیا — طے کیا گیا کہ جنازہ رات ۱۰ بجے عیش باغ کے لئے روانہ ہو جائے، نماز وہیں ہو۔ میرا خیال تھا کہ اس قدر تنگ وقت میں بہت کم لوگوں کو اطلاع ہو سکے گی اور تھوڑے سے لوگ ہی نماز میں شرکت کر سکیں گے۔ لیکن جب میں ساڑھے دس بجے کے بعد عیش باغ کار سے پہنچا تو اس قدر مجمع تھا، کہ لوگوں نے مجھ کو حلقہ میں لیکر بڑی مشکل سے جنازہ کے قریب تک پہنچایا۔ مجھے نماز پڑھکر ہی واپس ہونا تھا۔ اس وقت بھی لوگوں نے حلقہ میں لیکر بہت مشکل سے نکالا۔ رات ۱۱ بجے کے بعد میں واپس آسکا — مولوی سجاد رات بھی اُن کے مکان ہی پر رہے آج صبح ۹ بجے میں بھی گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حسب موقع بات بھی کی بظاہر حاجی صاحب بہت ہی اچھے حال میں گئے۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی درجہ کی رحمت کی امید اور دعا ہے آپ بھی دُعا فرمائیں۔ اور مولوی حافظ عبید سلمہ کو بس تعزیتی خط تحریر فرما دیں۔ شاید مولوی سجاد سلمہ، حاجی صاحب کے آخری ایام کا حال الفرقان میں لکھیں وہ بڑا سبق آموز ہے۔ یہ عاجز بھی دعا کا محتاج اور طالب اور دعا گو ہے۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۲

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالےٰ

لکھنؤ۔ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۰۷ھ ۹ اکتوبر ۱۹۸۶ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسنا تکم سلام ورحمت

ملفوف عنایت نامہ مورخہ ۲۴ محرم ۱۴۰۷ھ موصول ہوا۔ اس سے پہلے آپ کا وہ عنایت نامہ مِل چکا تھا جو میرا خط ملنے پر آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ میں نے اس کا جواب بھی لکھ دیا تھا مِلا ہوگا۔

میں نے پاکستان کا طبع شدہ ایرانی انقلاب کا ایک نسخہ حسان میاں کو دیدیا ہے

اس کا حساب نہیں لگے گا۔ میں نے اُن سے کہا ہے کہ وہ انگریزی ایڈیشن کا بھی ایک نسخہ اس کے ساتھ آپ کے لکھے ہوئے مولانا یوسف صاحب کے پتہ پر رامپو بھیجدیں۔ میری کتاب کی عربی ایڈیشن کا کوئی نسخہ آپ کو دینے کے لئے نہیں ہے، فارسی ایڈیشن کی طباعت کی اطلاع ابھی تک نہیں ملی ہے۔

آپ نے مولانا موصوف کی جو گفتگو نقل فرمائی اس میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ ایرانی انقلاب اور خمینی صاحب کے بارے میں اُن کے احساسات کہیں شائع بھی ہوئے؟

میرا خیال یہ ہے کہ میری کتاب کی اشاعت اور اس کے دیکھنے سے پہلے جن حضرات نے ایرانی انقلاب اور خمینی صاحب کے بارے میں اچھے خیالات اور امیدوں کا اظہار کیا وہ معذور سمجھے جا سکتے ہیں لیکن میری کتاب میں خمینی کی صریح عبارتیں پڑھنے کے بعد اُن میں سے جن حضرات نے برأت کا اعلان نہیں کیا میں نہیں سمجھتا کہ وہ خدا کے سامنے کیا جواب دے سکیں گے، آپ نے خمینی کی عبارتیں میری کتاب میں پڑھی ہیں اسمیں پوری صفائی کے ساتھ شیخین اور اُن کے رفقاء کے بارے میں لکھا ہے کہ اُنھوں نے صرف حکومت کی طمع اور ہوس میں اپنے کو اسلام اور حضورؐ کے ساتھ چپکا رکھا تھا، یہ دل سے اسلام اور حضورؐ کے دشمن تھے وغیرہ وغیرہ۔

ان چیزوں کے سامنے آنے کے بعد جن حضرات نے اپنے سابقہ بیانات کی تلافی نہیں کی میرے نزدیک ان کا معاملہ سنگین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی تقصیرات سے تلافی اور استغفار کی توفیق عطا فرمائے۔

دین کے مسلمات میں سے ہے اور جہاں تک یاد آتا ہے ایک حدیث نبوی کا مضمون ہے "توبۃ السر بالسر وتوبۃ العلانیۃ بالعلانیۃ"۔ مولانا یوسف صاحب کو ہمیشہ میں نے ایک مخلص ہی بندہ سمجھا ہے اور اُن کے بارے میں میری رائے ہمیشہ اچھی رہی ہے لیکن جماعت کے سابق امیر اور عظیم شخصیت ہونے کی حیثیت سے ان کی ذمہ داری بھی عظیم

ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجھے خود احساس ہے کہ اس مسئلہ میں مجھ میں غیر معمولی شدت ہے لیکن میں اس کو ایمان کا تقاضہ اور حضرت عمر فاروقِ اعظم رض کی شدت فی امر اللہ کا ورثہ سمجھتا ہوں۔ دعاؤں کا محتاج اور طالب ہوں۔ والسلام ۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ ۱۸ اپریل ۱۹۸۷ء

محبِ عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جوابی عنایت نامہ موصول ہوا۔ الحمد للہ اپنے مستقل عوارض کے ساتھ عافیت نصیب ہے۔ ضعف میں اضافہ فطری تقاضہ ہے، یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کتنا وقت باقی ہے لیکن بظاہر منزل دُور نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اپنی تہی دستی کے شدید احساس کیساتھ آخرت کی فکر ہے۔ امید جو کچھ ہے بس اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت ہی سے ہے اور آپ جیسے مخلص دوستوں کی دُعاؤں سے ـــــ آپ نے قاری شوکت علی صاحب کے حادثۂ انتقال کا جس طرح ذکر فرمایا ہے اس سے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی معاملہ فرمائے ـــــ اگرچہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کی یہ حدیث سامنے ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری دن اور آخری وقت کی تکلیف دیکھنے کے بعد کسی کی بہ سہولت موت پر اب مجھے رشک نہیں آتا؛ یہ حضرت صدیقہ رض کا مقام ہے، ہم ضعیف اور گنہگار بندے تو سہولت ہی کی موت اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں ـــــ قریباً ایک مہینہ ہوا ہوگا کہ ایک صاحب رائے پور کے ملے تھے اُنھوں نے بتلایا تھا کہ میرے والد قاری شوکت علیصاحب حسینپوری ایک مدرسہ میں اُستاد ہیں میں نے حسن پور ہی میں والد صاحب سے حفظ کیا ہے۔ ان کی باتوں سے معلوم ہوا تھا کہ اُن کے والد صاحب کو قرآن مجید سے خاص شغف اور تعلّق ہے۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت کا خاص معاملہ فرمائے۔ بظاہر تو فیصلہ فرمایا

جا چکا اور اس کا ظہور بھی ہو گیا ـــ ماہِ مبارک قریب ہے احتیاج کے شدید احساس کے ساتھ آپ سے دعا کی درخواست ہے بس اب سب سے بڑی حاجت یہی ہے کہ زندگی کے جو دن باقی ہیں ایمان اعمالِ مرضیہ کی توفیق معاصی سے حفاظت اور عافیت کے ساتھ پورے ہوں، حسنِ خاتمہ نصیب ہو ارحم الراحمین اپنے رحم وکرم سے مغفرت فرما دیں ـــ اللہ تعالیٰ آپ کے حق کے مطابق آپ کے لئے دُعا کے اہتمام کی توفیق نصیب فرمائے ۔ والد ماجد کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست

والسلام ۔ محمد منظور نعمانی عفاء اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۱۱۴

باسمہ سبحانہ وتعالےٰ

لکھنؤ ۵ر شوال المکرم ۱۴۰۷ھ مطابق یکم جون ۱۹۸۷ء دوشنبہ

محبِ عزیز المکرم! زیدت حسناتکم ۔ سلام ورحمت

عنایت نامہ مورخہ ۲۶ر رمضان المبارک کل موصول ہوا ۔ میرٹھ، دہلی وغیرہ میں جو کچھ ہوا اس سے تاثر برحق ہے، لیکن قرآنِ پاک کی بات بھی برحق ہے وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ [1] جب نادر شاہ نے دلی میں قتلِ عام کیا تو لوگوں نے حضرت مرزا مظہر جانجاناںؒ کی خدمت میں صورتِ حال عرض کی تو فرمایا تھا کہ "شامتِ اعمالِ ما صورتِ نادر گرفت [2]" ـــ قرآنِ پاک میں بنی اسرائیل کا حال بیان کیا گیا ہے وہ اپنے وقت کے مسلمان ہونے کے علاوہ نسلاً پیغمبروں کی اولاد تھے ۔ لیکن جب ان میں نافرمانی، خدا فرامو

---

۱ ترجمہ آیتہ ـــ اور ہم نے اُن پر کوئی زیادتی نہیں کی لیکن وہ خود ہی اپنے اوپر زیادتی کرتے تھے ۱۲

۲ ۔ ہمارے اعمالِ بد نادر شاہ کی صورت میں سامنے آرہے ہیں ۱۲

اور آخرت فراموشی عام ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر وقت کے خبیث ترین کافروں، ظالموں کو مسلط کیا، یہی سنت اللہ ہے ــــ

جب اُمت میں ۹۰ فی صد سے زیادہ فرائض کے تارک اور محرمات میں مبتلا ہوں تو خطرہ ہے کہ جو کچھ ہوا ہے خدا نکردہ اس سے بھی زیادہ ہو ــــ حدیثِ پاک میں ہے کہ اُمت کے عام فساد کے وقت صالحین کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں ــــ

پھر دنیوی لحاظ سے بھی بے تدبیری بلکہ بد تدبیری کی انتہا ہے ۔عید میں حسب معمول ندوہ کی مسجد میں نماز کے بعد کچھ کہا تھا وقت کے تقاضہ سے یہ بات بھی آگئی تھی ۔ اگر مرتب ہو سکا تو شاید الفرقان میں شائع ہو جائے ــــ میں قریبًا اسی حال میں ہوں جس میں آپ نے دیکھا تھا ۔ ضعف تیزی سے بڑھ رہا ہے ۔ گرمی کی شدت سے بھی طبیعت متاثر ہے ۔ لیکن بفضلہٖ تعالیٰ کوئی بڑی تکلیف اور اذیت نہیں ہے ۔

آپ کے لئے، والدِ ماجد اور سب متعلقین کے لئے دعا کرتا ہوں اور خود دعاؤں کا سخت محتاج اور امیدوار ہوں ــــ والد ماجد مدظلہٗ اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون ۔ اور دعا کی درخواست ۔ والسلام

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۵

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ ۔ ۱۵ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ ۔ یکم جولائی ۱۹۸۷ء

محبِ عزیز و مکرم ! زیدت الطافکم سلام ورحمت

آپ کا ۳۰ شوال کا لکھا ہوا اخلاص نامہ کل ۱۴ ذی قعدہ کو ملا ۔ اسی طرح دیوبند کا ایک نہایت ضروری خط اتنی ہی تاخیر سے پہنچا ۔ شاید دنیا کے کسی ملک کا نظام اتنا ابتر نہ ہو ۔ غالبًا میرا وہ عریضہ اب سے چند روز پہلے ملا ہوگا جس میں خود میں نے لکھا تھا کہ گرمی بہت شدید ہے ۔ جب تک موسم میں خوشگوار تبدیلی نہ ہو آپ سفر کا ارادہ نہ

فرمائیں۔ باغ جائداد وغیرہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں، اگر ظالموں کے ظلم سے اس کے اوپر تباہی آئے تو قلب کا تاثر اور رنج وصدمہ بشری فطرت کا تقاضا ہے۔ آپ کے اور آپ کے والدِ ماجد جیسے اہلِ ایمان کے لئے ان شاء اللہ صبر اور دعا کی توفیق کے ساتھ بڑی دینی ترقیات کا وسیلہ؛ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۞ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۞ [1] ان شاء اللہ آخرت میں یہ صدمات باغ وبہار بنکر سامنے آئیں گے۔ پھر جیسا کہ آپ نے لکھا ہے کہ میرٹھ اور اس کے قریب کی بستیوں میں جو کچھ ہوا اُن سے ان ذاتی مصائب کے تاثر کو ہلکا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تاثر کا بھی اجر آخرت میں عطا فرمائے۔ اس دُنیا میں مظالم ومصائب سے نجات عطا فرمائے۔ اِنّہٗ رحیم کریم۔

آپ نے صحیح لکھا ہے کہ حضرت مولانا عبد الباری رح پر کسی نے کچھ نہیں لکھا یہاں میری نظر میں کوئی نہیں ہے جس سے کچھ لکھنے بلکہ کچھ لکھ سکنے کی بھی امید ہو۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ توجہ کریں تو لکھ سکتے ہیں اور ان شاء اللہ وہ بہت مفید ہوگا۔ الفرقان میں اس کی اشاعت کو میں باعثِ اجر وثواب اور دین کی خدمت سمجھوں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے

---

[1] ۔ ترجمہ آیت ۔ ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف اور فاقہ سے اور مال وجان اور پھلوں کی کمی سے ۔ اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنا دیجئے (جن کی یہ عادت ہے) کہ اُن پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال واولاد حقیقتاً) اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں ۔ اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ کے پاس جانے والے ہیں ۔ اُن لوگوں پر (جدا جدا) خاص خاص رحمتیں بھی اُن کے پروردگار کی طرف سے ہونگی ۔ اور (سب پر بلا اشتراک) عام رحمت بھی ہوگی ۔ اور یہی لوگ ہیں جن کی (حقیقتِ حال تک) رسائی ہوگی ۔

اس کو آسان اور مقدر فرما دے — دُعا کا محتاج و طالب اور دعا گو ہوں۔ والد ماجد کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۶

باسمہ سبحانہٗ و تعالےٰ

لکھنؤ ۲۵ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ ۲۲ جولائی ۱۹۸۷ء

محب عزیز و مکرم! زیدت حسناتکم۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مورخہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۴۰۷ھ موصول ہوا۔ جن حضرات کے بارے میں آپ نے اُمید ظاہر کی ہے کہ وہ حضرت مولانا عبد الباریؒ پر لکھ سکیں گے۔ میرے نزدیک اُن میں صرف سید صباح الدین عبد الرحمٰن صاحب[1] اس کام کے اہل ہیں۔ لیکن اس عمر میں اُن کے مستقل مشاغل کے ساتھ یہ کام غالباً مشکل ہوگا۔ آپ چاہیں تو اُن کو لکھیں۔ میرا حال یہ ہے کہ آپ جیسے حضرات کا اگر عنایت نامہ آجاتا ہے تو اس کو جواب لکھنا یا لکھانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے علاوہ خط و کتابت کے قابل نہیں رہا ہوں — مولانا علیہ الرحمہ کے صاحبزادوں میں کوئی صاحب اس مزاج کے نہیں ہیں — یہاں بارش ہونے کے بعد پھر شدید گرمی کا موسم لوٹ آیا ہے اسلئے اب میری رائے ہے کہ ابھی سفر کا ارادہ نہ فرمایا جائے۔ مولانا علی میاں بھی بمبئی میں مقیم ہیں۔ آرام اور صحت کی بحالی کے لئے یہ سفر کیا ہے، بظاہر قیام طویل رہے گا — والد ماجد مدظلہٗ اور اہلیہ محترمہ کو سلام مسنون۔ اور دعا کی درخواست۔ خود دعا گو ہوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

---

[1] سید صباح الدین عبد الرحمٰن مرحوم کی ذات تعارف کی محتاج نہیں، وہ مولانا شبلی نعمانیؒ کے شیدائی اور علامہ سید سلیمان ندویؒ کے فدائی تھے۔ آپ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ شاہ معین الدینؒ کے بعد دار المصنفین کی نظامت اور رسالہ "معارف" کی ادارت آپ کے سپرد ہوئیں۔ ۱۸ نومبر ۱۹۸۷ء کو انتقال ہوا۔

مکتوب نمبر ۱۱۷

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ - ۲۴ر رجب ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۴ر مارچ ۱۹۸۸ء

محبی عزیز و مکرم ! زیدت حسناتکم سلام ورحمت

عنایت نامہ مورخہ ۷ر مارچ موصول ہوا۔ الحمد للہ کوئی خاص بڑی تکلیف اور اذیت نہیں ہے۔ عمر کی زیادتی کے ساتھ ضعف اور بعض جسمانی عوارض وشکایات میں اضافہ فطری بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات بے حد و حساب ہیں اور اپنی سئیات اور تقصیرات بے شمار۔ رب کریم نعمتوں کا شکر اور گناہوں سے استغفار کا کما حقہٗ اہتمام نصیب فرمائے۔ اللہ ہی جانتا ہے اس دنیا میں کب تک قیام ہے۔ اب سب سے بڑی حاجت بس یہی ہے کہ جو دن باقی ہیں، ایمان، اعمالِ مرضیہ کی توفیق معاصی سے حفاظت اور عافیت کے ساتھ پورے ہو جائیں۔ مقرر وقت آنے پر ایمان کے ساتھ اُٹھا لیا جائے۔ اور ارحم الراحمین محض اپنے رحم و کرم سے مغفرت ورحمت کا فیصلہ فرماویں۔ بالکل خالی ہاتھ ہوں لیکن اس کی رحمت سے پوری اُمید ہے آپ سے بھی اسی دُعا کا طالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حق کے مطابق آپ کے واسطے دارین کی خیر و فلاح کی دعا کی توفیق اور اہتمام نصیب فرمائے۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ ان سے بھی دعا کی درخواست والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۸

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

از لکھنؤ ۱۷ر رمضان ۱۴۰۸ھ مطابق ۴ر مئی ۱۹۸۸ء

محبی عزیز و مکرم ! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا۔ سلام ورحمت

اخلاص نامہ مورخہ ۱۳ رمضان المبارک موصول ہوا ــــ اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی فضل وکرم ہے کہ رمضان المبارک کے روزے سہولت سے پورے ہورہے ہیں۔ الحمدللہ بھوک اور پیاس کا کوئی احساس نہیں ہوتا اور ضعف میں بھی کوئی اضافہ محسوس نہیں ہوتا۔ رمضان مبارک شروع ہونے سے پہلے بہت فکر تھی کیونکہ ضعف کا بہت زیادہ احساس تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے صحت اور توانائی کے لحاظ سے قبلِ رمضان سے بہتر حالت ہے۔ محض فضلِ ربی ہے لیکن افسوس کہ اس نعمت کا شکر ادا نہیں ہو سکا اپنے اکابر کا حال معلوم ہے کہ اُن کا رمضان مبارک کس طرح گزرتا تھا، لیکن اس سیہ کار کا حال یہ ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے وہ بھی کچھ نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی نہیں ہے بس اس کی رحمت سے اور آپ جیسے مخلص دوستوں کی دعاؤں سے اُمید ہے آپ یقیناً میرے لئے دعا فرماتے ہونگے اس کے باوجود مجھے دعا کی درخواست کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے حق کے مطابق آپ کے والدین ماجدین اور سب متعلقین کے لئے دعا کا اہتمام نصیب فرمائے اور قبول فرمائے۔ والدین ماجدین اور اہلیہ مکرمہ اور بچی صاحبہ کو جوابی سلام اور سب سے دعا کی درخواست۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۱۹

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

لکھنؤ۔ ۴ محرم الحرام سنہ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۸ اگست سنہ ۱۹۸۸ء

محبِ عزیز مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا سلام ورحمت

عنایت نامہ مورخہ ۲۹ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۸ھ موصول ہوا، مئی جون جولائی کا مشترکہ خصوصی شمارہ جولائی میں موصول ہوا ہوگا۔ اس میں اپنا حال بھی لکھا ہوگا جس سے آپ خود پہلے سے واقف ہونگے۔ اس کے بعد اسی مہینہ اگست کے شروع میں چند روز نزلہ بخار میں مبتلا رہا اس کے بعد قریباً دس دن سے آشوبِ چشم کی تکلیف کا سلسلہ ہے جو یہاں وبا کی طرح

عام طور پر پھیل رہا ہے۔ دو تین دن سے الحمدللہ اس میں افاقہ ہے، امید ہے کہ جو تھوڑا سا اثر ابھی باقی ہے ان شاء اللہ وہ بھی دو چار دن میں زائل ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس عاجز کے ساتھ للّٰہی محبت و تعلق کا اپنی شانِ عالی کے مطابق دنیا و آخرت میں صلہ عطا کرے آپ کی دعائیں میرے حق میں قبول فرمائے اور مجھے آپ کے حق کے مطابق آپ کے اور آپ کے متعلقین کے حق میں دعا کا اہتمام نصیب فرمائے۔

رات عشاء کی نماز کے بعد مرحوم و مغفور جنرل محمد ضیاء الحق کے حادثہ کی خبر سُن لی تھی آج صبح اخبارات میں بھی کچھ تفصیل آئی ہے، دل بہت متاثر ہے، عظیم ترین حادثہ ہے اللہ تعالیٰ اُن کے اور اُن کے دیگر مسلم رفقاء کے ساتھ رحمت و مغفرت کا معاملہ فرمائے اور پاکستان کی حفاظت فرمائے۔

والد ماجد مدظلہٗ کی خدمت میں سلام مسنون اور دعا کی درخواست۔ والسلام۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۱۲۰

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

لکھنؤ۔ ۱۰ ربیع صفر المظفر ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء

محب عزیز و مکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم و الینا سلام و رحمت

عنایت نامہ موصول ہوا جس میں والدین ماجدین کی طبیعت کی علالت کا بھی ذکر ہے اللہ تعالیٰ صحتِ عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے اور اُن کا سایہ آپ حضرات پر عرصۂ دراز تک قائم رکھے۔

اختر کاشمیری صاحب کی جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کی اطلاع مجھے سب سے پہلے لندن سے مولوی عتیق الرحمٰن نے دی تھی، اس کے بعد میں نے پاکستان سے منگوائی صرف سرسری ورق گردانی کی تفصیل سے دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی ___ صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے متقدمین و متاخرین علماء مہدی سے متعلق روایات کی کثرت کی وجہ سے اس کو

عقیدہ کے تسلیم کرتے رہے ہیں۔
مشہور علامہ ابن خلدون مغربی جو غالباً آٹھویں صدی کے محقق اور ناقد و بصیر مورّخ اور محدث ہیں، انھوں نے اپنی بلند پایہ کتاب مقدمۂ ابن خلدون میں اس موضوع پر بہت تفصیلی بحث کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صحیحین میں تو مہدی کے بارے میں کوئی روایت ہے ہی نہیں۔ صحیحین کے علاوہ اہلِ سنت کی حدیث کی دوسری کتابوں میں جو روایات ہیں اُن میں سے اکثر کی بلکہ قریباً سبھی کی سندوں میں کوئی کھلا یا چھپا شبعہ ہے۔
اب میں اس حال میں نہیں ہوں کہ روایات کی چھان بین کرسکوں، لیکن اِدھر چند سالوں میں کتبِ شیعہ کا جو مطالعہ کیا تو اس کے بعد میرے نزدیک یہ مسئلہ تحقیق طلب ہوگیا ہے غالباً ۱۹۶۰ء کے الفرقان کے کسی شمارے میں علاماتِ قیامت کے زیرِ عنوان معارف الحدیث کے سلسلہ کی ایک قسط میں مہدی سے متعلق حدیثیں لکھی گئی تھیں وہاں ابن خلدون کی تحقیق کا بھی ذکر کردیا گیا تھا۔ میری صحت فطری طور پر رُو بہ انحطاط ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمالِ مرضیہ کی توفیق اور معاصی سے حفاظت فرمائے۔ مقرر وقت آنے پر ایمان کے ساتھ اُٹھالیا جائے۔ اور ارحم الراحمین اپنے رحم و کرم سے مغفرت فرمادے۔ آپ سے بھی اسی دُعا کا طالب ہوں۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۲۱

باسمہٖ سبحانہ وتعالیٰ

۱۳؍ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ، ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۸۸ء

محبِ عزیز و مکرم! جناب مولوی عزیز الٰہی خاں صاحب زیدت حسنا تکم
سلام و رحمت۔ خدا کرے آپ مع متعلقین بخیر و عافیت ہوں۔
آپ نے مرحوم و مغفور والد صاحب[۱] کے حادثۂ انتقال کے لیے جو خط لکھا تھا

---

[۱] اخون عبدالقیوم خاں صاحب بڑی خوبیوں کے آدمی تھے۔ بڑے وضعدار خوش خصال (باقی آئندہ صفحہ پر)

ہیں اس کے موصول ہونے سے پہلے مولانا نسیم احمد فریدیؒ[۵۲] کے ایک مکتوب مورخہ ۲۲ ستمبر سے اطلاع پاکر آپ کو تعزیتی خط لکھا چکا تھا خدا کرے پہنچا ہو۔

مولانا فریدی علیہ الرحمہ بھی ہماری دنیا سے چلے گئے۔ مجھے ان کے حادثہ انتقال کی اطلاع تو دہلی کے ٹیلیفون سے اسی دن ۱۱ بجے مل گئی تھی لیکن اس کے بعد سے اب تک مجھ سے بھی تعلق رکھنے والے اُن کے عقیدتمندوں اور نیازمندوں میں سے کسی کا بھی خط ابھی نہیں ملا۔ جس سے کچھ تفصیل معلوم ہوتی۔ چند ہی روز پہلے امروہہ کے بعض خطوط سے معلوم ہوا تھا کہ مولانا کی حالت تشویشناک ہوگئی تھی لیکن اب افاقہ ہے اور حالت بہتر ہے اُٹھنے بیٹھنے لگے ہیں — ۲۲ ستمبر کے لکھائے ہوئے خود اُن کے خط سے بھی یہی معلوم ہوا تھا۔

(بقیہ) اور نہایت منکسر مزاج تھے۔ مرنجاں مرنج ان کا اصول رہا۔ صفر ۱۴۰۹ھ میں ان کا وصال ہوا۔

۵۲ نابغہ عصر حضرت مولانا الحاج مفتی نسیم احمد صاحب فریدی امروہیؒ کی ولادت ۶ ستمبر ۱۹۱۱ء مطابق ۱۲ رمضان ۱۳۲۹ھ کو امروہہ میں ہوئی، آپ کا سلسلہ نسب بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے واسطہ سے امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچتا ہے۔ قرآن کریم پڑھنے کے بعد ہندی اور انگریزی میں مڈل پاس کیا پھر منشی، منشی کامل، مولوی اور اعلیٰ قابل کے امتحانات میں امتیازی کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں جلالین شریف، مشکوٰۃ شریف تک پڑھ کر دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ آپ کے دیوبند کے اساتذہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ، حضرت مولانا اعزاز علیؒ امروہی۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا میاں اصغر حسین محدث دیوبندیؒ، مولانا مفتی محمد سہول صاحب بھاگلپوری، مولانا مفتی ریاض الدین صاحب افضل گڑھی، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ سے تفسیر کی سند حاصل کی، فراغت کے بعد مدرسہ اشفاقیہ بریلی میں ۲ سال تک بخاری شریف کا درس دیا۔ بعدہٗ اپنی مادرِ علمی جامعہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مدت العمر خدمت کی۔ آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت تھے۔ مولانا فتح محمد صاحب میواتی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ اور حافظ مقبول حسن صاحبؒ سے اجازتِ بیعت و خلافت حاصل تھی مگر آپ نے کسی کو بوجہ کسر نفسی بیعت نہیں فرمایا۔ آپ ایک اچھے شاعر اور بلند پایہ (اگلے صفحہ پر)

لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں مرض کا پھر حملہ ہوا اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت کا خداوندی فیصلہ نافذ ہو گیا۔ میری نظر میں وہ آپ ہی اپنی مثال ایک درویش عالم دین اور خادمِ دین تھے۔ اللہ اُن کے ساتھ اور ہمارے آپ کے ساتھ بھی مغفرت ورحمت کا خاص معاملہ فرمائے۔ — غالب گمان یہ ہے کہ آپ کو اُسی دن اطلاع ہو گئی ہو گی اور نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوئی ہو گی ممکن ہے کہ آپ نے مجھے بھی خط لکھا ہو جو ابھی تک نہیں ملا ہے۔ ...... والسلام۔

محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۲۲

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالےٰ

لکھنؤ۔ یکم صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲ ستمبر ۱۹۸۹ء

محبِ عزیز ومکرم! احسن اللہ تعالیٰ الیکم والینا، سلام ورحمت

اخلاص نامہ مورخہ ۲۰ محرم موصول ہو کر موجبِ منّت ہوا —

فریدی نمبر میں خاص طور سے مولانا مرحوم کے خادم مولوی محب الحق صاحب کے مضمون سے مجھے بڑا دینی نفع ہوا۔ اپنی بہت سی محرومیوں کا شدید احساس ہوا، اب حال یہ ہے کہ کچھ کر سکنے کے لائق نہیں ہوں۔ نماز بھی ایسی ہوتی ہے کہ اس کے بعد استغفار اپنے لئے فرض وواجب سمجھتا ہوں — معارف الحدیث کا سلسلہ میرے لئے بفضلہٖ تعالیٰ آسان ہے اس کے علاوہ کچھ لکھنا مشکل ہوتا ہے — نمبر میں حضرت شہید اور تقویۃ الایمان کے تحت جو لکھا گیا ہے اُس میں کچھ صفحات ایسے بھی ہیں جو میں خود املا کے طور پر نہیں لکھا سکا۔

(بقیہ) مصنف ومولف بھی تھے۔ آپ کی تصنیفات میں سے مجمع البیان، تجلیاتِ ربانی، مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندی، تذکرۂ خواجہ باقی باللہ، صاحبزادگان اور ان کے خلفاء، مکتوباتِ اکابرِ دیوبند، مکتوباتِ سید العلماء، مکتوباتِ شاہ ولی اللہؒ اور قافلۂ اہلِ دل مشہود معروف ہیں۔
۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء بروز سہ شنبہ کو وصال ہوا۔ (بحوالہ تنفیذانِ نسیم)

مولوی سجاد سلمہ کو مضمون بتلا دیا، اُنھوں نے تحریری شکل دیدی۔ میرا خیال ہے کہ آپ غور سے دیکھیں گے تو خود بھی اس کو محسوس کریں گے۔

ستمبر کا شمارہ پریس پہونچ چکا ہے اس سلسلہ کا بقیہ اس میں بھی ہے اور قریبًا اتنا ہی ہے جتنا پہلے تھا وہ سب خود میرا لکھایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شان اور اُس کا کرم واحسان ہے کہ اس نے اس حال میں بھی لکھوا دیا۔

حضرت مولانا محمد عیسیٰ رح[1] کی ایک مجلس میں الہ آباد حاضر ہوا ہوں۔ حضرت حکیم الامت رح کے خلفا میں اُن کا خاص مقام تھا۔ خاصکر جدید تعلیم یافتہ حضرات کی اصلاح اُنھیں کے سپرد ہوتی تھی اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے کہ حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کے ارشادات سے خصوصی مناسبت نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ شکر کی توفیق عطا فرمائے۔

رب کریم آپ کو اور مجھے بھی حیاتِ طیبہ کی نعمت اور حُسنِ خاتمہ اور آخرت میں رحمت و مغفرت سے نوازے۔ دعاؤں کا سخت محتاج وطالب ہوں۔ والسّلام۔ محمد منظور نعمانی

---

[1] مولانا محمد عیسیٰ رح بن میر سید خیرات علی۔ آپ نسبًا ساداتِ زیدی تھے، آپ کی پیدائش موضع محی الدین پور تحصیل سورام ضلع الہ آباد میں ۱۳۰۲ھ کو ہوئی، آپ بچپن ہی سے نماز روزہ کے بہت پابند اور دین کی طرف بہت مائل تھے۔ اپنے گھر پر قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد دیہی اسکول میں مڈل تک پڑھا، پھر انگریزی پڑھنے لگے۔ ۱۹۰۲ء میں آپ بی، اے میں پڑھتے تھے کہ اسی زمانہ میں حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح الہ آباد تشریف لائے آپ کو حضرت تھانوی رح سے غائبانہ عقیدت پہلے ہی سے تھی، جب آپ نے ملاقات کی اور وعظ میں شرکت کی تو دل دنیا سے اُچاٹ ہوگیا اور بیعت ہو گئے اور فیصلہ کرلیا کہ یہ انگریزی تعلیم کا آخری سال ہے اس کے بعد انگریزی نہیں پڑھنی ہے۔ اس سال امتحان میں شرکت کی مگر کامیاب نہ ہوئے بیعت کے فورًا بعد تھانہ بھون جاکر حضرت حکیم الامت رح کے یہاں ۴۰ دن تک قیام کیا اور یکسوئی کے ساتھ ذکر و شغل میں لگ گئے۔ آپ نے بہت جلد منازلِ سلوک طے کر کے خلافتِ بیعت حاصل کی۔ اس کے بعد سی، ٹی کا (C.T) امتحان دیا جس سے فورًا گورنمنٹ ہائی اسکول فتحپور میں ملازمت مِل گئی۔ آپ نے فتحپور کے مشہور عالم مولانا نور محمد صاحب رح سے (باقی اگلے صفحہ پر)

مکتوب نمبر ۱۲۳

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

۲۰ ر رمضان المبارک سنہ ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۸ ر مارچ سنہ ۱۹۹۰ء

محبیّ عزیز و مکرم بھائی عزیز الٰہی خاں صاحب، زیدت حسناتکم، سلام و رحمت خدا کرے آپ اور آپ کے متعلقین بخیر و عافیت ہوں اور اللہ کی طرف سے ماہِ مبارک کی برکتیں، رحمتیں بھرپور عطا ہو رہی ہوں۔

حرمین شریفین میں آج عشرۂ اخیرہ کا پہلا دن ہے اور کل اِن شاء اللہ یہاں بھی شروع ہو جائیگا، امید ہے کہ اپنی دعاؤں میں اس گنہگار کو بھی یاد رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے حق کے مطابق توفیق عطا فرمائے۔ چند روز پہلے جب تشریف آوری ہوئی تھی تو میں نے ذکر کیا تھا کہ ہمارے یہاں سنہ ۱۳۹۳ھ کا الفرقان کا جو فائل ہے اس میں ذی الحجہ کا آخری شمارہ نہیں ہے، اس میں حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں ایک حاضری کا ذکر کیا گیا تھا اُس کی ضرورت ہے۔ آپ کی گفتگو سے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ آپ کے یہاں پہونچا اور آپ کی نظر سے گذرا تھا۔ آپ نے بتلایا تھا کہ الفرقان کے شمارے میں ایک مقامی لائبریری کو دے دیتا ہوں وہاں ان شاء اللہ تلاش کروں گا۔ ماہِ مبارک میں تو اس کام کے

(مسلسل) (خلیفۂ اجل شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی) سے عربی درسیات، حدیث و فقہ پڑھی بعد میں لکھنؤ تبادلہ ہو گیا تو وہاں آپ نے مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ سے بقیہ کتابیں پڑھیں۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں عربی فارسی کی پروفیسری قبول کی۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں مولانا عبد الباری فرنگی محلیؒ کے ہمراہ حج کیا۔ ۵۴ سال کی عمر میں قرآنِ پاک حفظ کرنے کا شوق پیدا ہوا اور بہت جلد آپ نے حفظ کر لیا۔ بہ عمر ۶۳ سال اپنے مرشد کے انتقال کے صرف ۸ ماہ بعد ۲۵ ر ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ھ مطابق ۲۱ ر مارچ سنہ ۱۹۴۴ء بروز شنبہ جون پور میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (ماخوذ از بزم اشرف کے چراغ)

کے لئے وقت نکالنے کی ضرورت نہیں اس کے بعد لائبریری میں دیکھ کر تلاش کر لیا جائے۔ اگر وہ شمارہ مل جائے تو صرف "تحدیثِ نعمت[۱]" کی اس قسط کے صفحات کی فوٹو کاپی کرا کے بھیجنے کی زحمت گوارا فرمائی جائے۔

یہ عاجز اسی حال میں ہے جس میں آپ نے دیکھا تھا اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے فلہ الحمد ولہ الشکر۔ والسلام۔ محمد منظور نعمانی

مکتوب نمبر ۱۲۴

باسمہ سبحانہ و تعالےٰ

لکھنؤ۔ ۱۵ رجنوری سنہ ۱۹۹۲ء

مخلص مکرم، محب محترم مولوی عزیز الٰہی خاں صاحب صاحب زید لطفکم

سلام و رحمت۔ عنایت نامہ مورخہ ۲۹، ۶، ۱۲، ۱۴۱۲ھ چند حضرات کے ذریعہ پہونچ گیا تھا اس دن اتفاق سے ضعف بہت بڑھا ہوا تھا۔ لانے والے حضرات سے غالباً کوئی بات نہیں کی جا سکی۔ یہ معلوم کر کے سخت رنج و افسوس ہوا کہ آپ نے دریافتِ حال کے لئے چھ خط لکھے جن میں سے کسی کا بھی جواب آپ کو نہیں ملا

مجھے اُن میں سے کسی خط کے متعلق کوئی علم نہیں۔ مولوی سجّاد یہاں ہیں نہیں، حسّان سے ابھی تک آپ کے خطوط کے بارے میں دریافت نہیں کر سکا۔ اگرچہ آپ کی للّٰہی محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ بس حال دریافت فرمائیں۔ لیکن اس عاجز کے نزدیک بہتر یہی ہے کہ بس دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق عطا فرمائے کہ آپ کے حق کے مطابق دعا کا اہتمام نصیب ہو، ارادہ ہے کہ الفرقان کے ترتیبی شمارے میں اپنا حال کسی قدر تفصیل سے لکھا دیا جائے، ہم آپ جبتک زندہ ہیں اللہ تعالیٰ ایمان، اعمال مرضیہ کی توفیق، معاصی سے حفاظت، نعمتوں پر شکر گناہوں سے استغفار کے اہتمام اور عافیت کے ساتھ زندہ رکھے۔ مقررہ وقت آنے پر ایمان کے ساتھ اُٹھا لیا جائے اور ارحم الراحمین محض اپنے رحم و کرم سے مغفرت فرما دیں۔ آمین!

والسلام۔ محمد منظور نعمانی

---

[۱] کن کو دیکھا، کیا دیکھا، کیا پایا۔ آپ نے جن علماء اور مشائخ سے ملاقات کی تھی اُن کے حالات الفرقان میں تحریر ہیں

EDITION 1994

Rs. 25/-